اُردُو قواعد

و

اِنشاپردازی

مکمل اردو گرائمر نوٹس

اُردُو قواعد
و
اِنشاپردازی

Learn Easy

URDU GRAMMAR

آئیں اُردو گرائمر سیکھیں

اُردو گرائمر سیکھنے کے لیے ایک آسان کتاب جو کہ آپکو تمام اُردو گرائمر کے اصول مثالوں کے ساتھ سمجھنے میں مدد دے گی۔

یہ کتاب اُردو کے اساتذہ کرام کے لیے نہایت ہی اہم ہے جو کہ اس کتاب کی مدد سے اپنے بہت سے سالوں لے جوابات حاصل کر سکتے ہیں

فہرست

ابتدائیہ

زبان اظہارِ خیال کا آلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بولنے کی طاقت دی ہے جس کی بدولت ہم ایک دوسرے سے اپنے دل کی بات کہہ سکتے ہیں اور اپنا مطلب سمجھا سکتے ہیں۔ اظہارِ خیال کے لیے تجرباتی مطالعہ کافی نہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ الفاظ کے معنی جملوں کی ترکیب اور ان کا باہمی تعلق اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔ زبان ایک مرکب ہے۔ اس کے بھی ترکیبی اجزاء و عناصر ہیں۔ کچھ اصول اور قواعد ہیں۔ جو ترکیبی اجزاء کے ملاپ میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ زبان کی نحو کا دار و مدار ان قاعدوں پر ہے۔ ان قواعد کا زبان سے وہی تعلق ہے جو لفظ کا معنی سے ہے۔ لفظ معنی کے ساتھ وجود میں آتا ہے۔ گرامر بھی زبان کے ساتھ ساتھ وجود میں آتی ہے۔ لہذا زبان کے عام اور مستقل اصول و ضوابط کو انگریزی میں گرامر اور اُردو میں قواعد کا نام دیا جاتا ہے۔

قواعد اُردو

اُردو قواعد کے تین حصے ہیں:

علمِ ہجا۔ علمِ صرف۔ علمِ نحو

علمِ ہجا:

یہ سادہ آوازوں، ان کے تحریری نقول یا علامتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جب سادہ آوازیں یا حروف تحریر میں آتے ہیں تو حروفِ تہجی یا علمِ ہجا کہلاتے ہیں۔

علمِ صرف :

لُغت میں صرف بدلنے اور ہیر پھیر کرنے کو کہتے ہیں ۔ اس علم کا تعلق الفاظ سے ہوتا ہے اور علم صرف ہمیں بتاتا ہے کہ یہ تبدیلی کس طرح ہوئی ، اور اس تبدیلی کے بعد کیا معنی ہوئے اور انھیں کہاں استعمال کرنا چاہیے اور کہاں نہیں ۔ اس علم کا مقصد یہ ہے کہ بولنے والا صحیح بولے ۔

علمِ نحو :

یہ وہ علم ہے جس میں کلموں کی باہمی ترتیب اور تعلق کا حال معلوم ہوتا ہے ۔ اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ لکھنے والا اور بولنے والا کلموں سے بنانے میں غلطی نہ کرے ۔ ہر ایک کلمہ کو صحیح ترتیب کے ساتھ اپنے محل پر جگہ دے ۔ اس میں کلام سے بحث ہوتی ہے ۔ اس لیے اس کا موضوع کلام ہے ۔

۱ لفظِ موضوع

ایسی با معنی آوازیں جو ایک جملے میں بنیادی اجزا کی حیثیت رکھتی ہیں لفظِ موضوع کہلاتی ہیں۔

مثلاً:- کھانا۔ آنا۔ چاند۔ نیک۔ عبادت۔ مکان وغیرہ۔

لفظِ موضوع کی دو اقسام ہیں:

i۔ کلمہ ——— ii۔ کلام

i۔ کلمہ: لفظِ موضوع سے اگر اکیلے معنی سمجھ میں آ جائیں تو اُسے کلمہ کہتے ہیں۔ مثلاً:- مسجد۔ خانۂ خدا۔ نیک لڑکا۔ محنتی آدمی اور اس قسم کے اور الفاظ جن کے اجزاء ایک سے زیادہ ہیں۔ اگرچہ بجائے خود ہر ایک جُز کے جُدا گانہ معنی ہیں مگر بحالتِ ترکیب چونکہ ان سے ایک معنی سمجھے جاتے ہیں اس لیے ہر ایک لفظ کلمہ ہے۔ کلمے کا لفظاً ایک ہونا ضروری نہیں اس لیے ہر کلمہ کو لفظ کہہ سکتے ہیں۔ لیکن ہر لفظ کو کلمہ نہیں کہہ سکتے۔ علمِ صَرف میں صرف کلمے پر بحث ہوتی ہے۔

ii۔ کلام: کوئی بھی جملہ یا لفظوں کا ایسا مجموعہ جس سے مطلب صاف طور پر سمجھ آ جائے کلام کہلاتا ہے۔ مثلاً:- رمضان المبارک بابرکت مہینہ ہے۔ ہر مسلمان پر نماز فرض ہے۔ کلام کا تعلق علمِ نحو سے ہے۔

۲ لفظِ مہمل

بے معنی لفظ کو مہمل کہتے ہیں۔ مثلاً:- چوری چکاری، غلط سلط، ٹھیک ٹھاک۔ میل کچیل، دھکا پیل میں سے چکاری، سلط، ٹھاک، کچیل اور پیل مہمل ہیں۔ قواعدِ اُردو میں صرف لفظِ موضوع پر بحث کی جاتی ہے۔ لفظِ مہمل کا قواعد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

کلمہ اور مہمل کی چند مثالیں

اُلٹا پُلٹا	بھیڑ بھاڑ	پکڑ دھکڑ	جادو وادو
بات چیت	پانی وانی	ٹھیک ٹھاک	جھوٹ موٹ

چپ چاپ	روٹی ووٹی	غلط سلط	لمبا تڑنگا
دھوم دھام	سودا سلف	کتاب وتاب	شہر وہر
دھکا پیل	سچ مچ	کوڑا کھدرا	ہاتھی واتی
ڈھول ڈھمکا	شیر ویر	گول مٹول	.. ..

کلمہ کی اقسام

اسم ـــــ فعل ـــــ حرف

اسم : اسم کے لغوی معنی نام کے ہیں۔ اسم وہ کلمہ ہے جو اکیلا اپنے معنے دیتا ہے مگر اس میں وقت کا شمار نہیں ہوتا۔ آدمیوں اور چیزوں کے ناموں مثلاً، محمود، رفیق، آصف، اُونٹ اور گائے وغیرہ کو دیکھیں تو ان کے معنوں میں وقت بالکل نہیں پایا جاتا۔ اسی طرح وہ الفاظ جن سے انسان اور غیر انسان کے افعال اور حرکات بیان کیے جائیں اسم کہلاتے ہیں جیسے چلنا۔ اٹھنا۔ چھپانا، جھومنا وغیرہ۔

فعل : وہ کلمہ جو اکیلا اپنے معنی دیتا ہے اور اس میں کسی کام کا ہونا ایک زمانے کے ساتھ پایا جاتا ہے فعل کہلاتا ہے۔ اسم اور فعل میں اتنا فرق ہے کہ اسم میں وقت نہیں ہوتا اور فعل میں وقت کا ہونا ضروری ہے جب ہم صرف "لانا" کہتے ہیں تو اس میں کسی وقت کا تعین نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ اسم ہے لیکن جب "لایا" یا "لاتا ہے" یا "لائے گا" کہتے ہیں تو وقت لازم ہو جاتا ہے۔

حرف : یہ وہ کلمہ ہے جو اکیلا کچھ معنے نہیں دیتا بلکہ دوسرے لفظوں کے ساتھ مل کر معنی دیتا ہے۔ حرف الفاظ میں ربط و تعلق کے لیے آتا ہے یعنی یہ کلمہ دو اسموں کو یا اسم اور فعل کو آپس میں ملاتا ہے۔ مثلاً :- خدا پر بھروسہ رکھو

قرآن کریم خدا کی کتاب ہے ۔ یہ دونوں جملے بامعنی ہیں، پہلے جملے میں سے حرف "پر" اور دوسرے میں سے حرف "کی" نکال دینے کے بعد یہ جملے کچھ اس طرح پڑھے جائیں گے: "خدا بھروسہ رکھو"۔ "قرآن کریم خدا کتاب"۔ ان نامکمل جملوں سے وضاحت ہو گئی کہ حروف کی عدم موجودگی جملوں کو بے معنی بنا دیتی ہے ۔

مشق

۱۔ علم ہجا کی تعریف کیجیے ۔

۲۔ علم صرف کی تعریف واضح الفاظ میں کیجیے ۔

۳۔ لفظ کسے کہتے ہیں ؟ اس کی اقسام بیان کریں ۔

۴۔ لفظ موضوع کی اقسام بیان کریں اور وضاحت کے لیے مثالیں دیں ۔

۵۔ کلمہ کی کتنی قسمیں ہیں ؟ ہر ایک کی تعریف کریں ۔

۶۔ لفظ مہمل کی تعریف کریں اور پانچ مثالیں دیں ۔

۷۔ کوئی سے پانچ جملے تحریر کریں جن میں اسم، فعل اور حرف کا استعمال ہو ۔ پھر ان جملوں میں سے اسم، فعل اور حرف علیحدہ علیحدہ چن لیں ۔



باب ۲

اسم

بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی اقسام

اسم جامد ـــــــ اسم مصدر ـــــــ اسم مشتق

اسم جامد :

ایسا اسم جس سے کوئی دُوسرا لفظ نہیں نکلتا اور نہ ہی وہ کسی سے نکلتا ہو، اسم جامد کہلاتا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ یہ دو یا دو سے زیادہ کلموں میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً :۔ چاقو۔ قلم۔ درخت۔ پھل وغیرہ

اسم مصدر :

مصدر کے لغوی معنی نکلنے کی جگہ ہے۔ اصطلاح میں اس سے مُراد وہ اسم ہے جو خود کسی سے نہ نکلے لیکن اِس سے مُقرّرہ قاعدوں کے مطابق کئی دوسرے کلمے بنیں۔ مثلاً :۔ رونا ، سونا اور کھونا وغیرہ۔ اردو میں مصدر کی پہچان یہ ہے کہ اس کے آخر میں "نا" آتا ہے۔

مصدر کی تعریف اس طرح بھی کی جاتی ہے کہ مصدر وہ اسم ہے جس میں زمانے کی قید کے بغیر کسی کام کا کرنا یا ہونا یا سہنا پایا جائے۔ مصدر کی اس تعریف کی روشنی میں ہم ان الفاظ کو مصدر سے خارج کردیتے ہیں جن کے آخر میں "نا" تو ہے مگر وہ کسی کام یا حرکت کا بیان نہیں ہوتے جیسے گھرانا۔ سونا (دھات) نانا، بانا، کانا اور تانا وغیرہ۔ مصدر کی ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ علامت مصدر "نا" کو دُور کرنے سے امر کا صیغہ رہ جاتا ہے۔ مثلاً :۔ لکھنا سے لکھ ، پڑھنا سے پڑھ اور کھانا سے کھا وغیرہ۔

مصدر کو فعل سمجھ لینا درست نہیں کیونکہ فعل میں کام کا کرنا یا ہونا یا سہنا کسی ایک خاص زمانے کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ لیکن اسم وہ کلمہ ہے جس میں زمانہ اور کام دونوں ساتھ نہیں آتے۔ چونکہ مصدر میں بھی کام پایا جاتا ہے اور زمانہ نہیں تو ہم مصدر کو اسم مصدر کہیں گے۔ مثلاً:۔ سونا مصدر ہے لیکن سویا مصدر نہیں۔

اسم مشتق :

قواعد کی رُو سے ایسا اسم جو کسی مصدر سے نکلا ہو، لیکن اس سے کوئی اور لفظ نہ نکلے اسم مشتق کہلاتا ہے۔ مثلاً:۔ لکھنا مصدر سے لکھنے والا، لکھا ہُوا اور لکھائی۔ سجانا سے سجاوٹ۔ بنانا سے بناوٹ وغیرہ سب اسم مشتق ہیں۔

معنی کے لحاظ سے اسم کی اقسام

اسم معرفہ ——— اسم نکرہ

اسم معرفہ : وہ اسم ہے جو کسی خاص شخص، جگہ یا چیز کا نام ہو مثلاً:۔ اکرم، ارشد، کراچی، لاہور، دریائے سندھ اور بادشاہی مسجد وغیرہ۔ ارشد اور اکرم مخصوص اشخاص کے نام ہیں۔ اسی طرح لاہور اور کراچی پاکستان کے خاص شہر ہیں۔ دریائے سندھ ایک خاص دریا کا نام ہے اور بادشاہی مسجد بھی ایک مخصوص مسجد ہے جو اسی نام سے مشہور ہے۔ چنانچہ یہ تمام اسماء اسم معرفہ یا اسم خاص کہلائیں گے۔

اسم نکرہ : وہ اسم ہے جو کسی عام شخص، جگہ یا چیز کا نام ہو۔ مثلاً:۔ آدمی، شہر، دریا اور مسجد وغیرہ۔ اِن اسماء میں نہ تو کسی خاص شخصیّت کا ذکر ہے، نہ کسی شہر کا اور نہ ہی کسی خاص دریا یا مسجد کا ذکر کیا گیا ہے۔ آدمی کوئی بھی ہوسکتا ہے۔ دریا دنیا میں بے شمار ہیں۔ مسجد بھی کہیں پر کسی محلّے میں ہوسکتی ہے۔ بعض اوقات اسم نکرہ اسم معرفہ بن جاتے ہیں۔ مثلاً:۔ حیدر نے آصف کی عینک استعمال کی۔ اگر ہم عینک بولیں گے تو یہ اسم نکرہ ہے لیکن آصف کی عینک مخصوص چیز بن گئی تو اس صورت میں

یہ عینک اسم معرفہ کہلائے گی۔

اسی طرح راشد، اکرم اور محمود کئی اشخاص کے نام ہو سکتے ہیں لیکن یہ اسم معرفہ اس لیے کہلاتے ہیں کہ جس شخص کا نام پکارا جاتا ہے اس سے مراد وہی راشد یا اکرم یا محمود ہوتا ہے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اسم معرفہ کی اقسام

اسم علم ــــ اسم ضمیر ــــ اسم اشارہ ــــ اسم موصول

۱۔ اسم علم :

علم کے لفظی معنی نشان اور علامت کے ہیں۔ قواعد کی رُو سے اسم علم سے مُراد وہ مخصوص اسماء ہیں جو مقامات کی عموماً اور اشخاص کی خصوصاً علامت یا پہچان کا کام دیتے ہیں۔

اسم علم کی اقسام

خطاب ــ لقب ــ تخلص ــ کنیت ــ عُرف

(۱) **خطاب** : وہ وصفی نام جو کسی شخص کو اُس کے علمی، سماجی، سیاسی یا معاشی خدمات کے صلے میں حکومت، قوم، بادشاہ یا سرکار کی طرف سے عزّت افزائی کے طور پر دیا گیا ہو خطاب کہلاتا ہے۔ مثلاً: شاعرِ مشرق، خاتونِ جنّت، مسز خان بہادر، شمس العلماء، قائدِ ملّت، قائدِ اعظم وغیرہ

(۲) **لقب** : ایسا نام جو کسی خاص خصوصیت کی وجہ سے مشہور ہو جائے لقب کہلاتا ہے۔ مثلاً:۔ حضرت علی علیہ السّلام کا شیرِ خُدا، حضرت امام حسین علیہ السّلام کا سید الشہدا اور حضرت اسماعیلؑ کا ذبیح اللہ۔

③ تخلّص : ایسا مختصر سا نام جو شاعر اپنے اصل نام کی جگہ تجویز کرتے ہیں اور اپنے شعروں میں اصل نام کے بجائے استعمال کرتے ہیں تخلص کہلاتا ہے۔ مثلاً:۔ غالب مرزا اسد اللہ خان کا، حالی خواجہ الطاف حسین کا، ذوق شیخ ابراہیم کا، مختصر نام یا تخلص ہے۔ تخلص اصل یا پورے نام کا جزو بھی ہو سکتا ہے جیسے محمد اقبال نام ہے اور اقبال تخلص ہے۔

④ کُنیت : وہ اسم جو ماں باپ بیٹے بیٹی یا کسی اور رشتے کی مناسبت کی وجہ سے پکارا جائے کنیت کہلاتا ہے۔ عربی میں ناموں کے ساتھ ابن (بیٹا) بنت (بیٹی) اَبُو (باپ)، اور اُم (ماں) کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً :۔ ابن مریم ، ابو عبداللہ، ابو طالب، اُم کلثوم، اُم سلمہ، بنت رسولؐ اور بنت زہرا وغیرہ۔ یہ سب عربی اسمائے کنیت ہیں۔ اردو میں اس کے بجائے محمود کے ابّا، فریدہ کی امّی، یوسف کی بیٹی یا رابعہ کا بیٹا وغیرہ بولتے ہیں۔

⑤ عرف : وہ نام جو محبت یا نفرت کی وجہ سے پکارا جانے لگے عرف کہلاتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ عرف بامعنی ہو۔ مثلاً:۔ اسلم سے اچھا، فاطمہ سے فاطو اور غلام محمد سے گاما وغیرہ۔ ضروری نہیں کہ عرف اصل نام کی شکل کو بگاڑ کر رکھا جائے ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی خاص وصف کی وجہ سے ایک خاص نام دے دیا جاتا ہے مثلاً:۔ نیلی آنکھوں والی لڑکی کو نیلی کہہ کر پکار لیتے ہیں۔ اسی طرح گڑیا، رجّو اور گڈو وغیرہ عرف کی مثالیں ہیں۔

۲۔ اسم ضمیر:

وہ اسم ہے جو کسی دوسرے اسم کی جگہ تکرار لفظی سے بچنے کے لیے استعمال کیا جائے۔ اسم ضمیر کے استعمال سے تحریر میں خوبصورتی اور روانی آجاتی ہے۔ جیسے "ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپؐ کا سلسلۂ نسب حضرت اسماعیلؑ تک جا پہنچتا ہے۔ آپؐ کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ قریش سے تھا۔ آپؐ کے والد کا نام عبداللہ

تھا جو آپؐ کی پیدائش سے چند ماہ قبل انتقال فرما چکے تھے۔ اُوپر دی گئی تحریر میں "آپؐ" حضرت محمدؐ کے لیے استعمال ہُوا ہے اور "جو" حضرت عبداللہ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ جس اسم کی جگہ اسم ضمیر استعمال کیا گیا ہو اُسے مرجع کہتے ہیں۔ مثلاً:۔ اوپر دی گئی تحریر میں آپؐ اور جو اسم ضمیر ہیں، حضرت محمدؐ اور حضرت عبداللہ مرجع ہیں۔

اسم ضمیر کی اقسام

ضمیر شخصی ـــ ضمیر اشارہ ـــ ضمیر موصولہ ـــ ضمیر تنکیری
ضمیر استفہامیہ ـــ ضمیر تاکیدی

(۱) **ضمیر شخصی:** جب ضمیر چیزوں کے بجائے کسی خاص شخص کے لیے استعمال ہو یا اشخاص کی نمائندگی کرے۔ مثلاً:۔ ہم، تم اور وُہ۔

ضمیر شخصی کی تین حالتیں

فاعلی ـــ مفعولی ـــ اضافی

أ۔ **حالت فاعلی:** وہ ضمیر شخصی جو کسی جُملے میں فاعل کی جگہ استعمال ہو ضمیر کی فاعلی حالت کہلاتی ہے۔ مثلاً:۔ حمید اسکول گیا ہے، وہ دو پہر تک واپس آئے گا۔ خالد نے محنت تو کی لیکن اُس نے امتحان نہ دیا۔ ان دونوں جملوں میں وہ اور اُس نے فاعل کی جگہ استعمال ہوتے ہیں۔ یہ ضمیر کی فاعلی حالت ہیں۔

حالتِ فاعلی

غائب		حاضر		متکلم	
واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
وہ	وہ	تُو یا تم	تم۔ آپ۔ تم نے	میں	ہم
اُس نے	انھوں نے۔ اُن	تو نے۔ تم نے	آپ نے	میں نے	ہم نے

ii۔ حالتِ مفعولی : وہ ضمیر جو کسی جملے میں مفعول کی جگہ استعمال ہو ضمیر کی مفعولی حالت کہلاتی ہے۔ مثلاً :- خالد تیز کیوں نہیں دوڑتا ؟ تو جواب ملے گا اُسے چوٹ لگی ہے۔ اس جملے میں خالد کی جگہ اُسے استعمال ہوا ہے یہ ضمیر کی مفعولی حالت ہے۔

حالتِ مفعولی

غائب		حاضر		متکلم	
واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
اُس کو یا اُسے	اُن کو یا انہیں	تجھ کو یا تجھے	تم کو۔ آپ کو یا تمہیں	مجھ کو یا مجھے	ہم کو یا ہمیں

iii۔ حالتِ اضافی : وہ ضمیر جو کسی جملے میں کسی چیز سے تعلق یا لگاؤ ظاہر کرے ضمیر کی اضافی حالت کہلاتی ہے۔ مثلاً :- اکبر تمہارا بستہ کہاں ہے ؟ اس جملے میں تمہارا ضمیر کی اضافی حالت ہے۔

حالتِ اضافی

غائب		حاضر		متکلم	
واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
اُس کا	اُن کا	تیرا	تمہارا۔ آپکا	میرا	ہمارا
اُس کے	اُن کے	تیرے	تمہارے آپکے	میرے	ہمارے
اُس کی	اُن کی	تیری	تمہاری آپکی	میری	ہماری

ضمیرِ شخصی کی تین صورتیں (صیغے)

ضمیرِ غائب۔ ضمیرِ حاضر ضمیرِ متکلّم

i۔ ضمیرِ غائب : وہ ضمیر جو غیر موجود شخص یا چیز کے لیے استعمال کی جائے

ضمیر غائب کہلاتی ہے۔ جیسے اُس، اُن، وہ، اُنھوں وغیرہ۔

ii۔ ضمیر حاضر: وہ ضمیر جو کسی ایسے شخص کے لیے استعمال کی جا رہی ہو جو سامنے موجود ہو۔ یعنی کلام کرنے والا حاضر کے لیے یا مخاطب کے لیے استعمال کرتا ہے۔ جیسے آپ، تم، تُو وغیرہ۔

iii۔ ضمیر متکلم: وہ ضمیر جو کلام کرنے والا اپنے لیے استعمال کرتا ہے مثلاً:- میں اور ہم۔ متکلم بات کرنے والے کو کہتے ہیں۔

(۲) ضمیر اشارہ: وہ ضمیر جو کسی شخص یا جگہ یا چیز کی طرف بطور اشارہ استعمال ہو اسے ضمیر اشارہ کہتے ہیں مثلاً:- سوال کیا جائے کہ رشید کی قمیض کہاں ہے؟ تو جواب ملے گا۔ اُسی کے پاس ہو گی۔ حمید کہاں ہے؟ تو جواب ملے گا یہاں ہے۔ تو ضمیر "اُسی" اور "یہاں" رشید اور حمید کے لیے استعمال ہوئی ہیں۔ چونکہ یہ اسم کی جگہ بھی ہیں اور اشارہ کے لیے بھی تو اس لیے ایسی ضمیر کو ضمیر اشارہ کہیں گے۔ ضمیر اشارہ دو قسم کی ہوتی ہیں۔

اشارہ قریب ـــــــ اشارہ بعید

اشارہ قریب: وہ ضمیر ہے جو قریب کے اشارے کے لیے استعمال ہو۔ اس کے لیے یہ، اِس، اِن، یہی، اِسی، اِنھیں اور اِنھوں وغیرہ آتا ہے۔

اشارہ بعید: وہ ضمیر ہے جو دُور کے اشارے کے لیے استعمال ہو۔ اس کے لیے، وہ، اُس، اُن، اُسی، اُنھیں اور اُنھوں وغیرہ لاتے ہیں۔

(۳) ضمیر موصولہ: وہ ضمیر ہے جو کسی اسم کی جگہ یا اس اسم کی حالت یا اُس کا پتہ بیان کرنے کے لیے استعمال ہو۔ ضمیر موصولہ کہلاتی ہے۔ جب تک اس کے ساتھ کوئی جملہ نہ ملایا جائے نامکمل رہتی ہے اور کوئی معنی نہیں دیتی۔ مثلاً:- جو بوگے وہی کاٹو گے۔ اس جملے میں "جو" ضمیر موصولہ ہے اور "بوگے وہی کاٹو گے" جملے کو مکمل کرتا ہے اور صلہ کہلاتا ہے۔

ضمیر موصولہ کی مختلف صورتیں درج ذیل ہیں:-

حالت	واحد	جمع
فاعلی	جو، جس نے	جو۔ جنھوں نے
مفعولی	جسے، جس کو	جنھیں۔ جن کو
اضافی	جس کا، جس کے، جس کی	جن کا، جن کے، جن کی

(۴) ضمیر تنکیری : وہ ضمیر جو غیر معین اشخاص یا اشیاء کے لیے استعمال ہو ضمیر تنکیری کہلاتا ہے۔ مثلاً:۔ کوئی اور کچھ "کوئی" جان دار کے لیے اور "کچھ" بے جان کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جمع کی صورت میں کوئی کو کئی میں بدل دیتے ہیں۔ مثلاً:۔ کوئی شخص اس غریب کی مدد کرنے کو تیار نہیں۔ کئی لوگ چندہ دینے کو تیار ہیں۔ جاؤ اور کچھ رقم ضرور لے کر آؤ۔

حروف ربط میں کوئی، کسی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ مثلاً:۔ ہمیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ ہم کسی سے ڈرتے نہیں۔

(۵) ضمیر استفہامیہ : وہ ضمیر ہے جو سوال پوچھنے کی غرض سے کسی اسم کی جگہ استعمال کی جائے۔ کون جاندار کے لیے اور کیا بے جان کے لیے آتا ہے۔ مثلاً: کون آیا ہے؟ کیا کھانا ہے؟ ان جملوں میں صاف ظاہر ہے کہ کون جاندار کے لیے اور کیا بے جان کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس جملے میں ضمیر استفہامیہ آئے اس جملے کے آخر میں سوالیہ نشان (؟) ڈال دیتے ہیں۔

حالت	واحد	جمع
فاعلی	کون۔ کس نے	کون۔ کنھوں نے
مفعولی	کسے۔ کس کو۔ کس سے	کن کو۔ کنھیں۔ کن سے
اضافی	کس کا۔ کس کے۔ کس کی	کن کا۔ کن کے۔ کن کی

(۶) ضمیر تاکیدی : ایسی ضمیر جس میں کسی شخصی ضمیر کی نسبت تاکید پائی جائے۔ ضمیر شخصی کے بعد آپ، اپنا، اپنی، اپنے یا خود لگانے سے ضمیر تاکیدی بنتی ہے۔

مثلاً :- یہ میرا اپنا مکان ہے۔ وہ اپنی کتاب واپس لے گیا۔ ہمیں اپنا کام خود کرنا آتا ہے۔

۳۔ اسم اشارہ :

وہ اسم ہے جو کسی چیز، شخص یا جگہ کی طرف اشارہ کرنے کے لیے بولا جائے اور کسی اسم کی دوری یا نزدیکی ہم پر ظاہر کرے۔ جیسے یہ کتاب میری ہے اور وہ کاپی تمہاری ہے۔ اس جانور کی آواز دلکش ہے۔ ان جملوں میں یہ، وہ، اس اسم اشارہ ہیں۔ جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اسے مشارٌ الیہ کہتے ہیں۔ اوپر دیے گئے جملوں میں کتاب، کاپی اور جانور مشارٌ الیہ ہیں۔

اسم اشارہ کے دو حصے ہوتے ہیں۔

i۔ اشارہ قریب : جو لفظ نزدیک کے لیے استعمال ہو وہ اشارہ قریب ہے۔ مثلاً :- یہ کرسی میری ہے۔ یہ گائے اکرم کی ہے۔ یہ کتاب کس کی ہے؟ اس کتاب کے صفحے پورے نہیں وغیرہ۔ ان جملوں میں یہ اور اِس اشارہ قریب ہیں۔

ii۔ اشارہ بعید : وہ الفاظ جو دور کے اشارے کے لیے استعمال کیے جائیں اشارہ بعید کہلاتے ہیں۔ مثلاً :- وہ گھر خوبصورت ہے۔ اُس گھر کا مالک کون ہے؟ ان جملوں میں وہ، اُس اشارہ بعید ہیں

اسم اشارہ اور ضمیر اشارہ میں فرق

اسم اشارہ کسی اسم کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں مُشارٌ الیہ اور اسم اشارہ دونوں ساتھ ساتھ آتے ہیں۔ مثلاً :- یہ لڑکی خوبصورت ہے۔ اس جملے میں یہ اسم اشارہ اور لڑکی مشارٌ الیہ ہے۔ ضمیر اشارہ کسی اسم کے بجائے بطور اشارہ استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً :- جو کتاب میں نے خریدی تھی وہ شاہد نے پھاڑ دی۔ اس جملے میں "وہ" ضمیر اشارہ اور کتاب مرجع ہے۔ غور سے دیکھنے سے دونوں کا فرق صاف معلوم ہو سکتا ہے یعنی ضمیر اشارہ میں مشارٌ الیہ ساتھ نہیں ہوتا۔

۴ ۔ اسم موصول :

اسم موصول وہ اسم ناتمام ہے کہ جب تک اس کے ساتھ کوئی اور جملہ نہ لگایا جائے وہ اپنے معنی نہیں دیتا ۔ یہ کسی اسم کی حالت ، کیفیت یا پتہ بیان کرتا ہے ۔ اسم موصول کے بعد جو جملہ آتا ہے وہ صلہ کہلاتا ہے ۔ مثلاً :۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے ۔ جہاں رہو خوش رہو ۔ ان جملوں میں جیسا ، جہاں اسم موصول ہیں اور ساتھ آنے والے جملے صلہ ہیں ۔

مشق

۱ ۔ بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی اقسام بیان کریں ۔ مصدر کی علامت کیا ہے ؟ نیز اس کی شناخت کیسے ہوتی ہے ؟ مثالوں سے واضح کریں ۔

۲ ۔ معنی کے لحاظ سے اسم کی قسمیں بتائیں نیز ان کی تعریف بھی لکھیے ۔

۳ ۔ اسم معرفہ کی کتنی قسمیں ہیں ؟ ہر ایک کی تعریف کیجیے ۔

۴ ۔ اسم علم کی تعریف کریں ۔ نیز اس کی قسمیں مثالوں کے ساتھ بیان کریں ۔

۵ ۔ اسم ضمیر کی اقسام بیان کریں ۔ نیز ضمیر شخصی کسے کہتے ہیں ؟ اس کی تین حالتیں کون سی ہیں ۔

۶ ۔ کوئی سے تین جملے تحریر کریں جن میں سے ضمیر غائب ، ضمیر حاضر اور ضمیر متکلم کی شناخت کی جا سکے ۔

۷ ۔ اسم اشارہ کی تعریف کریں نیز اسم اشارہ اور ضمیر اشارہ میں جو فرق پایا جاتا ہے ، وضاحت سے بیان کریں ۔

۸ ۔ اسم موصول کیا ہے اور صلہ کسے کہتے ہیں ۔ مثال دے کر واضح کریں ۔

٭

باب ۳

اسم نکرہ کی اقسام

اسم استفہام — اسم ذات — اسم مصدر — اسم صفت — اسم مشتق

۱۔ اسم استفہام

وہ اسم ہے جو پوچھنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ مثلاً کون، کس، کتنا، کتنے، کتنی، کسے، کیا، کون سا، کون سی، کیسا، کیسی، کب، کب کب، کہاں، کہاں کہاں اور کدھر۔ اسم استفہام کا استعمال درج ذیل جملوں سے مزید واضح ہوگا۔

کون آیا ہے؟ یہ قلم کس کی ہے؟ تمہارا گھر کتنا بڑا ہے؟ اس اسکول میں کتنی استانیاں ہیں؟ تم کسے بھائی ہو؟ تم کیا چاہتے ہو؟ آج کل لاہور کا موسم کیسا ہے؟ تم کب آؤ گے؟ خالد کہاں گیا ہے؟ میں نے تمہیں کہاں کہاں تلاش نہ کیا؟

جس جملے کے آخر میں اسم استفہام آئے اُس جملے کے آخر میں سوالیہ نشان (؟) ڈال دیتے ہیں۔

اسم استفہام کی اقسام

استفہام استخباری ۔ استفہام اقراری ۔ استفہام انکاری

(۱) **استفہام استخباری:** اگر جملے میں کوئی خبر حاصل کرنے کے لیے اسم استفہام استعمال ہو تو وہ استفہام استخباری کہلائے گا۔ مثلاً:۔ آج کیا تاریخ ہے؟ آج تم کہاں جا رہے ہو؟ ان جملوں میں اطلاع یا خبر حاصل کرنے کے لیے سوال کیا گیا ہے۔

(۲) **استفہام اقراری:** اگر استفہام سے اثبات و اقرار مطلوب ہو تو وہ استفہام اقراری کہلائے گا۔ مثلاً:۔ کس کس نے تمہاری مدد نہ کی؟ میں نے تمہیں کہاں کہاں تلاش نہ کیا؟ ان جملوں میں اقرار مطلوب ہے۔ اس جگہ یہ معنی ہیں کہ ہر ایک نے تمہاری مدد کی۔ میں نے تمہیں ہر جگہ تلاش کیا۔

(۳) **استفہام انکاری:** ایسی اسم ہے جو کسی بات سے انکار کو بطور استفہام ادا کرے۔ مثلاً:۔ آپ کو کون پوچھتا ہے؟ جاہل آدمی کی کون قدر کرتا ہے؟ یعنی آپ کو کوئی نہیں پوچھتا۔ جاہل آدمی کی کوئی قدر نہیں کرتا۔

۲۔ اسم ذات

جس نام سے ایک چیز کی حقیقت دوسری چیزوں سے الگ سمجھی جائے اور اُس سے کوئی وصف مفہوم نہ ہو، اس کو اسم ذات کہتے ہیں۔ مثلاً:۔ بندر، شیر، آدمی، آسمان، زمین، چاند، صبح اور شام وغیرہ۔ یہ تمام اسم ہر ایک چیز کی حقیقت کو دوسری چیزوں سے الگ کر دیتے ہیں۔

اسم ذات کی اقسام

اسم جمع　اسم صوت　اسم آلہ　اسم مکبّر　اسم تصغیر　اسم ظرف

(۱) **اسم جمع:** وہ اسم جو بہت سی چیزوں کے مجموعے کو ظاہر کرے اسم جمع کہلاتا ہے یہ اسم بظاہر تو واحد دکھائی دیتا ہے لیکن اس میں مفہوم جمع کا پوشیدہ ہوتا ہے مثلاً:۔ فوج، ریوڑ، جماعت اور انجمن وغیرہ۔ اسم جمع اور جمع میں بڑا فرق یہ ہے کہ اسم جمع کا واحد نہیں ہوتا جبکہ جمع کا واحد ہوتا ہے۔ مثلاً: فوج، جماعت یا انجمن کا واحد نہیں ہوتا۔

اسم جمع کا گوشوارہ

انبوہ	ریوڑ

بھیڑ	قافلہ
ٹیم	گلہ
جماعت	گروہ
جھنڈ	لشکر
خلقت	محفل
دستہ	مجمع
ڈار	مجلس۔ ہجوم

(۲) اسم صوت : اسم صوت وہ اسم ہے جو کسی ذی رُوح یا غیر ذی رُوح کی آواز بیان کرے۔ مثلاً :۔ مینہ برسنے کی آواز کو چھم چھم چھم، سانپ کی آواز کو پھنکار اور ہاتھی کی آواز کو چنگھاڑ کہتے یا بولتے ہیں۔

اسم صوت کا گوشوارہ

اسم	آواز	اسم	آواز
انجن	چھک چھک	خرگوش	خرخر
بادل	گڑگڑاہٹ۔ گرج	دل دھڑکنے کی آواز	دھک دھک
بجلی	کڑک	ڈوبنے کی آواز	غڑپ
پانی پینے کی آواز	غٹ غٹ	فاختہ	کوکو
توپ چلنے کی آواز	دنا دن	مکھی	بھن بھن
چھینکنے کی آواز	آچھیں	مُرغا	ککڑوں کوں
حقے کی آواز	گڑگڑ	مُرغی	کُٹ کُٹ

(۳) اسم آلہ : وہ اسم ہے جس میں کسی ایسے اوزار یا ہتھیار کے معنی پائے جائیں جس کے ذریعے فعل سرزد ہو۔ مثلاً :۔ قلم، بندوق، تلوار، جھاڑن اور دستہ وغیرہ۔ اسم آلہ بنانے کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں :

ا : مصدر سے اسم آلہ بناتے ہیں۔ مثلاً :۔ جھاڑنا سے جھاڑو۔ جھولنا سے

جھولا اور بیلنا سے بیلن وغیرہ۔

ii: فارسی اور عربی اسمائے آلہ بھی اردو میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً: رومال مسواک، مسطر، میقراض، میزان، ترازو، کف گیر، تیشہ، چشمہ، دستانہ اور انگشتانہ وغیرہ۔

iii: چند اسماء کے بعد کش، بند، سوز، تراش، گیر اور پناہ لگا کر اسم آلہ بناتے ہیں مثلاً: کدو سے کدوکش، کمر سے کمربند، جگر سے جگرسوز، قلم سے قلم تراش، آتش سے آتش گیر اور دست سے دست پناہ یعنی چمٹا۔

iv: بعض اسماء میں تبدیلی کرتے ہیں مثلاً: دانت سے داتن، ناک سے نکیل اور ہاتھ سے ہتھوڑا وغیرہ۔

v: فارسی قاعدے کے مطابق اسم کے آخر میں "ہ" یا "آنہ" لگا دیتے ہیں۔

vi: بعض اسمائے آلہ جامد ہوتے ہیں یعنی وہ کسی مصدر سے نہیں بنائے جاتے۔ مثلاً: چاقو، چھری، تیر، تلوار، بندوق، توپ، آری، کلہاڑی، چمچہ اور قینچی وغیرہ۔

(۴) **اسم مکبر:** جس لفظ کے معنوں میں اصل حالت کی نسبت بڑائی پائی جائے اسم مکبر کہلاتا ہے۔ مثلاً: بات سے بتنگڑ، ٹوپی سے ٹوپ، گھڑی سے گھڑا وغیرہ

اسم مکبر بنانے کے مندرجہ ذیل قاعدے ہیں:-

i: اسم کے آخری حرف یائے معروف (ی) کو دور کرنے سے اسم مکبر بن جاتا ہے۔ مثلاً: چھری سے چھرا، پگڑی سے پگڑ اور لنگوٹی سے لنگوٹ وغیرہ۔

ii: بعض اوقات اسم کے آگے الف (ا) لگا کر بھی بڑائی ظاہر کی جاتی ہے مثلاً: میخ سے میخا۔

iii: فارسی اسم مکبر بھی اردو میں استعمال ہوتے ہیں ان کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ شاہ یا شہ کا اضافہ کر دیتے ہیں مثلاً: باز سے شہباز، سوار سے شہسوار اور راہ سے شاہراہ وغیرہ۔

iv: اسم سے پہلے ہندی لفظ مہا لگا کر اسم مکبر بناتے ہیں مثلاً: دیو سے مہادیو،

راج سے مہاراج، رانی سے مہارانی وغیرہ۔

۷:۔ اردو میں لفظ بڑا بڑائی کے معنی دیتا ہے۔ اسم سے پہلے لفظ بڑا لگا کر اسم مکبّر بناتے ہیں اور اس لفظ میں تبدیلی صیغوں کی نوعیت سے ہوتی ہے۔ مثلاً بڑا آدمی، بڑی بات اور بڑے لوگ وغیرہ۔

۸:۔ اسم سے پہلے لفظ "دیو" لگا کر بھی اسم مکبّر بناتے ہیں۔ مثلاً:۔ قد سے دیو قد، قامت سے دیو قامت اور ہیکل سے دیو ہیکل وغیرہ۔

اسم مکبّر کا گوشوارہ

اسم	اسم مکبّر	اسم	مکبّر
بات	بتنگڑ	راجہ	مہاراجہ
پگڑی	پگڑ	سوار	شہسوار
تیر	شہتیر	قد	دیو قد
ٹوپی	ٹوپ	لاٹھی	لٹھ
جھاڑی	جھاڑو	لنگوٹی	لنگوٹ
چھتری	چھتر	ہیکل	دیو ہیکل
راہ	شاہراہ		

(۵) اسم تصغیر: جس اسم کے معنوں میں اصلی حالت کی نسبت چھوٹائی پائی جائے اس کو اسم تصغیر کہتے ہیں۔ مثلاً لوٹا سے لٹیا، مشک سے مشکیزہ اور کوُ سے کوچہ وغیرہ۔

اسم تصغیر بنانے کے مندرجہ ذیل قاعدے ہیں:

i:۔ اسم کے آخر میں "الف" آئے تو گرا کر یائے معروف (ی) لگا دیتے ہیں۔ مثلاً پتیلا سے پتیلی اور پنکھا سے پنکھی وغیرہ

ii:۔ اسم کے آخر میں یائے معروف بڑھانے سے اسم تصغیر بناتے ہیں۔ مثلاً:۔ تھال سے تھالی، پہاڑ سے پہاڑی اور نگر سے نگری وغیرہ۔

iii:- اسم کے آخر میں الف یا واؤ بڑھانے سے اسم تصغیر بن جاتا ہے۔ مثلاً:- بندی سے بندیا اور ٹٹو سے ٹٹوا وغیرہ۔

iv:- اسم کے آخر میں کچھ حسب ضرورت تبدیلی کرنے کے بعد ڑا، ڑی، لی، لا یا لیا بڑھاتے ہیں۔ مثلاً:- مکھ سے مکھڑا، پنکھ سے پنکھڑی، کونڈا سے کنڈالی۔ کھاٹ سے کھٹولا، نگر سے نگریا اور سانپ سے سپنولیا۔

v:- فارسی کی چند علامات مثلاً:- چہ، یچہ، ہ، ک اور یزہ بھی اسم تصغیر بنانے کے لیے استعمال میں لائی جاتی ہیں۔ اسم کے آخر میں یہ علامات لگاتے ہیں جیسے:- دیگ سے دیگچہ، باغ سے باغیچہ، پسر سے پسرہ اور ڈھول سے ڈھولک اور مشک سے مشکیزہ۔

اسم تصغیر کا گوشوارہ

اسم	اسم تصغیر	اسم	اسم تصغیر
اماں	امی	ڈبہ	ڈبیا
باغ	باغیچہ	روپیہ	روپلی
بھائی	بھیا	رسہ	رسی
بچہ	بچونگڑا	سانپ	سپنولیا
پُڑا	پُڑیا	طشت	طشتری
پنکھ	پنکھڑی	کُو	کُوچہ
ٹٹو	ٹٹوا	گٹھڑ	گٹھڑی
جھونپڑا	جھونپڑی	لوٹا	لُٹیا
دیگ	دیگچہ	مُکھ	مکھڑا
در	دریچہ	مشک	مشکیزہ
ڈھول	ڈھولک	نیند	نندیا

(۶) **اسم ظرف:** اسم ظرف اس کو کہتے ہیں جو جگہ یا وقت کے معنی ظاہر

کرے۔ مثلاً:۔ دن، رات، گھر، مغرب اور مشرق وغیرہ۔
اسم ظرف کی دو اقسام ہیں۔

اسمِ ظرفِ زماں ــــ اسمِ ظرفِ مکاں

(۱) اسمِ ظرفِ زماں : وہ اسم ہے جس میں وقت کے معنی پائے جائیں۔
مثلاً:۔ وقت، صبح، شام اور مہینہ وغیرہ۔
اسمِ ظرفِ زماں کی دو اقسام ہیں۔

مبہم یا غیر معین ــــــــ ــــــ محدود یا معین

ا:۔ مبہم یا غیر معیّن : مبہم ظرفِ زماں سے مُراد وہ وقت ہے جو غیر معیّن ہو مثلاً:۔ وقت، لمحہ، سماں اور گھڑی وغیرہ۔

اا:۔ محدود یا معیّن : محدود ظرفِ زماں سے مُراد وہ وقت ہے جو معیّن ہو جس سے اُس کی خاص مدّت کا پتہ چل سکتا ہے۔ مثلاً:۔ برس یعنی بارہ مہینے، مہینہ، دن اور رات وغیرہ۔

(۲) اسمِ ظرفِ مکاں : وہ اسم جس میں جگہ کے معنی پائے جائیں۔ مثلاً:۔ جگہ، ٹھکانہ، مکان، مسجد اور باغ وغیرہ۔
اسمِ ظرفِ مکاں کی دو اقسام ہیں:

ا۔ مبہم ــــــ ۲۔ محدود

ا:۔ مبہم : مبہم ظرفِ مکاں سے مراد ایسی جگہ جو کوئی خاص مقام نہ ہو بلکہ غیر معیّن ہو۔

مثلاً:۔ دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، نیچے، نزدیک اور دُور وغیرہ۔

اا:۔ محدود : ایسا اسم جس سے مخصوص جگہ کے معنی نکلتے ہیں محدود ظرف مکاں کہلاتا ہے۔ مثلاً:۔ مسجد، گھر، مغرب، مشرق، باغ، خواب گاہ، گل دان، اور پان دان وغیرہ۔

۳- اسم مصدر

اسم مصدر وہ اسم ہے جس میں کسی کام کا کرنا، ہونا یا سہنا بلا لحاظ زمانہ پایا جائے مثلاً:۔ اڑنا، پھرنا اور چلنا وغیرہ۔

اسم مصدر کی پہچان یہ ہے کہ اس کے آخر میں ہمیشہ "نا" آتا ہے لیکن بعض اسماء ایسے بھی ہیں جن کے آخر میں نا تو آتا ہے لیکن وہ مصدر نہیں ہوتے۔ اُس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ایسے اسم کسی کام یا حرکت کو ظاہر نہیں کرتے مثلاً :۔ چونا، دانا، سونا اور تانا وغیرہ۔

مصدر کی ایک اور پہچان یہ ہے کہ علامت مصدر "نا" کے دور کرنے سے فعل امر باقی رہ جاتا ہے۔ مثلاً کرنا سے کر، کھانا سے کھا اور دھونا سے دھو وغیرہ۔

اسم مصدر کی اقسام بلحاظ بناوٹ

مصدر اصلی ـــــــ مصدر جعلی

(۱) **مصدر اصلی :** وہ مصدر ہے جو خالص مصدری معنوں کے وضع کیا گیا ہو۔ مثلاً :۔ مارنا، کھانا، پڑھنا، گانا، چلنا اور پھرنا وغیرہ۔

(۲) **مصدر جعلی :** وہ مصدر ہے جو دوسری زبانوں کے الفاظ پر کوئی مصدر زیادہ کر کے یا علامت مصدر زیادہ کر کے بنایا گیا ہو۔ مثلاً:۔ قتل کرنا، بخشش دینا، خوش کرنا، قبولنا اور خریدنا وغیرہ۔

بعض اوقات دو مصدروں کو ملا کر بھی مصدر جعلی بنایا جاتا ہے۔ مثلاً :۔ چیخنا چلانا، ہنسنا بولنا، رونا دھونا اور کھانا پینا وغیرہ۔

اسم مصدر کی اقسام بلحاظ معنی

مصدر لازم ـــــــ مصدر متعدّی

(۱) **مصدر لازم :** وہ مصدر ہے جس سے بنے ہوئے فعل کا اثر صرف فاعل تک

رہے، یعنی فعل کے وقوع میں آنے کے لیے، کرنے والے (فاعل) کے سوا دوسرے شخص یا چیز کا ہونا ضروری نہ ہو۔ مثلاً:۔ اٹھنا، بیٹھنا، اُچھلنا کودنا، جاگنا اور سونا وغیرہ یہ سب کام تنہا ایک شخص کے کرنے سے ہو سکتے ہیں اور مفعول کی اس میں ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً:۔ اکرم اٹھا، حامد بیٹھا، فریدہ سوئی اور حمید اُچھلا وغیرہ۔ ان مثالوں میں اکرم، حامد، فریدہ اور حمید فاعل ہیں جو اپنے فعل کے ساتھ مل کر مطلب پورا کر رہے ہیں، اس لیے ان افعال کو مصدر لازم کہتے ہیں۔

(۲) **مصدر متعدی:** وہ مصدر ہے جس سے بنے ہوئے فعل کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول تک جا پہنچے، یعنی کسی کام کو پورا کرنے کے لیے کسی دوسرے شخص یا چیز کی بھی ضرورت ہو۔ مثلاً: پڑھنا، لکھنا، کھانا، دینا اور پالنا وغیرہ یہ سب ایسے کام ہیں کہ ان کو کرنے کے لیے فاعل کے علاوہ مفعول کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ مثلاً:۔ حیدر نے کتاب پڑھی، ارشد نے روٹی کھائی، خورشید نے کتاب لکھی، میں نے درزی کو کپڑے دیے اور ثمینہ نے بلی پالی وغیرہ۔ ان مثالوں میں حیدر، ارشد، خورشید، میں اور ثمینہ فاعل ہیں جو اپنے فعل کو مکمل کرنے کے لیے مفعول پر انحصار کر رہے ہیں۔ اس لیے ان افعال کو مصدر متعدی کہتے ہیں۔

اسم مصدر کی اقسام بلحاظ فاعل و مفعول

۱:۔ **مصدر معروف:** مصدر معروف وہ مصدر ہے جس کا فاعل معلوم ہو۔ مثلاً:۔ بشیر نے کتاب پڑھی، کریم نے کرکٹ کھیلا اور رفیق نے کام کیا وغیرہ۔

۲:۔ **مصدر مجہول:** جس مصدر کا فاعل معلوم نہ ہو اُسے مصدر مجہول کہتے ہیں۔ مثلاً:۔ پتنگ اُڑائی گئی، چائے پی گئی اور میچ دیکھا گیا وغیرہ۔

۴۔ اسم صفت

وہ اسم ہے جو کسی دوسرے اسم کی تعریف اچھائی، بُرائی، مقدار یا تعداد کو ظاہر کرے۔ مثلاً:۔ نیک لڑکا، چھوٹا آدمی، بڑا مکان، پانچ انگلیاں وغیرہ۔ ان مثالوں

ہیں نیک، چھوٹا، بڑا اور پانچ سب اسم صفت ہیں۔

جس اسم کی تعریف کی جائے اسے موصوف کہتے ہیں۔ مثلاً:۔ اُوپر کی مثالوں میں لڑکا، آدمی، مکان اور انگلیاں موصوف ہیں۔

اسم صفت کی اقسام

صفتِ ضمیری۔ صفتِ مقداری۔ صفتِ عددی۔ صفتِ ذاتی۔ صفتِ نسبتی

(۱) **صفتِ ضمیری** : وہ ضمیر جو صفت کے معنی دے صفتِ ضمیری کہلاتی ہے۔ مثلاً:۔ وہ، کون، کون سا، کیسا، کتنی وغیرہ مثلاً:۔ تمھارا کون سا بھائی آیا ہوا ہے؟ وہ لڑکا کون ہے؟ وغیرہ۔

(۲) **صفتِ مقداری** : وہ صفت ہے جس سے کسی چیز کی مقدار، جسامت یا ناپ معلوم ہو، مثلاً: ہلکا ہلکا بخار، تھوڑی تھوڑی بارش، گز بھر کپڑا، بے شمار لوگ۔ ان جملوں میں ہلکا ہلکا، تھوڑی تھوڑی، گز بھر، بے شمار کے الفاظ صفتِ مقداری کو ظاہر کر رہے ہیں۔

(۳) **صفت عددی** : جو صفت کسی اسم کی تعداد کو ظاہر کرے اسے صفت عددی کہتے ہیں۔ مثلاً:۔ سات ستارے، پانچ بچے، دو آنکھیں۔ یہاں سات، پانچ اور دو صفات عددی ہیں۔ جن اسماء کی تعداد ظاہر کی جائے انھیں معدود کہتے ہیں۔ اُوپر کی مثالوں میں ستارے، بچے اور آنکھیں معدود ہیں۔ صفتِ عددی کو اسم عدد بھی کہتے ہیں۔

صفتِ عددی کی دو اقسام ہیں:

مُعیّن ←—— غیر معیّن

i: **عددِ معیّن** : عدد معین وہ ہے جو کسی اسم کی تعداد پوری پوری بیان کرے مثلاً:۔ پندرہ روپے، سات طالب علم، چار لڑکے وغیرہ۔ ان جملوں سے ہر اسم کی تعداد ہمارے سامنے ظاہر ہے۔

ii: **عددِ غیر معیّن** : اگر عدد سے ٹھیک تعداد معلوم نہ ہو تو اسے عدد غیر معین کہتے

ہیں۔ مثلاً:۔ چند لوگ، بعض بچے، کُل مسلمان اور کئی روز وغیرہ۔

(۴) **صفتِ ذاتی**: وہ صفت جو موصوف کی اپنی ذات کے اندر موجود ہو، اور مستقل طور پر پائی جائے۔ مثلاً:۔ ہرا ہرا گھاس، ٹھوس پتھر، خوبصورت لڑکی، بہادر آدمی۔ ان جملوں میں ہرا ہرا، ٹھوس، خوبصورت، بہادر صفتِ ذاتی ہیں۔ صفت ذاتی وہ صفت ہے جو موصوف کی اس ذاتی حالت کو بیان کرے جو مستقل طور پر پائی جاتی ہے۔

صفتِ ذاتی کی اقسام (بلحاظ بناوٹ)

صفتِ مفرد ——— صفتِ مرکب

(i) **صفتِ مفرد**: اپنی صفت جو اپنی ساخت کے لحاظ سے ہی صفت ہو صفت مفرد کہلاتی ہے۔ مثلاً:۔ سیاہ، سفید، نیک، بد، بہادر وغیرہ

(ii) **صفتِ مرکب**: جو دو یا دو سے زیادہ صفات یا اسموں کو ملا کر بنے صفت مرکب کہلاتی ہے۔ مثلاً من چلا، مُنہ پھٹ، عقل مند، جوش مست اور خوبصورت وغیرہ۔

(۵) **صفتِ نسبتی**: وہ صفت جو کسی دُوسری جگہ سے لگاؤ یا نسبت کو ظاہر کرے۔ مثلاً:۔ پاکستانی بچے، سندھی کڑھائی، دریائی گھوڑا، جنگلی جانور صفات نسبتی ہیں۔

صفت کے درجے

اسم تفضیل ——— اسم مبالغہ

اسم تفضیل: اردو، عربی اور فارسی میں ایک اسم صفت ایسا ہے جو اپنے موصوف میں دوسروں کی نسبت مختلف درجوں کی ترجیح، برتری یا فوقیت ظاہر کرتا ہے، اسے اسم تفضیل کہتے ہیں۔ مثلاً: یہ درخت اُونچا ہے، یہ درخت اس درخت سے اونچا ہے، یہ درخت سب سے اُونچا ہے۔ ان مثالوں سے واضح ہوا کہ اسم تفضیل کے تین درجے ہیں۔

تفضیلِ نفسی ـــــــــ تفضیلِ بعض ـــــــــ تفضیلِ کُل

i۔ **تفضیلِ نفسی** : یہ صفت کا پہلا درجہ ہے اور درجۂ عام ہے۔ اس میں کسی شخص یا چیز کا صرف ذاتی وصف بیان کیا جاتا ہے اور کسی دوسرے شخص یا چیز سے اس کا مقابلہ نہیں کرتے۔ مثلاً :۔ نیک لڑکا ، خوبصورت لڑکی ، ذہین طالب علم ، اُونچا پہاڑ وغیرہ۔

ii۔ **تفضیلِ بعض** : جب ایک شخص یا چیز کی ذاتی اچھائی یا بُرائی کا مقابلہ کسی دُوسرے شخص یا چیز کی اچھائی یا بُرائی سے کیا جائے اور ایک کو دوسرے سے برتر یا کم تر گردانا جائے تو اسے تفضیلِ بعض یا صفت کا دوسرا درجہ کہتے ہیں۔ مثلاً : محمود پڑھائی میں اسلم سے بہتر ہے۔ شاہد کا گھر حنیف کے گھر سے زیادہ خوبصورت ہے۔ ان جملوں میں محمود کو اسلم پر اور شاہد کے گھر کو حنیف کے گھر پر ترجیح دی گئی ہے۔

iii۔ **تفضیلِ کُل** : صفت کا تیسرا درجہ جس میں موصوف کو سب کے مقابلے میں ترجیح حاصل ہے۔ مثلاً :۔ راحت میری عزیز ترین دوست ہے۔ حامد بہترین کھلاڑی ہے ، دیوارِ چین بلند ترین دیوار ہے۔

اسمِ مبالغہ : اسم مبالغہ ایسا اسم صفت ہے جو اپنے موصوف کے وصف میں زیادتی ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً :۔ بہت ہی حسین ، نہایت ہی خوش بیان۔ اسم تفضیل اور اسم مبالغہ میں فرق یہ ہے کہ اسم تفضیل میں دوسرے کے مقابلے میں وصف میں ترجیح ہوتی ہے۔ اسم مبالغہ میں دوسرے سے مقابلے کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ صرف کمی یا زیادتی کا بیان ہوتا ہے۔

۵۔ اسمِ مشتق

اسم مشتق وہ ہے جو خود تو کسی مصدر سے بنا ہو لیکن اس سے کوئی اور کلمہ نہ بن سکے۔ مثلاً :۔ پڑھنا سے پڑھنے والا ، پڑھا ہُوا۔ لکھنا سے لکھنے والا ، لکھا ہُوا۔

اسم مشتق کی اقسام

اسم فاعل ۔ اسم مفعول ۔ اسم معاوضہ ۔ اسم حالیہ ۔ اسم حاصل مصدر

(۱) **اسم فاعل** : فاعل تو اس کو کہتے ہیں جس سے کوئی فعل سرزد ہو۔ مثلاً: شاہد نے کتاب پڑھی ۔ اس جملے میں پڑھنے کا فعل شاہد سے وقوع میں آیا ہے ۔ اور وہ اس فعل کا فاعل ہے ، تو ہم شاہد کو فاعل کہہ کر پکاریں گے اسم فاعل نہیں کہیں گے۔ لیکن اُس فعل کے تعلق سے جو نام لے کر فاعل کو پکاریں اس کو اسم فاعل کہتے ہیں ۔ مثلاً :۔ علی نے کھانا کھایا میں ،علی کو کھانے والے کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں ۔ پس کھانے والا اسم فاعل ہے ۔

قواعد کی رُو سے ایسا اسم مشتق جو فاعل کی طرف اشارہ کرے یا فاعل کی جگہ استعمال ہو اور کسی شخص کا اصلی نام نہ ہو' اسم فاعل کہلاتا ہے ۔ مثلاً :۔ قاتل یعنی قتل کرنے والا ، ظالم یعنی ظلم کرنے والا ۔ دھوبی یعنی کپڑے دھونے والا ۔

اسم فاعل کی دو قسمیں ہیں ۔

اسم فاعل سماعی ـــــــــ اسم فاعل قیاسی یا ترکیبی

i :۔ **اسم فاعل سماعی** : وہ اسم ہے جو کسی خاص قاعدے سے نہ بنا ہو بلکہ جس طرح کسی اہلِ زبان سے سُنا گیا ہو' اسی طرح استعمال ہو ۔ مثلاً :۔ پجاری ، بھکاری ، جواری ' گھسیارا ، چرواہا ۔

ii :۔ **اسم فاعل قیاسی یا ترکیبی** : وہ اسم جو کسی خاص قاعدے کے مطابق مصدر سے بنے اُسے اسم فاعل قیاسی کہتے ہیں ۔ مثلاً :۔ کھانے والا ، دھونے والا ، پڑھنے والا ، سب مصدروں سے بنے ہیں ۔

فاعل اور اسم فاعل میں فرق

جس شخص سے کوئی فعل سرزد ہو اُس کو فاعل کہتے ہیں ۔ مثلاً :۔ حامد نے روٹی کھائی ، اس جملے میں حامد فاعل ہے لیکن کھانے کے فعل کے تعلق سے جو لفظ حامد کے لیے استعمال کیا جائے (یعنی کھانے والا) اُسے اسم فاعل کہیں گے ۔ فاعل اسم جامد ہوتا ہے

یعنی اُس سے دوسرا لفظ نہیں نکلتا اور نہ وہ کسی سے نکلتا ہے۔ اسم فاعل، اسم مشتق ہوتا ہے یعنی وہ خود تو مصدر سے نکلتا ہے لیکن اس سے کوئی دوسرا لفظ نہیں نکلتا۔

اسم فاعل اور فاعل میں ایک اور فرق یہ ہے کہ اسم فاعل کی ذات میں فاعلیت کے معنی پنہا ہوتے ہیں جبکہ فاعل اسی وقت تک فاعل ہے جب تک وہ کوئی کام کرے۔ یعنی اس کی ذات میں فاعلیت کے معنی موجود نہیں ہوتے۔

اسم فاعل اور صفت ذاتی میں فرق

صفتِ ذاتی اور اسم فاعل میں یہ فرق ہے کہ اسم فاعل میں فعل ایک عارضی وصف ہے جبکہ صفتِ ذاتی میں مستقل ہوتا ہے۔ مثلاً:۔ رونے والا اسم فاعل ہے، خوبصورت صفتِ ذاتی ہے۔ رونے کا وصف اس وقت تک ہے جب رونے والا رو رہا ہے۔ لیکن خوبصورت شخص ہمیشہ کے لیے ہے۔

(۲) اسم مفعول :

اسم مفعول وہ اسم مشتق ہے جو کسی ایسے شخص، جگہ یا چیز کو ظاہر کرے جس پر کوئی فعل واقع ہو چکا ہو۔ مثلاً:۔ پڑھا ہُوا سبق یاد کرو، یہ گھر تمھارا دیکھا ہُوا ہے۔ یہ کہانی میری سُنی ہوئی ہے۔ ان جملوں میں پڑھا ہُوا، دیکھا ہُوا اور سُنی ہوئی اسم مفعول ہیں جیسا کہ یہ اس ذات پر دلالت کر رہے ہیں جس پر فعل واقع ہُوا ہے۔

اسم مفعول کی دو اقسام ہیں :۔

اسم مفعول سماعی ———— اسم مفعول قیاسی

اسم مفعول سماعی : وہ اسم ہے جو کسی خاص قاعدے سے نہ بنا ہو۔ بلکہ جس طرح کسی اہلِ زبان سے سُنا گیا ہو اُسی طرح استعمال ہو۔ مثلاً:۔ سر پھرا، منہ چڑھا، بیا ہتا، دل جلا، ادھ مُوا وغیرہ۔

اسم مفعول قیاسی : وہ اسم جو کسی خاص قاعدے کے مُطابق بنے، اُسے اسم مفعول قیاسی کہتے ہیں۔ مثلاً:۔ کھایا ہُوا، پڑھا ہُوا، دیکھا ہوا اور سُنا ہُوا وغیرہ۔

مفعول اور اسم مفعول میں فرق

جس طرح فاعل اور اسم فاعل میں فرق ہوتا ہے اسی طرح مفعول اور اسم مفعول میں فرق ہے۔ یعنی مفعول تو وہ ہے جس پر فعل کا اثر پڑے۔

مثلاً :۔ رشید نے حمید کو مارا۔ اس جملے میں حمید مفعول ہے مگر اس فعل کے تعلق سے جو نام مفعول کو پکاریں اس کو اسم مفعول کہتے ہیں جیسے رشید نے حمید کو مارا یعنی حمید کو مار کھایا ہوا سے تعبیر کریں گے۔ تو مار کھایا ہُوا اسم مفعول ہے۔ اسی طرح لکھا ہوا، پڑھا ہُوا، سویا ہُوا، کھایا ہوا وغیرہ سب اسم مفعول ہیں۔

مفعول اسم جامد ہوتا ہے یعنی نہ وہ خود کسی سے بنتا ہے اور نہ ہی اُس سے کوئی دوسرا لفظ بنتا ہے۔ جبکہ اسم مفعول اسم مشتق ہوتا ہے یعنی وہ خود تو مصدر سے بنتا ہے لیکن اس سے کوئی دُوسرا لفظ نہیں بنتا۔

(۳) **اسم معاوضہ :** اسم معاوضہ وہ اسم مشتق ہے جو کسی خدمت، کام، محنت، صلہ، معاوضہ، تنخواہ یا مزدوری کے مفہوم کو ادا کرنے کے لیے استعمال ہو۔ مثلاً : سلوائی، پکوائی، رنگوائی، دھلوائی وغیرہ۔

(۴) **اسم حالیہ :** وہ اسم مشتق جو اپنے فاعل یا مفعول کی حالت کو ظاہر کرے۔ مثلاً :۔ میں نے آصف کو پڑھتے دیکھا، خالد گاتا ہوا جا رہا تھا، طارق ہنستا ہُوا آیا۔ ان جملوں میں پڑھتے ہُوئے، گاتا ہُوا، ہنستا ہُوا، ایسے اسماء ہیں جو اپنے فاعل کی حالت کو ظاہر کرتے ہیں اس لیے انھیں اسم حالیہ کہا گیا ہے۔

(۵) **اسم حاصل مصدر :** ایسا اسم مشتق جو کسی حالت یا کیفیت کو ظاہر کرے جو کسی چیز یا فعل کا اثر یا نتیجہ ہو۔ مثلاً : ہنسنا ایک فعل ہے اور ہنسی ایک حالت یا کیفیت ہے جو کہ فعل کے اثر کو ظاہر کرتی ہے۔ اسی طرح لُوٹنا سے لوٹ، سجنا سے سجاوٹ، بننا سے بناوٹ، بلانا سے بلاوا وغیرہ سب اسم حاصل مصدر ہیں۔

مشق

۱: اسم نکرہ کی اقسام مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

۲: اسم استفہام کی تعریف کریں اور اُس کی اقسام بیان کریں۔

۳: اسم ذات کی اقسام مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

۴: اسم مصدر کی تعریف کریں اور بناوٹ کے لحاظ سے اس کی اقسام بیان کریں

۵: اسم مصدر کی اقسام بلحاظ فاعل و مفعول مثالیں دے کر واضح کریں۔

۶: اسم صفت کی اقسام بیان کریں اور ہر ایک کی کم از کم دو دو مثالیں دیجیے۔

۷: صفت ذاتی کی اقسام بلحاظ بناوٹ بیان کریں۔

۸: اسم مشتق کی اقسام بیان کریں۔

۹: فاعل اور اسم فاعل میں فرق کو وضاحت سے بیان کریں۔

۱۰: اسم فاعل اور صفت ذاتی میں کیا فرق ہے؟

۱۱: مفعول اور اسم مفعول میں موجود فرق کی وضاحت کریں۔

☆

باب ۴

تعداد کے لحاظ سے اسم کی اقسام

واحد جمع

شمار کی رُو سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ایسے اسماء جو صرف ایک ذات کو ظاہر کریں یا وہ جو ایک سے زیادہ کی تعداد کو ظاہر کریں۔

واحد: ایسا اسم جو صرف ایک ذات کے لیے استعمال کیا جائے واحد کہلاتا ہے۔ مثلاً کرسی، گھوڑا، خبر اور ادب وغیرہ۔

جمع: وہ اسم جو ایک سے زیادہ کی تعداد کو ظاہر کرے جمع کہلاتا ہے۔ مثلاً:۔ کرسیاں، گھوڑے، اخبار اور آداب وغیرہ۔

اُردو قواعد کے مطابق واحد سے جمع بنانے کے طریقے

(۱) واحد مذکر کے اسموں کے آخری "الف" یا "ہ" کو یائے مجہول (ے) سے بدل کر جمع بناتے ہیں مثلاً:۔ اندھا سے اندھے اور بندہ سے بندے۔

(۲) اگر واحد اسم کے آخر میں "الف" اور "نون غنہ" ہو تو جمع بناتے وقت "الف" اور نون غنہ کو (اں) کو "ئیں" میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ مثلاً:۔ دھواں سے دھوئیں، اور کنواں سے کنوئیں۔

(۳) بعض اوقات واحد کے آخر میں "یں" لگانے سے جمع بناتے ہیں مثلاً:۔ تلوار سے تلواریں اور بندوق سے بندوقیں۔

(۴) اگر مونث اسموں کے آخر میں "الف" یا "و" ہو تو جمع بنانے کے لیے "یں" بڑھاتے ہیں مثلاً:۔ ہوا سے ہوائیں اور خوشبو سے خوشبوئیں۔ اسی طرح اگر اسموں کے آخر میں صرف "ں" غنہ ہو تو اس کی جگہ "یں" لگاتے ہیں مثلاً ماں سے مائیں اور جوں سے جوئیں۔

(۵) اگر واحد اسم کے آخر میں "الف" ہو تو بعض اوقات "وں" بڑھا کر جمع بناتے ہیں مثلاً: راجا سے راجاؤں اور راجا سے راجاؤں۔

(۶) بعض اسم واحد کی جمع بنانے کے لیے "وں" کا اضافہ کر دیتے ہیں مثلاً:۔ بازار سے بازاروں اور نام سے ناموں۔

(۷) واحد مونث اسموں کے آخر میں "ی" ہو تو جمع بنانے کے لیے الف اور ں غنہ سے بدل دیتے ہیں۔ مثلاً:۔ بلی سے بلیاں اور بیٹی سے بیٹیاں۔

(۸) اگر مونث اسموں کے آخر میں "یا" ہو تو جمع بنانے کے لیے "ں" بڑھاتے ہیں۔ مثلاً:۔ بندریا سے بندریاں اور چڑیا سے چڑیاں۔

عربی اسماء کی جمع

واحد ——— تثنیہ ——— جمع

اردو میں عربی اسماء بکثرت استعمال ہوتے ہیں ان کی جمع عربی قاعدوں کے مطابق ہی بنائی جاتی ہے۔ اردو اور فارسی میں ایک کو واحد اور ایک سے زیادہ کو جمع کہتے ہیں لیکن عربی میں ایک کو واحد دو کو تثنیہ اور دو سے زیادہ کو جمع کہتے ہیں۔

تثنیہ: عربی میں دو کے لیے الگ لفظ ہوتا ہے جسے تثنیہ کہتے ہیں۔ اردو میں تثنیہ استعمال نہیں ہوتا لیکن عربی کے چند الفاظ اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ تثنیہ بنانے کے لیے واحد کے بعد "ین" لگا دیتے ہیں۔ مثلاً:۔ عید سے عیدین اور حرم سے حرمین۔

عربی جمع کی اقسام

عربی قواعد میں دو سے زیادہ کو جمع کہتے ہیں اس کی دو اقسام ہیں:۔

جمع سالم ــــــ جمع مکسّر

ا:۔ **جمع سالم**: قواعد کی رو سے ایسی جمع جس میں واحد کے لفظوں کی ترتیب قائم رہے جمع سالم کہلاتی ہے۔ مثلاً:۔ حاضر سے حاضرین اور صابر سے صابرین۔

واحد سے جمع سالم بنانے کے قاعدے

(۱) اگر اسم واحد مذکر جاندار ہو تو اس کے آخر میں یائے معروف (ی) اور نون (ن) کا اضافہ کرتے ہیں مثلاً:۔ ظالم سے ظالمین اور قادر سے قادرین۔

(۲) اگر اسم واحد مذکر جان دار ہو تو اس کے آخر میں واؤ معروف (و) اور نون (ن) کا اضافہ کرتے ہیں مثلاً:۔ مسلم سے مسلمون اور کافر سے کافرون۔

(۳) اگر اسم واحد بے جان کے آخر میں ت یا ۃ ہو اُسے گرا کر "الف" اور "ت" کا اضافہ کرتے ہیں مثلاً:۔ برکت سے برکات، عادت سے عادات۔

(۴) اگر اسم واحد مذکر یا مونث ہو تو اس کے آخر میں "الف" اور "ت" کا اضافہ کرتے ہیں مثلاً:۔ تکلف سے تکلفات اور بخار سے بخارات۔

اا:۔ **جمع مکسّر**: وہ اسم جمع جس میں واحد کی اصلی صورت قائم نہیں رہتی بلکہ حرفوں کی ترتیب تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ اُن میں اضافہ یا تخفیف ہوتی ہے۔ مثلاً:۔ حکم سے احکام اور غریب سے غرباء۔

واحد سے جمع مکسر بنانے کے قاعدے

عربی میں جمع مکسر واحد کے مخصوص اوزان کے تحت بنائی جاتی ہے ان اوزان کی صورتیں مختلف ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ افعال

واحد	جمع	واحد	جمع
ادب	آداب	اثر	آثار
الم	آلام	افق	آفاق
اسم	اسماء	باب	ابواب

جمع	واحد	جمع	واحد
ابدان	بدن	اصناف	صنف
اجزاء	جزء	اضلاع	ضلع
اَجناس	جنس	اطفال	طفل
اجداد	جد	اعداد	عدد
احوال	حال	افراد	فرد
احکام	حکم	افعال	فعل
اَخلاق	خلق	اقسام	قسم
اخبار	خبر	القاب	لقب
ادوار	دور	امثال	مثل
اذکار	ذکر	انوار	نور
ارکان	رُکن	اوقات	وقت
ازواج	زوج	اہداف	ہدف
اسباق	سبق	ایّام	یوم
اشعار	شعر		

۲۔ مُفاعل و اَفاعل

جمع	واحد	جمع	واحد
اوائل	اوّل	جواہر	جوہر
اکابر	اکبر	حوائج	حاجت
تحائف	تحفہ	حقائق	حقیقت
ثوابت	ثابت	خلائق	خلقت
جوانب	جانب	دلائل	دلیل

واحد	جمع	واحد	جمع
ذخیرہ	ذخائر	قاعدہ	قواعد
رسالہ	رسائل	لطیفہ	لطائف
سلسلہ	سلاسل	مذہب	مذاہب
سانحہ	سوانح	مرحلہ	مراحل
صحیفہ	صحائف	مقصد	مقاصد
عزم	عزائم	معنی	معانی
فضیلت	فضائل	مسجد	مساجد

۳۔ فِعَال

واحد	جمع	واحد	جمع
بحر	بحار	صغیر	صغار
ثقہ	ثقات	صفت	صفات
جبل	جبال	صوم	صیام
خیمہ	خیام	عظیم	عظام
روضہ	ریاض	کبیر	کبار
		نکتہ	نکات

۴۔ فُعَلاء

واحد	جمع	واحد	جمع
ادیب	ادباء	بخیل	بخلاء
امیر	اُمراء	جاہل	جُہلاء

واحد	جمع	واحد	جمع
حکیم	حکماء	عاقل	عقلاء
رفیق	رفقاء	عالم	علماء
سفیر	سفراء	غریب	غرباء
شریف	شرفاء	فقیر	فقراء
صالح	صلحاء	قدیم	قدماء
خلیفہ	خلفاء	وارث	ورثاء
ضعیف	ضعفاء	وزیر	وزراء
طالب	طلباء	وکیل	وکلاء

۵۔ فُعُول

واحد	جمع	واحد	جمع
اصل	اصول	ظرف	ظروف
امر	امور	عقل	عقول
برق	بروق	علم	علوم
بیت	بیوت	عیب	عیوب
حرف	حروف	غیب	غیوب
حق	حقوق	فتح	فتوح
حد	حدود	قبر	قبور
خط	خطوط	قید	قیود
رسم	رسوم	ملک	ملوک
سجدہ	سجود	نجم	نجوم
شک	شکوک	نقل	نقول
طائر	طیور	وجہ	وجوہ

۶- أفعلاء

واحد	جمع	واحد	جمع
تقی	اتقیا	قریب	اقرباء
حبیب	احبّاء	نبی	انبیاء
ذکی	اذکیاء	وصی	اوصیاء
سخی	اسخیاء	ولی	اولیاء
غنی	اغنیاء	..	..

۷- فُعّال

واحد	جمع	واحد	جمع
تاجر	تجّار	عابد	عبّاد
جاہل	جہّال	عاشق	عشّاق
حاکم	حکّام	فاسق	فسّاق
خادم	خدّام	..	..

۸- مفاعیل و تفاعیل

اسلوب	اسالیب	سلطان	سلاطین
بُرہان	بُراہین	شیطان	شیاطین
تاریخ	تواریخ	قانون	قوانین
تدبیر	تدابیر	مکتوب	مکاتیب
تفسیر	تفاسیر	مسکین	مساکین
جرثومہ	جراثیم	مشہور	مشاہیر
خاتون	خواتین	مضمون	مضامین
دستور	دساتیر	..	..

۹۔ اَفعِلہ

امام	ائمہ	سوال	اسئلہ
جواب	اجوبہ	طعام	اطعمہ
غراب	اغربہ	عزیز	اعزّہ
دوا	ادویہ	لباس	البسہ
دُعا	ادعیہ	لسان	السنہ
زمانہ	ازمنہ	مثال	امثلہ

۱۰۔ فَعَالِلہ

واحد	جمع	واحد	جمع
استاد	اساتذہ	ملعون	ملاعنہ
افغان	افاغنہ		

۱۱۔ فِعَل

حلّہ	حلل	قصّہ	قصص
حصّہ	حصص	قلّت	قلل
حکمت	حکم	محنت	محن
علّت	علل	نعمت	نعم
فتنہ	فتن	ہمّت	ہمم

اسمِ جمع

اُردو قواعد کے کچھ ایسے اسماء بھی ہیں جو بظاہر تو واحد معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کے معنی جمع کے ہوتے ہیں یعنی ان میں جمع کی کوئی علامت نہیں لیکن جمع کے معنی دیتے ہیں۔ مثلاً:۔ لوگ، فوج، بھیڑ، گروہ، ہجوم، انبوہ، خلقت

جماعت، لشکر، قوم وغیرہ۔

جمع اور اسم جمع میں فرق

جمع کے مقابلے میں واحد آتا ہے۔ اسم جمع کا واحد نہیں ہوتا البتہ اسم جمع کا جمع موجود ہوتا ہے۔ مثلاً:- چابیاں، ٹوپیاں، گھوڑے جمع کی مثالیں ہیں۔ ان کا واحد چابی، ٹوپی اور گھوڑا ہے۔ جبکہ قوم، فوج، قافلہ اسم جمع ہیں اور ان کی جمع اقوام، افواج اور قافلے ہیں۔

جمع اور اسم جمع میں ایک اور واضح فرق یہ ہے کہ جمع کے لیے فعل جمع آتا ہے جبکہ اسم جمع کے لیے فعل واحد ہوتا ہے۔

جمع الجمع

بعض اسموں کی جمع بنا کر پھر اُس سے جمع بنا لیتے ہیں یعنی جمع کی جمع کرتے ہیں اور اُسے جمع الجمع کہتے ہیں مثلاً:- رسم سے رسوم اور رسوم سے رسومات۔ لقب سے القاب اور القاب سے القابات وغیرہ۔

واحد	جمع	جمع الجمع	واحد	جمع	جمع الجمع
اکبر	اکابر	اکابرین	رسم	رسوم	رسومات
جوہر	جواہر	جواہرات	عجیب	عجائب	عجائبات
حادثہ	حوادث	حوادثات	فتح	فتوح	فتوحات
خبر	اخبار	اخبارات	لقب	القاب	القابات
دوا	ادویہ	ادویات	نادر	نوادر	نوادرات
رقم	رقوم	رقومات	وجہ	وجوہ	وجوہات



مشق

۱۔ تعداد کے لحاظ سے اسم کی اقسام بیان کریں اور مثالوں سے ہر ایک کی تعریف کریں۔

۲۔ اردو قواعد کے مطابق واحد سے جمع بنانے کے کوئی سے پانچ طریقوں کو مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔

۳۔ عربی اسماء کی جمع کے طریقے بیان کریں نیز تثنیہ کی تعریف کریں۔

۴۔ عربی جمع کی اقسام مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

۵۔ جمع اور اسم جمع میں فرق کو واضح طور پر بیان کریں نیز جمع الجمع سے کیا مراد ہے؟



باب ۵

جنس کے لحاظ سے اسم کی اقسام

تذکیر و تانیث

جنس کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مذکر ـــــــ ۲۔ مونث

مذکّر: وہ اسم ہے جو نر کے لیے استعمال ہو، مثلاً:۔ مرد، بکرا، بادشاہ، غلام وغیرہ،

مونث: وہ اسم ہے جو مادہ کے لیے استعمال ہو، مثلاً:۔ عورت، بکری ملکہ، لونڈی وغیرہ۔

تذکیر و تانیث کی اقسام

۱۔ حقیقی ـــــــ ۲۔ غیر حقیقی

(۱) تذکیر و تانیث حقیقی: اُن ذی رُوح اسماء اور القاب جن میں نر اور مادہ کا حقیقی تصور پایا جاتا ہے "تذکیر و تانیث حقیقی" کہلاتے ہیں۔ یعنی ان جانداروں کا قدرت نے جوڑا پیدا کیا ہے اور ہر حال میں نر کے مقابلے میں مادہ موجود ہوتی ہے مثلاً:۔ مرد، عورت۔ بلا، بلی۔ شیر، شیرنی اور بکرا، بکری وغیرہ۔

انسانی تذکیر سے تانیث بنانے کے قاعدے

۱۔ ہر دو مختلف ـــــــ ۲۔ مختلف علامات کے ساتھ

۱: ہر دو مختلف: یعنی نر اور مادہ کے لیے علیحدہ علیحدہ الفاظ

موجود ہیں۔ مثلاً:-

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
ابّا	امّاں	راجہ	رانی
بھائی	بہن	رنڈوا	بیوہ
بھائی	بھاوج	سُسر	ساس
پدر	مادر	شوہر	بیوی
خان	خانم	غلام	لونڈی
خصم	جورو	فرزند	دختر
خواجہ	خاتون	مرد	عورت
داماد	بہو	نواب	بیگم

۲:- مختلف علامات کے ساتھ: یعنی علاماتِ تانیث لگانے سے مؤنث بنایا جاتا ہے اور اس کے قاعدے حسبِ ذیل ہیں:

ا- اگر اسم مذکر کے آخر میں "الف" یا "ہ" ہو تو مؤنث بناتے وقت یائے معروف (ی) میں بدل دیتے ہیں۔ مثلاً:- پوتا - پوتی ، نانا - نانی ، بیٹا - بیٹی ، بندہ - بندی ، بچہ - بچی ، بیچارہ - بیچاری ، شہزادہ - شہزادی ، وغیرہ -

ii- اسم مذکر کے آخری حرف کو 'ن' میں بدل دینے سے یا آخری حرف کے آگے 'ن' بڑھانے سے مؤنث اسم بن جاتا ہے۔

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
برہمن	برہمنی	حاجی	حاجن
پٹھان	پٹھانی	درزی	درزن
پارسی	پارسن	دھوبی	دھوبن
تیلی	تیلن	سمدھی	سمدھن
جوگی	جوگن	گوالا	گوالن

مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر
یہودن	یہودی	میراثن	میراثی
..	..	نائن	نائی

iii - بعض اوقات اسم مذکر کے آخری حرف حذف کرکے یا بغیر حذف کیے آخر میں "نی" یا "انی" کا اضافہ کرکے مونث بناتے ہیں۔

مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر
شیخانی	شیخ	استانی	استاد
فقیرنی	فقیر	بھتنی	بھوت
مغلانی	مغل	جادوگرنی	جادوگر
مہارانی	مہاراجہ	جاٹنی	جاٹ
نوکرانی	نوکر	جیٹھانی	جیٹھ
رانی	راجہ	دیورانی	دیور
رانی	راجے	ڈومنی	ڈوم
..	..	سیدانی	سید

۱۷ : عربی زبان کے جو چند الفاظ اردو میں مستعمل ہیں ان کے اسم مذکر کو مونث بنانے کے لیے "ہ" کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً:- بالغ ۔ بالغہ ، والد ۔ والدہ ، قاتل ۔ قاتلہ وغیرہ ۔

۷ : چونکہ دنیا پر قدم رکھنے والا پہلا جان دار نر تھا اس لیے عموماً زبانوں میں مذکر سے ہی مونث بنائے گئے ہیں: یہی حال اردو کا ہے ۔ لیکن اردو زبان میں چند اسم مذکر ایسے ہیں جو مونث سے بنے ہیں۔ مثلاً:- بہن سے بہنوئی ، نند سے نندوئی ، رانڈ سے رنڈوا ، خالہ سے خالو وغیرہ۔

حیوانی تذکیر سے تانیث بنانے کے طریقے

۱ : اگر مذکر اسم کے آخر میں "الف" ہو تو مونث بناتے وقت یائے معروف "ی"

میں بدل دیتے ہیں یا یائے معروف (ی) کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً :-

مذکر	مونث	مذکر	مونث
بکرا	بکری	گھوڑا	گھوڑی
بچھڑا	بچھڑی	لڑکا	لڑکی
بلا	بلی	مکڑا	مکڑی
تیتر	تیتری	مینڈک	مینڈکی
چیونٹا	چیونٹی	مرغ	مرغی
کبوتر	کبوتری	ہرن	ہرنی

۲ : اگر مذکر اسم کے آخر میں الف کے سوا کوئی اور لفظ ہو تو "نی" "انی" "یا" میں سے کوئی ایک علامت لگا کر مونث بناتے ہیں۔ مثلاً :-

مذکر	مونث	مذکر	مونث
اونٹ	اونٹنی	مور	مورنی
بندر	بندریا	ناگ	ناگن
شیر	شیرنی	—	—

۳ : چند مذکر اسموں کے لیے الگ الگ الفاظ موجود ہیں۔ مثلاً :- بیل گائے، مینڈھا - بھیڑ وغیرہ۔

۴ : چند اسماء مذکر کو مختلف تبدیلیوں سے بھی مونث بناتے ہیں۔ مثلاً :- سانپ سپنی، ہاتھی - ہتھنی اور بھینسا - بھینس وغیرہ۔

۵ : بعض اسم مذکر جن کے آخر میں الف آتا ہے تو اسے "یا" میں تبدیل کر کے مونث بناتے ہیں۔ مثلاً :- چڑا - چڑیا، چوہا - چوہیا، کتا - کتیا وغیرہ۔

۶ : بعض جانور ہیں جو صرف مذکر یا صرف مونث بولے جاتے ہیں، ان میں نر اور مادہ تو یقیناً ہوتے ہیں اور جاننے والے ان کی علامتوں سے پہچانتے بھی ہیں۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری زبان میں ان کے لیے کہیں مذکر ہے

اور کہیں فقط تانیث ۔ ذیل میں چند ایسے اسمار کی فہرست دی گئی ہے جن کے لیے ایک ہی جنس مستعمل ہے خواہ نر ہو یا مادہ ۔

مذکر مستعمل اسمار		مؤنث مستعمل اسمار	
آہو	سارس	بطخ	گلہری
اُلّو	عقاب	بھیڑ	لومڑی
اژدہا	کھٹمل	تتلی	مچھلی
بگلا	کچھوا	جُوں	مرغابی
باز	کیکڑا	چیل	مکھی
بچھو	گدھ	چمگادڑ	مینا
بھیڑیا	گرگٹ	چھچھوندر	
پپیہا	گیدڑ	چھپکلی	
پروانہ	گینڈا	عندلیب	
تیندوا	لنگور	فاختہ	
جگنو	مگرمچھ	قمری	
جھینگر	نیولا	قاز	
چکور	ہُدہُد	کوئل	
چیتا	...	...	

۵ : بعض اسمار مذکر اور مؤنث دونوں صورتوں میں بولے جاتے ہیں شلاً :

بُلبُل ، پِلّا ، کبک ، چوزہ ، جانور ، جرثومہ وغیرہ

(۲) **تذکیر و تانیث غیر حقیقی :** تمام غیر ذی رُوح اجسام تذکیر و تانیث کے لحاظ سے غیر حقیقی ہیں ۔ ہم اپنے سے پہلے جس طرح سُنتے یا جو پڑھتے چلے آئے ہیں اُسی طرح استعمال کرتے ہیں ، اُس کی وجہ یہ ہے کہ بے جان چیزوں کے نر و مادہ نہیں ہوتے ، اہل زبان کے محاورے کے مطابق بے جان چیزوں کی

تذکیر و تانیث کا تعین کیا جاتا ہے۔ مثلاً :- سونا، چاندی، پتھر، خزانہ اور شیشہ وغیرہ۔

تذکیر و تانیث غیر حقیقی کے اصول :

(۱) عموماً وہ الفاظ جن کے آخر میں "الف" یا "ہائے ہوز" (ہ) ہوتی ہے یا عربی و فارسی کے وہ الفاظ جن میں ہائے ہوز (ہ) الف کی آواز دیتی ہے، مذکر ہوتے ہیں۔ مثلاً :- باجا، تنکا، پردہ، جھگڑا، پھالا، حقہ، خزانہ، دیا، دریا، دلاسا روپیہ اور شیشہ وغیرہ۔

(۲) بے جان چیزوں کے نام جن کے آخر میں "ی" آئے وہ مونث ہوتے ہیں۔ مثلاً :- چھڑی، سوئی، روٹی، ٹوپی، چھتری، کنگھی، دھوتی اور جھولی وغیرہ لیکن بعض ایسے الفاظ بھی ہیں جو اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں اور مذکر بولے جاتے ہیں مثلاً :- گھی، دہی، موتی، ہاتھی، پانی اور جی وغیرہ۔

(۳) تمام ہندی اسمائے تصغیر جن کے آخر میں "یا" ہو مونث ہوتے ہیں۔ مثلاً :- ڈبیا، ڈلیا، کھٹیا وغیرہ۔

(۴) عربی کے وہ تمام سہ حرفی الفاظ جن کے آخر میں الف ہوتا ہے مونث آتے ہیں مثلاً :- ادا، قضا، رضا، خطا، وفا، جفا اور ریا وغیرہ۔

(۵) عربی کے وہ اسمائے کیفیت جن کے آخر میں "ت" آتی ہے وہ عموماً مونث بولے جاتے ہیں مثلاً :- رقت، شوکت، فصاحت اور بلاغت وغیرہ۔

(۶) وہ اسمائے کیفیت جو اسم صفت کے آخر میں "پن" لگانے سے بنتے ہیں، مذکر خیال کیے جاتے ہیں مثلاً :- چھچھورپن، لڑکپن، بچپن، بانکپن، دیوانہ پن وغیرہ۔

(۷) عربی و ہندی کے بعض الفاظ جن کے آخر میں ہائے ہوز (ہ) ہے مونث ہیں جیسے راہ، پناہ، تنخواہ، توجہ اور جگہ وغیرہ۔

(۸) اردو کے وہ الفاظ جن کے آخر میں "ی" آتی، ٹ، ت، ہٹ، ط، وٹ، وٹ اور س ہو وہ مونث بولے جاتے ہیں۔ مثلاً :- بکری، چٹائی، لکھائی، رنگوائی،

دھلواں، تکان، رٹ، مسکراہٹ، رکاوٹ، لگاوٹ اور پیاس وغیرہ۔

(۹) بعض اسم جن کے آخر میں بند، سار، زار اور دان ہو مذکر بولے جاتے ہیں مثلاً:۔ گلوبند، لالہ زار، بازار، قلم دان، پان دان وغیرہ۔

(۱۰) ہندی کے اکثر الفاظ جن کے آخر میں اوں یا آوں ہو مؤنث بولے جاتے ہیں مثلاً:۔ کھڑاؤں، چھاؤں، سرسوں، جوکھوں وغیرہ

(۱۱) اگر مرکب الفاظ میں ایک مؤنث اور دوسرا مذکر ہو تو فعل کی تذکیر و تانیث آخری لفظ کے لحاظ سے ہوگی، جیسے آب و ہوا، کشت و خون وغیرہ

(۱۲) جب الفاظ مرکب ہوں اور وہ دو افعال یا ایک فعل سے مل کر بنے تو اکثر مؤنث آتے ہیں۔ مثلاً:۔ آمد و رفت، بود و باش اور خرید و فروخت وغیرہ

(۱۳) جن الفاظ کے آخر میں "گاہ" لگا ہوتا ہے وہ مؤنث ہوتے ہیں مثلاً تربیت گاہ، خانقاہ، قیام گاہ اور بندرگاہ وغیرہ

(۱۴) جن لفظوں کے آخر میں کار آتے اُن میں سے چند مؤنث ہوتے ہیں۔ مثلاً:۔ سرکار، للکار، پُکار۔ مگر چند مذکر بولے جاتے ہیں مثلاً:۔ انکار، شکار اور اذکار وغیرہ۔

(۱۵) نہروں، ندیوں اور چند دریاؤں کے نام مؤنث ہیں۔ مثلاً گنگا جمنا لیکن سمندر گھاگھرا، چناب، جہلم، سندھ، بیاس اور سکھ نالہ وغیرہ مذکر ہیں۔

(۱۶) تمام پہاڑوں کے نام عموماً مذکر آتے ہیں مثلاً:۔ ہمالیہ، بندھیاچل ست پڑا اراولی وغیرہ۔ اگرچہ چند پہاڑوں کے نام کی ساخت مؤنث کی مانند ہے لیکن مذکر ہی مستعمل ہیں۔ مثلاً:۔ مری، نینی تال وغیرہ

(۱۷) پتھر اور جواہرات کے نام بھی مذکر ہی آتے ہیں۔ مثلاً:۔ ہیرا، نیلم، لال، پکھراج یاقوت، عقیق، فیروزہ وغیرہ۔

(۱۸) تمام دھاتوں کے نام عموماً مذکر ہی آتے ہیں مثلاً:۔ سونا، لوہا، تانبا، جست، سیسہ وغیرہ۔ لیکن چاندی اور قلعی اس اصول سے مستثنیٰ ہیں۔

(۱۹) جو الفاظ کسی جماعت یا قوم کے لیے ہیں وہ مذکر آتے ہیں مثلاً :۔ مسلمان، ہندو، برہمن، راجپوت، سید، مغل، شیخ، سنی، شیعہ وغیرہ۔

(۲۰) دنوں کے نام مذکر ہیں البتہ جمعرات مونث ہیں۔

(۲۱) کسی بھی زبان میں مہینوں کے نام مذکر ہیں۔ مثلاً :۔ محرم، مارچ، جیٹھ اور ساون وغیرہ۔

(۲۲) اعداد کے نام مذکر کے ساتھ مذکر اور مونث کے ساتھ مونث بولے جاتے ہیں

(۲۳) نمازوں کے نام مونث ہیں۔

(۲۴) دن مذکر اور رات مونث ہے۔ صبح، دوپہر، شام مونث مگر تیسرا پہر مذکر ہے۔

(۲۵) زبانوں کے نام عموماً مونث ہی ہوتے ہیں مثلاً :۔ اردو، انگریزی، فارسی، فرانسیسی، عربی، پنجابی اور سندھی وغیرہ۔

(۲۶) تمام سیاروں کے نام مذکر ہیں لیکن زمین مونث ہیں۔ مشتری اور زہرہ دونوں میں علامت تانیث تو موجود ہے لیکن مذکر کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔

(۲۷) آوازیں یا آوازوں کی نقلیں بھی مونث ہیں جیسے ٹائیں ٹائیں، دھڑ دھڑ، بھائیں بھائیں، سائیں سائیں، چھم چھم وغیرہ۔ لیکن وہ آوازیں جن کے آخر میں الف یا ہائے ہوز ہو وہ مذکر ہیں مثلاً :۔ دھماکہ، سناٹا، قہقہہ، نعرہ، نوحہ وغیرہ۔

(۲۸) تمام ہوائیں مونث ہیں مثلاً :۔ نسیم، صبا، آندھی۔ لیکن جھکڑ اور طوفان مذکر ہیں۔

٭

مشق

۱: حقیقی اور غیر حقیقی تذکیر و تانیث سے کیا مُراد ہے ؟

۲: انسانی تذکیر سے تانیث بنانے کے کوئی سے چار طریقے تحریر کریں اور ہر ایک کی مثالیں بھی دیجیے ۔

۳: حیوانی تذکیر سے تانیث بنانے کے کوئی سے پانچ طریقوں کی مثالوں کی مدد سے وضاحت کیجیے ۔

۴: تذکیر و تانیث غیر حقیقی کی تعریف کریں اور اُس کے چند طریقوں کو مثالوں کے ساتھ واضح طور پر بیان کریں ۔

۵: مندرجہ ذیل الفاظ کی تذکیر و تانیث بتائیں :

لکھی ، تنخواہ ، پناہ ، پیاس ، بازار ، بندرگاہ ، سرکار ، سمندر ، جناب ، کوہ مری ، نینی تال ، ہمالیہ ، تتلی ، دن ، تیسرا پہر ، زمین ، جھگڑا ، آندھی ۔

باب ۶

افعال کا بیان

فعل

ایسا کلمہ جو اکیلا اپنے معنی دیتا ہو اور اُس میں کسی کام یا شے کا کرنا یا ہونا یا نہ کرنا یا نہ ہونا پایا جاتا ہے فعل کہلاتا ہے۔ اسم اور فعل میں فرق صرف یہ ہے کہ اسم میں وقت نہیں ہوتا اور فعل میں وقت کا ہونا ضروری ہے۔ جب ہم صرف کھانا کہتے ہیں تو اس میں کسی وقت کا تعین نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ اسم ہے لیکن جب کھایا یا کھاتا ہے، یا کھائے گا کہتے ہیں تو وقت لازم ہو جاتا ہے اور اس میں کام یا حرکت کے علاوہ ایک زمانہ بھی پایا جاتا ہے۔ یہ کلمہ مصدر سے نکلتا ہے۔

اقسام فعل بلحاظ زمانہ

وقت جس کا دوسرا نام زمانہ ہے اس کی تین اقسام ہیں۔ ایک جو گزر گیا اس کو ماضی کہتے ہیں دوسرا جو گزر رہا ہے اس کا نام حال اور تیسرا آنے والا وہ مستقبل ہے۔

؎ وہ کرتے ہیں اب جو نہ کیا تھا نہ کریں گے

اس مصرع سے تینوں زمانوں کی مثالیں ظاہر ہو جاتی ہیں

فعل ماضی

ماضی کے معنی ہیں گزرا ہوا زمانہ، اور فعل ماضی سے مراد ایسا کام جو کسی گزرے ہوئے زمانے میں کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔ مثلاً:۔ خالدہ آئی، اس نے سبق نہیں پڑھا، وہ سارا وقت کھیلتی رہی اور پھر چل گئی، اس جملے میں آئی، نہیں پڑھا، رہی اور گئی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کام گزرے ہوئے زمانہ میں ہوئے ہیں۔

فعل ماضی کی اقسام

ماضی مطلق ماضی قریب ماضی بعید ماضی استمراری
ماضی احتمالی یا شکیہ ماضی شرطی یا تمنائی

(۱) ماضی مطلق :

اگر فعل ماضی میں زمانے کے قرب و بعد کا لحاظ نہ ہو تو اس کو ماضی مطلق کہتے ہیں
مثلاً :- میں نے پکارا، اُس نے اٹھایا، حمید نے کبوتر اُڑایا وغیرہ۔

بنانے کا طریقہ : صیغہ ماضی مطلق مصدر سے بنتا ہے۔

۱ : ماضی مطلق بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مصدر کی علامت کا "نا" دور کر کے "الف" یا "د" آخری حرف بچ جائیں تو آگے "یا" بڑھا دیں مثلاً :- اُڑانا مصدر سے اُڑایا، ستانا مصدر سے ستایا اور سمجھانا مصدر سے سمجھایا۔

۲ : اگر "الف" یا "د" باقی نہ بچیں تو خالی الف بڑھا دیں۔ مثلاً :- اُبلنا مصدر سے اُبلا، بجنا مصدر سے بجا اور قبولنا مصدر سے قبولا۔

۳ : بعض ایسے صیغے بے قاعدہ بھی آتے ہیں۔ مثلاً کرنا مصدر سے کیا اور ہونا مصدر سے ہُوا وغیرہ۔

۴ : اوپر جو قاعدے بیان کیے گئے ہیں وہ صرف واحد مذکر کے لیے ہیں۔ دُوسرے صیغے، صیغہ واحد مذکر میں کچھ ترمیم کے ساتھ بنائے جاتے ہیں۔ جمع مذکر اور مؤنث متکلم کے لیے، اگر واحد مذکر میں مصدر کی علامت دُور کر کے الف زیادہ کیا ہُوا ہو تو الف کو یائے مجہول (ے) سے بدل دیتے ہیں مثلاً :- بولا، پھسلا، چلا سے بولے، پھسلے، چلے اور واحد مؤنث کے لیے الف کو یائے معروف (ی) سے بدلتے ہیں۔ مثلاً :- بولی، پھسلی، چلی۔ لیکن الف سے پہلے "ی" ہو تو صرف الف گرا دینے سے واحد مؤنث کا صیغہ بن جاتا ہے۔ مثلاً :- کیا، لیا، دیا سے کی، لی دی اور جمع مؤنث غائب اور حاضر کے لیے واحد مؤنث کے آخر میں "نون غنہ" بڑھا دیتے ہیں مثلاً :- اُٹھیں، بیٹھیں اور اگر واحد مذکر میں لفظ "یا" زیادہ کیا ہُوا

ہو تو جمع مذکر اور جمع مونث متکلم کے لیے "یا" کو "ے" میں بدل دیتے ہیں مثلاً: سویا سے سوئے اور واحد مونث "یا" کو "ی" میں بدل دیتے ہیں مثلاً: آیا سے آئی، لایا سے لائی، کھایا سے کھائی اور جمع مونث غائب و حاضر کے لیے واحد مونث میں نون غنہ بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً: آئی سے آئیں، لائی سے لائیں۔

گردان ماضی مطلق "رونا" اور "ڈوبنا" مصدر سے

صیغہ	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ رویا وہ ڈوبا	وہ روئے وہ ڈوبے	تو رویا تو ڈوبا	تم روئے تم ڈوبے	میں رویا میں ڈوبا	ہم روئے ہم ڈوبے
مونث	وہ روئی وہ ڈوبی	وہ روئیں وہ ڈوبیں	تو روئی تو ڈوبی	تم روئیں تم ڈوبیں	میں روئی میں ڈوبی	ہم روئیں ہم ڈوبیں

(۲) ماضی قریب:

وہ ماضی جس میں کام کا ہونا یا نہ ہونا قریب کے گزرے ہوئے زمانے میں پایا جائے ماضی قریب کہلاتا ہے۔ مثلاً: وہ سویا ہے، دودھ اُبلا ہے، میں نے نہیں کھایا ہے۔ ان تمام جملوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کام کسی قریب کے گزرے ہوئے وقت میں ہوا ہے۔

بنانے کا طریقہ: ماضی قریب کے صیغے ماضی مطلق سے بنتے ہیں ماضی مطلق کے واحد حاضر اور واحد غائب پر لفظ "ہے" اور واحد متکلم پر "ہوں" اور جمع غائب اور جمع متکلم پر "ہیں" اور جمع حاضر پر "ہو" زیادہ کرتے ہیں۔ ماضی قریب میں جمع مونث غائب اور حاضر کے صیغوں میں فعل ماضی مطلق کا صیغہ بدستور واحد ہی رہتا ہے۔ یعنی جس طرح ماضی مطلق میں جمع مونث غائب اور حاضر بنانے کے لیے واحد مونث پر نون غنہ زیادہ کیا جاتا ہے۔ ماضی قریب میں ماضی مطلق پر یہ اضافہ نہیں کیا جاتا۔

☆

گردان ماضی قریب رونا اور ڈوبنا مصدر سے

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ رویا ہے وہ ڈوبا ہے	وہ روئے ہیں وہ ڈوبے ہیں	تو رویا ہے تو ڈوبا ہے	تم روئے ہو تم ڈوبے ہو	میں رویا ہوں میں ڈوبا ہوں	ہم روئے ہیں ہم ڈوبے ہیں
مؤنث	وہ روئی ہے وہ ڈوبی ہے	وہ روئی ہیں وہ ڈوبی ہیں	تو روئی ہے تو ڈوبی ہے	تم روئی ہو تم ڈوبی ہو	میں روئی ہوں میں ڈوبی ہوں	ہم روئی ہیں ہم ڈوبی ہیں

(۴) ماضی بعید :

وہ فعل ماضی ہے جس میں گزشتہ زمانے میں فعل کا ختم ہو جانا ظاہر ہو یعنی کسی کام کا ہونا دور کے گزرے ہوئے زمانے میں پایا جائے۔ مثلاً :۔ میں نے اخبار پڑھا تھا، میرے پہنچنے سے پہلے وہ جا چکا تھا وغیرہ۔

بنانے کا طریقہ :

۱ :۔ ماضی مطلق کے بعد تھا، تھی، تھے، تھیں بڑھانے سے فعل ماضی بعید بناتے ہیں مثلاً : وہ میچ دیکھنے گئے تھے، ہم بھاگے تھے وغیرہ۔

۲ : دوسری صورت میں مادہ مصدر کے بعد چکا تھا اور اس کے دوسرے صیغے لگا کر ماضی بعید بناتے ہیں۔ مثلاً :۔ میں دو بجے تک کھانا کھا چکا تھا۔ اکرم سے پہلے میں اسکول پہنچ چکا تھا وغیرہ۔

گردان ماضی بعید رونا اور ڈوبنا مصدر سے

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ رویا تھا وہ ڈوب چکا تھا	وہ روئے تھے وہ ڈوب چکے تھے	تو رویا تھا تو ڈوب چکا تھا	تم روئے تھے تم ڈوب چکے تھے	میں رویا تھا میں ڈوب چکا تھا	ہم روئے تھے ہم ڈوب چکے تھے
مؤنث	وہ روئی تھی وہ ڈوب چکی تھی	وہ روئی تھیں وہ ڈوب چکی تھیں	تو روئی تھی تو ڈوب چکی تھی	تم روئی تھیں تم ڈوب چکی تھیں	میں روئی تھی میں ڈوب چکی تھی	ہم روئی تھیں ہم ڈوب چکی تھیں

(۴) ماضی استمراری :

وہ ماضی جس سے گزشتہ زمانے میں کام کی تکرار یا اس کا پورا نہ ہونا سمجھا جائے فعل ماضی استمراری کہلاتا ہے مثلاً :- جیسے کرتا تھا، کھاتا تھا، رو رہا تھا، سو رہا تھا۔ ان جملوں کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کام گزرے ہوئے زمانے میں جاری تھا اور اس کے ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں۔

بنانے کا طریقہ :

۱: مصدر کی علامت 'نا' دور کر کے آخر میں 'تا تھا' لگا کر فعل ماضی استمراری بناتے ہیں مثلاً :- رونا سے روتا تھا،

۲: کبھی مصدر کی 'نا' دور کر کے 'رہا تھا' لگا دیا جاتا ہے مثلاً : رو رہا تھا۔

۳: بعض اوقات ماضی مطلق کے بعد 'کرتا تھا' کا اضافہ کرتے ہیں مثلاً وہ یہاں آیا کرتا تھا، وہ رویا کرتا تھا وغیرہ۔

۴: مصدر کی علامت 'نا' دور کر کے آخر میں 'تا رہتا تھا' کا اضافہ کرنے سے بھی ماضی استمراری بناتے ہیں۔ مثلاً :- لکھنا مصدر سے لکھتا رہتا تھا، کھانا مصدر سے کھاتا رہتا تھا وغیرہ۔

گردان ماضی استمراری رونا اور ڈوبنا مصدر سے

صیغہ	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ رویا کرتا تھا وہ ڈوب رہا تھا	وہ رویا کرتے تھے وہ ڈوب رہے تھے	تُو رویا کرتا تھا تُو ڈوب رہا تھا	تم رویا کرتے تھے تم ڈوب رہے تھے	میں رویا کرتا تھا میں ڈوب رہا تھا	ہم رویا کرتے تھے ہم ڈوب رہے تھے
مؤنث	وہ رویا کرتی تھی وہ ڈوب رہی تھی	وہ رویا کرتی تھیں وہ ڈوب رہی تھیں	تُو رویا کرتی تھی تُو ڈوب رہی تھی	تم رویا کرتی تھیں تم ڈوب رہی تھیں	میں رویا کرتی تھی میں ڈوب رہی تھی	ہم رویا کرتی تھیں ہم ڈوب رہی تھیں

⑤ ماضی احتمالی یا شکیہ

وہ ماضی جس میں گزرے ہوئے زمانے میں کام کرنے یا ہونے یا نہ کرنے یا نہ ہونے کا شک وشبہ پایا جائے ماضی احتمالی یا شکیہ کہلاتی ہے۔

بنانے کا طریقہ : اُس نے کھایا / وہ گیا

ا:۔ ماضی مطلق کے صیغہ ہائے واحد مذکر غائب اور حاضر پر لفظ 'ہوگا' اور واحد متکلم پر 'ہوں گا' اور جمع غائب اور جمع متکلم مذکر پر 'ہوں گے' اور جمع حاضر مذکر پر 'ہوگے' اور واحد مونث غائب اور واحد مونث حاضر پر 'ہوگی' اور واحد متکلم مونث پر 'ہوں گی' اور جمع غائب مونث پر لفظ 'ہوں گی' کا اضافہ کر دیتے ہیں لیکن جس ماضی کے فاعل کے ساتھ 'نے' آتا ہے تو اس پر 'ہوگا' بڑھا دیتے ہیں مثلاً:۔ میں نے کھایا سے میں نے کھایا ہوگا۔

گردان ماضی احتمالی یا شکیہ رونا اور ڈوبنا مصدر سے

صیغہ	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ رویا ہوگا وہ ڈوبا ہوگا	وہ روئے ہوں گے وہ ڈوبے ہوں گے	تو رویا ہوگا تو ڈوبا ہوگا	تم روئے ہوگے تم ڈوبے ہوگے	میں رویا ہوں گا میں ڈوبا ہوں گا	ہم روئے ہوں گے ہم ڈوبے ہوں گے
مونث	وہ روئی ہوگی وہ ڈوبی ہوگی	وہ روئی ہوں گی وہ ڈوبی ہوں گی	تو روئی ہوگی تو ڈوبی ہوگی	تم روئی ہوگی تم ڈوبی ہوگی	میں روئی ہوں گی میں ڈوبی ہوں گی	ہم روئی ہوں گی ہم ڈوبی ہوں گی

⑥ ماضی شرطی یا تمنائی :

ماضی شرطی یا تمنائی وہ فعل ماضی ہے جو شرط یا آرزو کے معنی دے۔ اگر شرط کے معنی پائے جائیں تو شرطی ہوا اور اگر تمنا سمجھی جائے تو تمنائی ہوا۔

[illegible]

بنانے کا طریقہ :

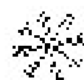
۱: مصدر کی علامت "نا" دور کر کے "تا" لگا دیتے ہیں اور تمام صیغوں مونث اور مذکر میں "تا" کے الف کو اسی طرح تبدیل کرتے ہیں جس طرح ماضی مطلق کا الف بدلتے ہیں۔

۲: ماضی مطلق پر "ہوتا" کا اضافہ کرنے سے ماضی شرطی بن جاتا ہے۔ تانیث اور جمع میں "ہوتا" کا الف بدلتے رہتے ہیں۔

۳: ماضی شکیہ سے گا، گے، گی حذف کرنے سے بھی ماضی شرطی یا تمنائی بناتے ہیں۔

گردان ماضی شرطی یا تمنائی "رونا" اور "ڈوبنا" مصدر سے

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ روتا وہ ڈوبا ہوتا	وہ روتے وہ ڈوبے ہوتے	تو روتا تو ڈوبا ہوتا	تم روتے تم ڈوبے ہوتے	میں روتا میں ڈوبا ہوتا	ہم روتے ہم ڈوبے ہوتے
مونث	وہ روتی وہ ڈوبی ہوتی	وہ روتیں وہ ڈوبی ہوتیں	تو روتی تو ڈوبی ہوتی	تم روتیں تم ڈوبی ہوتیں	میں روتی میں ڈوبی ہوتی	ہم روتیں ہم ڈوبی ہوتیں



اگر تم محنت کرتے تو پاس ہو جاتے

فعل حال

قواعد کی رُو سے فعل حال وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا ہونا، کرنا یا نہ ہونا، نہ کرنا موجودہ زمانے میں پایا جائے۔ مثلاً:۔ خالد اسکول جاتا ہے یا خالد اسکول نہیں جاتا ہے۔

فعل حال کی اقسام

فعل حال مضارع ۔ فعل حال امر و نہی ۔ فعل حال مطلق

فعل حال ناتمام یا جاری ۔ فعل حال تمام ۔ فعل حال احتمالی یا تشکیکیہ

(۱) فعل حال مضارع:

فعل مضارع وہ فعل ہے جس میں زمانہ حال کے علاوہ آئندہ زمانے کی بھی جھلک پائی جاتی ہے۔ یہ فعل مکمل طور پر حال کے معنی نہیں دیتا بلکہ اس کے معنوں میں کسی قسم کے شک و شبہات پائے جاتے ہیں اور درست استعمال کا صرف مطالعہ اور بات چیت سے ہی پتہ چل سکتا ہے۔

بنانے کا طریقہ:

۱: علامتِ مصدر "نا" دور کرنے کے بعد حرفِ آخر دیکھو۔ اگر الف یا واؤ ہو تو ہمزہ (ء) اور یائے مجہول (ے) آخر میں زیادہ کرتے ہیں۔ مثلاً:۔ سونا سے سوئے، رونا سے روئے اور لانا سے لائے وغیرہ۔

۲: اگر علامتِ مصدر دُور کرنے کے بعد آخر میں صرف یائے مجہول ہے تو وہی لفظ مضارع کا کام دیتا ہے مثلاً:۔ دینا سے دے اور لینا سے لے وغیرہ۔

۳: علامتِ مصدر دور کرنے کے بعد اوپر کے تینوں الفاظ یعنی الف، واؤ اور یائے مجہول میں سے کوئی لفظ نہیں تو صرف یائے مجہول بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً:۔ ڈوبنا سے ڈوبے، کرنا سے کرے اور خرچنا سے خرچے وغیرہ۔

گردان فعل حال مضارع پکڑنا مصدر سے

صیغہ	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ پکڑے	وہ پکڑیں	تو پکڑے	تم پکڑو	میں پکڑوں	ہم پکڑیں
مؤنث	وہ پکڑے	وہ پکڑیں	تو پکڑے	تم پکڑو	میں پکڑوں	ہم پکڑیں

فعل مضارع کا استعمال

۱: عام بول چال اور روزمرہ کے فقروں میں عموماً فعل حال کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً:۔
کرے کوئی بھرے کوئی۔ کچھ ہم سمجھے کچھ تم سمجھے، کمائیں ہم اڑائیں وہ۔

۲: فعل مستقبل کی صورت میں ایسا زمانہ ظاہر کرتا ہے جو لامحدود ہو مثلاً: جب وہ کہیں تو دینا، جب بلائیں تب آنا۔

۳: ایسے شرطیہ جملوں میں جہاں شک یا احتمال پایا جاتا ہے اکثر مضارع استعمال ہوتا ہے مثلاً: وہ آئے تو میں جاؤں، مینہ برسے تو کھیتی ہری ہو۔

۴: بعض اوقات اجازت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً:۔ آپ کہیں تو میں حاضر ہوں۔ آپ حکم دیں تو میں عرض کروں۔ کیا وہ جائے؟

۵: دعا یا تمنا کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً:۔ خدا تمھارا اقبال بلند کرے۔ عمر دراز ہو۔ خدا تجھے برکت دے۔

۶: چاہیے بھی مضارع ہے جس کے معنی مناسب ہے یا لازم ہے کے ہیں۔ مثلاً:۔ ہمیں مریض کی عیادت کرنی چاہیے۔

(۲) فعل حال امر و نہی:

اس میں مخاطب کو کسی کام کا حکم ہوتا ہے۔ یہاں حکم سے مراد لغوی حکم نہیں ہے۔ مثلاً:۔ اے خدا رحم کر۔ یہاں بندہ خدا سے حکم نہیں بلکہ التجا کر رہا ہے۔ یعنی بندہ خدا سے، محکوم حاکم سے، بیٹا باپ سے یا شاگرد استاد سے جو دعا یا سوال یا درخواست کرتا ہے

اس کو بھی اصطلاح صرف میں امر کہتے ہیں۔

دوسری صورت میں اگر کام کے نہ کرنے کا حکم یا التجا ہو تو اُسے فعل حال نہی کہتے ہیں۔ مثلاً: مت جا، تو نہ کر، یہاں مت آنا۔

بنانے کا طریقہ:

۱: فعل امر بنانے کے لیے مصدر کی علامت "نا" دُور کرنے سے واحد مذکر صیغہ بن جائے گا اور واؤ مجہول زیادہ کرنے سے صیغہ جمع اور اگر واحد میں پچھلا حرف الف یا واؤ مجہول ہو تو جمع میں واؤ مجہول سے پہلے ایک ہمزہ بھی زیادہ کر دیتے ہیں مثلاً: آنا سے آؤ اور سونا سے سوؤ۔

۲: فعل حال نہی بنانے کے لیے فعل امر سے پہلے "مت" یا "نہ" لگاتے ہیں۔ مثلاً: مت ڈر، نہ جا، مت رو، نہ کھا وغیرہ۔ فعل امر و نہی کے دونوں صورتوں میں صرف دو ہی صیغے ہوتے ہیں (اس لیے کہ مخاطب سامنے موجود ہے) واحد حاضر اور جمع حاضر۔

گردان فعل حال امر کرنا مصدر سے

صیغہ	واحد حاضر	جمع حاضر	
مذکر	تو کر	تم کرو	آپ کریئے
مؤنث	تو کر	تم کرو	آپ کریئے

گردان فعل حال نہی آنا مصدر سے

صیغہ	واحد حاضر	جمع حاضر	
مذکر	تو نہ آ	تم نہ آؤ	آپ نہ آیئے
مؤنث	تو نہ آ	تم نہ آؤ	آپ نہ آیئے

(۳) فعل حال مطلق:

حال مطلق جس سے زمانہ حال عام طور پر بغیر کسی تخصیص کے ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً: جاتا ہے، کھاتا ہے، کرتا ہے اور سوتا ہے وغیرہ۔ یہ تمام فقرات موجودہ زمانے میں کسی کام کا ہونا ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ حال مطلق ہیں۔

بنانے کا طریقہ :

ا : پہلے مصدر سے "نا" حذف کر کے "تا" زیادہ کرتے ہیں اور جمع مذکر و مونث متکلم کے لیے "تا" کے الف کو یائے مجہول (ے) سے اور باقی صیغہ ہائے مونث کے لیے یائے معروف سے بدلتے ہیں۔ پھر ان الفاظ کے ساتھ صیغہ ہائے واحد مذکر غائب اور واحد مذکر حاضر میں "ہے" اور واحد متکلم میں "ہوں" اور جمع غائب اور جمع متکلم میں "ہیں" اور جمع حاضر میں "ہو" زیادہ کرتے ہیں۔

گردان فعل حال مطلق "رونا" مصدر سے

صیغہ	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ روتا ہے	وہ روتے ہیں	تو روتا ہے	تم روتے ہو	میں روتا ہوں	ہم روتے ہیں
مونث	وہ روتی ہے	وہ روتی ہیں	تو روتی ہے	تم روتی ہو	میں روتی ہوں	ہم روتی ہیں

(۴) فعل حال ناتمام یا جاری :

ایسا فعل جس میں موجودہ زمانے میں کام کا جاری رہنا پایا جائے، فعل حال جاری یا ناتمام کہلاتا ہے یعنی ابھی کام ختم نہیں ہوا بلکہ جاری ہے۔ مثلاً :- میں اسکول جا رہی ہوں، تم کھانا کھا رہے ہو۔ حال ناتمام ایک دوسری طرح سے بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔ مثلاً : چلائے جاتا ہے، ایک کو ایک کھائے جاتا ہے، وہ مٹائے جاتا ہے۔ ان فقرات میں زیادہ زور اور فعل کا متواتر ہونا پایا جاتا ہے۔

بنانے کا طریقہ

۱: مصدر کی علامت دور کر کے "رہا ہے" اور مطلوبہ صیغے لگاتے ہیں۔

۲: دوسری صورت میں مصدر کی علامت "نا" دور کر کے یائے مجہول پر ہمزہ لگاتے ہیں (ئے) اور اس لفظ کے بعد "جاتا ہے" اور مطلوبہ صیغوں کا اضافہ کرتے ہیں مثلاً:- کھانا مصدر سے کھائے جاتا ہے، کھائے جاتی ہے وغیرہ۔

گردان فعل حال جاری رونا اور چلّانا مصدر سے

صیغہ	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ رو رہا ہے وہ چلّائے جاتا ہے	وہ رو رہے ہیں وہ چلّائے جاتے ہیں	تو رو رہا ہے تو چلّائے جاتا ہے	تم رو رہے ہو تم چلّائے جاتے ہو	میں رو رہا ہوں میں چلّائے جاتا ہوں	ہم رو رہے ہیں ہم چلّائے جاتے ہیں
مؤنث	وہ رو رہی ہے وہ چلّائے جاتی ہے	وہ رو رہی ہیں وہ چلّائے جاتی ہیں	تو رو رہی ہے تو چلّائے جاتی ہے	تم رو رہی ہو تم چلّائے جاتی ہو	میں رو رہی ہوں میں چلّائے جاتی ہوں	ہم رو رہی ہیں ہم چلّائے جاتی ہیں

(۴) فعل حال تمام:

حال تمام سے ظاہر ہوتا ہے کہ فعل ابھی ابھی ختم ہوا ہے۔ مثلاً:- حیدر آیا ہے۔ کتاب لایا ہے۔ ماضی قریب اور فعل حال تمام میں کوئی فرق نہیں ہے۔

بنانے کا طریقہ:

۱:- ماضی مطلق سے صیغہ واحد غائب کے آخر میں "ہے" لگانے سے فعل حال تمام صیغہ واحد غائب بنتا ہے مزید تبدیلیاں صیغوں کے مطابق ہوتی ہیں۔ بعض اوقات فعل کے بعد 'چکا ہے، چکا ہوں، چکے ہیں' لگانے سے حال تمام ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً:- وہ پڑھ چکا

ہے، وہ جا چکا ہے۔

گردان فعل حال تمام رونا اور ڈوبنا مصدر سے

صیغہ	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ رویا ہے وہ ڈوب چکا ہے	وہ روئے ہیں وہ ڈوب چکے ہیں	تو رویا ہے تو ڈوب چکا ہے	تم روئے ہو تم ڈوب چکے ہو	میں رویا ہوں میں ڈوب چکا ہوں	ہم روئے ہیں ہم ڈوب چکے ہیں
مؤنث	وہ روئی ہے وہ ڈوب چکی ہے	وہ روئی ہیں وہ ڈوب چکی ہیں	تو روئی ہے تو ڈوب چکی ہے	تم روئی ہو تم ڈوب چکی ہو	میں روئی ہوں میں ڈوب چکی ہوں	ہم روئی ہیں ہم ڈوب چکی ہیں

(۶) فعل حال احتمالی یا شکیہ:

جس سے زمانہ حال کے کسی فعل میں احتمال یا شبہ پایا جائے مثلاً: وہ رو رہا ہوگا، وہ آرہا ہوگا یا وہ آتا ہوگا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کام قریب زمانہ میں ہوگا۔ اگرچہ احتمال ہے اور آرہا ہوگا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنے کا فعل جاری ہے۔ وہ چل دیا ہے، حالت رفتار میں آنے کی امید ہے۔ یہی معنی "آتا ہوگا" اور "آرہا ہوگا" سے بھی پیدا ہوتے ہیں اور دونوں صورتوں میں یہ جائز ہے لیکن ماضی احتمالی سے بچنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ "کیا ہوگا" اور "کرتا ہوگا" میں فرق ہے۔ بعض اوقات "گا" کے اضافے سے ماضی احتمالی کے معنی بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسے آیا ہوگا۔ لایا ہوگا، کرتا ہوگا سے عادت پائی جاتی ہے مثلاً: ہم کسی سے سوال کریں کہ تم نے کبھی اکرم کو ایسا کرتے دیکھا؟ وہ جواب میں کہے گا میں نہیں جانتا کرتا ہوگا۔ تو یہاں صاف معنی ماضی احتمالی کے ہیں۔

گردان فعل حال احتمالی یا شکیہ رونا مصدر سے

صیغہ	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ روتا ہو وہ روتا ہوگا وہ رو رہا ہوگا	وہ روتے ہوں وہ روتے ہوں گے وہ رو رہے ہوں گے	تو روتا ہو تو روتا ہوگا تو رو رہا ہوگا	تم روتے ہو تم روتے ہو گے تم رو رہے ہو گے	میں روتا ہوں میں روتا ہوں گا میں رو رہا ہوں گا	ہم روتے ہوں ہم روتے ہوں گے ہم رو رہے ہوں گے
مؤنث	وہ روتی ہو وہ روتی ہوگی وہ رو رہی ہوگی	وہ روتی ہوں وہ روتی ہوں گی وہ رو رہی ہوں گی	تو روتی ہو تو روتی ہوگی تو رو رہی ہوگی	تم روتی ہو تم روتی ہوگی تم رو رہی ہوگی	میں روتی ہوں میں روتی ہوں گی میں رو رہی ہوں گی	ہم روتی ہوں ہم روتی ہوں گی ہم رو رہی ہوں گی

فعل مستقبل

ایسا فعل جس میں کسی کام کا کرنا، ہونا یا نہ کرنا، نہ ہونا آئندہ زمانے میں پایا جائے یعنی فعل آنے والے زمانے میں ظاہر ہوگا۔ ابھی فعل نہ سرزد ہوا ہے اور نہ ہو رہا ہے۔ مثلاً:۔ خالد کل آئے گا۔ حمید آکر کھانا کھائے گا وغیرہ۔

فعل مستقبل کی اقسام

مستقبل مطلق　　　مستقبل دوامی (جاری)

(۱) مستقبل مطلق: یہ مستقبل کی سادہ قسم ہے اس میں قریب و بعید کا امتیاز نہیں ہوتا۔ مستقبل مطلق سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فعل آئندہ زمانے میں سرزد ہو گا۔ مثلاً:۔ وہ آئے گا، اکرم کتاب لائے گا، ہم اسکول جائیں گے۔

بنانے کا طریقہ:

اس کے بنانے کا طریقہ بہت سادہ ہے یعنی فعل مضارع کے بعد گا، گے اور گی کا اضافہ کرنے سے مستقبل مطلق بن جاتا ہے۔ مثلاً:۔ وہ آئے گا، وہ کھائے گا، وہ سوئے گا۔

گردان مستقبل مطلق رونا مصدر سے

جمع متکلم	واحد متکلم	جمع حاضر	واحد حاضر	جمع غائب	واحد غائب	صیغہ
ہم روئیں گے	میں روؤں گا	تم روؤ گے	تو روئے گا	وہ روئیں گے	وہ روئے گا	مذکر
ہم روئیں گی	میں روؤں گی	تم روؤ گی	تو روئے گی	وہ روئیں گی	وہ روئے گی	مونث

(۲) مستقبل دوامی:

مستقبل کی دوسری قسم دوامی ہے یعنی فعل مستقبل میں جاری رہے گا۔ مثلاً:۔ وہ کھاتا رہے گا، وہ پڑھتا رہے گا، وہ سوتا رہے گا۔

بنانے کا طریقہ: مستقبل دوامی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ حالیہ ناتمام میں چند تبدیلیاں کر دی جاتی ہیں۔ مثلاً:۔ حالیہ ناتمام میں ہم کہیں گے "وہ آرہا ہے" "وہ کھا رہا ہے" لیکن مستقبل دوامی کی صورت میں "آ رہا ہے" تبدیل ہو جائے گا "آتا رہے گا" اور مزید تبدیلیاں بھی صیغوں کے لحاظ سے ہوں گی۔

گردان مستقبل دوامی آنا مصدر سے

جمع متکلم	واحد متکلم	جمع حاضر	واحد حاضر	جمع غائب	واحد غائب	صیغہ
ہم آتے رہیں گے	میں آتا رہوں گا	تم آتے رہو گے	تو آتا رہے گا	وہ آتے رہیں گے	وہ آتا رہے گا	مذکر
ہم آتی رہیں گی	میں آتی رہوں گی	تم آتی رہو گی	تو آتی رہے گی	وہ آتی رہیں گی	وہ آتی رہے گی	مونث

فعل کی اقسام بلحاظِ بناوٹ

فعل مفرد ـــــــ فعل مرکب

فعل مفرد : فعل مفرد کو بسیط یا غیر مرکب فعل بھی کہتے ہیں وہ فعل جو صرف ایک مصدر سے بنا ہو اُسے فعل مفرد کہتے ہیں ۔ مثلاً :۔ میں آیا ہوں ، وہ سویا ، تم جاؤ وغیرہ ۔

فعل مرکب : فعل مرکب وہ فعل ہے جو مرکب مصدروں سے بنایا گیا ہو یعنی مرکب افعال کے لیے لازم ہے کہ اس کے دو جز ہوں مثلاً :۔ غوطہ کھانا ۔ گر پڑنا ، بکھر جانا ، رخصت لینا ، بُلا لینا ، نکال دینا وغیرہ ۔

مرکب افعال کی دو قسمیں ہیں :

۱ : وہ مرکب افعال جو دوسرے افعال کی مدد سے بنتے ہیں ۔ یعنی اس صورت میں مرکب فعل کے دونوں جزو فعل ہی ہوتے ہیں مثلاً :۔ مار ڈالنا ، رکھ لینا ، بیٹھ رہنا ، لکھ ڈالنا ، بول اُٹھنا وغیرہ ۔ ان افعال کے پڑھنے سے واضح ہو رہا ہے کہ اصل فعل کے ساتھ دوسرے فعل یا ان کے اجزاء آئے ہیں جن سے اصل فعل کے معنوں میں تھوڑا بہت تغیر آ گیا ہے ۔ امدادی افعال کی وجہ سے اصلی معنوں میں زیادہ قوت پیدا ہو جاتی ہے ۔

۲ : اسماء یا صفات کو فعل کے ساتھ ترکیب دینے سے بھی افعال مرکب بنتے ہیں ۔ مثلاً :۔ مار کھانا ، چھلانگ مارنا ، فکر کرنا ، موٹا کرنا ، ضعیف ہونا وغیرہ ۔ اس قسم کے افعال میں ایک جزو اسم اور دوسرا فعل ہوتا ہے جبکہ امدادی افعال میں دونوں جزو فعل ہوتے ہیں ۔

اقسام فعل بلحاظ معنی

معنوں کے لحاظ سے فعل کی تین قسمیں ہیں :

فعل لازم ـــــــ فعل متعدی ـــــــ فعل ناقص

(۱) **فعل لازم :** وہ فعل جس میں صرف فاعل کے بات مکمل ہو جاتے اور قاری

کو پورا مطلب سمجھ آجائے فعل لازم ہے، ایسے فعل میں فاعل کے سوا کسی دوسرے شخص یا چیز کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی مثلاً: خالد آیا، رشید رویا، ثریا روئی، کلثوم سوئی۔ چنانچہ فعل لازم وہ فعل ہے جو فاعل کے ساتھ مل کر بات مکمل کرے تمام فعل لازم ہمیشہ لازم مصدروں سے بنتے ہیں۔

(۲) **فعل متعدی:** وہ فعل ہے جس کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول تک پہنچے، یعنی بات مکمل ہونے کے لیے مفعول کی موجودگی ضروری ہے مثلاً: جاوید نے روٹی کھائی، فرحت نے کتاب پڑھی۔ رابعہ نے تصویر بنائی۔ ان جملوں میں روٹی کتاب اور تصویر مفعول ہیں۔ اگر ہم ان جملوں کو اس طرح لکھیں: جاوید نے کھائی۔ فرحت نے پڑھی، رابعہ نے بنائی، تو بات واضح نہیں ہوتی۔ لیکن جب ان جملوں میں مفعول موجود ہوتا ہے تو مفہوم کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ فعل متعدی کی بڑی پہچان یہ ہے کہ فعل کو مفعول اور فاعل کے ساتھ ملانے کے لیے کلمہ "نے" کی ضرورت پڑتی ہے۔ اوپر دی ہوئی مثالوں سے یہ نقطہ واضح ہو جاتا ہے۔

(۳) **فعل ناقص:** جو کلمہ فعل کی جگہ استعمال ہو اُسے فعل ناقص کہتے ہیں، یہ فعل کا قائم مقام ہوتا ہے اور بذاتِ خود کسی پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ اس کے فاعل کو فاعل کے بجائے اسم یا مبتدا کہتے ہیں کیونکہ ایسی صورت میں کام کا کرنا نہیں پایا جاتا بلکہ ہونا پایا جاتا ہے مثلاً: حیدر کامیاب ہو گیا، علی بڑا محنتی ہے، سلیم بیمار ہے ان جملوں میں ہو، ہے فعل ناقص ہیں۔ فعل ناقص کی شناخت یہ ہے کہ جب تک مُبتدا کے علاوہ کوئی اور اسم یا صفت اس کے ساتھ نہ ملے پُورا مطلب نہیں دیتا۔ اردو زبان میں ہوں، ہو، ہے، تھا، تھی، رہی وغیرہ افعال ناقص ہیں۔

فعل کی اقسام بلحاظ فاعل

فعل معروف ———— فعل مجہول

(۱) **فعل معروف:** جب جملے میں فاعل معلوم ہو تو ایسے جملے کے فعل کو فعل

معروف کہتے ہیں مثلاً :- کلثوم نے خط پڑھا، راحت نے کھانا کھایا وغیرہ۔ ان جملوں میں کلثوم و راحت فاعل معروف ہیں، پڑھا اور کھایا فعل معروف۔

(۲) فعل مجہول :- وہ فعل جس کا مفعول تو معلوم ہو مگر فاعل معلوم نہ ہو۔ مثلاً: اسے بُلایا گیا، مجھے اٹھایا گیا، تمھیں رُلایا گیا، یہاں بُلانے والا، اُٹھانے والا اور رُلانے والا فاعل نامعلوم ہیں۔ اس لیے ایسے فعل کو فعل مجہول کہتے ہیں۔ مجہول کے معنی نامعلوم کے ہیں۔

بنانے کا طریقہ :

۱ : فعل مجہول ہمیشہ متعدی مصدروں سے بنتا ہے۔

۲ : جب کسی مصدر کو مجہول مصدر بنانے کی ضرورت ہو تو اس مصدر سے ماضی مطلق کا صیغہ واحد غائب بنا کر آخر میں "جانا" لگا دیتے ہیں۔ اب اس سے جو بھی فعل مجہول بنانا مقصود ہو بنا لیا جاتا ہے۔ مثلاً :- کھایا سے "کھایا جانا" مصدر مجہول ہے۔ جبکہ کھایا جاتا ہے، کھایا جائے گا، کھایا گیا تھا، وغیرہ مجہول افعال ہیں۔

۳ : اگر فعل معروف سے فعل مجہول بنانا مقصود ہو تو فعل معروف سے ماضی مطلق صیغہ واحد غائب بنا لیتے ہیں اور اس کے آخر میں "جانا" مصدر سے وہی فعل اور صیغہ بنا کر لگا دیتے ہیں مثلاً :- "لیتا ہے"۔ فعل حال معروف ہے۔ اس سے فعل حال مجہول بنانے کے لیے پہلے ماضی مطلق صیغہ واحد غائب "لیا" بنے گا۔ اس کے بعد "جانا" سے وہی فعل "جاتا ہے" بنا کر آگے لگا دینے سے "لیا جاتا ہے" فعل حال مجہول بن جائے گا۔ اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ مختلف صیغے بناتے وقت وحدت، جمع اور تذکیر و تانیث میں مطابقت پائی جائے۔

فعل کی حالتیں

مثبت ـــــــ منفی ـــــــ سوالیہ

فعل مثبت : وہ فعل جو کسی کام کے کرنے، ہونے یا سہنے کو ظاہر کرے فعل مثبت کہلاتا ہے مثلاً: وہ رو رہا ہے، حمید سو رہا ہے اور اکبر آیا ہے وغیرہ۔

فعل منفی : فعل محض کام کے کرنے کو ظاہر نہیں کرتا۔ کام کا نہ ہونا یا نہ کرنا بھی اصطلاحاً فعل ہی ہوتے ہیں، یعنی وہ فعل جو کسی کام کے نہ ہونے نہ کرنے کو ظاہر کرے فعل منفی کہلاتا ہے۔ مثلاً: وہ نہیں رو رہا، اصغر سودا نہیں لایا اور اکبر نے سبق نہیں پڑھا وغیرہ۔

بنانے کا طریقہ :

۱: فعل مثبت کے شروع میں نہ یا نہیں لگانے سے فعل منفی بن جاتا ہے مثلاً:۔ وہ نہیں گیا، میں نے نہیں کھایا، تم نے کام نہ کرنا تھا نہ کیا۔

۲: بعض اوقات نہیں فعل کے بعد میں آتا ہے۔ مثلاً:۔ تم نے کھایا ہی نہیں۔ وہ یہاں سے جاتا ہی نہیں۔

۳: مضارع اور ماضی شرطی یا تمنائی کے ساتھ نہیں کے بجائے نہ لگاتے ہیں۔ مثلاً:۔ اگر وہ نہ کھائے تو میں کیا کروں۔ وہ نہ ہی آئے تو اچھا ہے۔

سوالیہ : وہ فعل جس میں کسی کام کے کرنے یا ہونے کے لیے سوال کیا جائے۔ مثلاً:۔ کیا وہ سو گیا؟ کیا اکبر آیا ہے؟ کیا وہ کام کر رہا ہے؟ وغیرہ۔

بنانے کا طریقہ :

۱: جس مثبت یا منفی فعل کو سوالیہ حالت میں تبدیل کرنا مقصود ہو تو اس کے شروع میں سوالیہ کے طور پر حرف "کیا" کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً:۔ کیا آپ نے کھانا کھا لیا ہے؟

۲: کسی بھی سوالیہ فقرے کے آخر میں علامت استفہام (؟) لازمی استعمال کرنی چاہیے۔

فعل معطوف

فعل کی ایک اور قسم فعل معطوف ہے۔ فعل معطوف میں دو فعل ہوتے ہیں۔

پہلا معطوف علیہ کہلاتا ہے اور دوسرا معطوف۔ ان دو فعلوں کے درمیان کر یا کے لگا ہوتا ہے۔ پہلا فعل عموماً دوسرے فعل کے تابع ہوتا ہے۔ مثلاً بچہ تھک کے سو گیا۔ یہاں آکر بیٹھو۔ فعل معطوف میں عموماً پہلے فعل کے واقع ہو چکنے کے بعد دوسرا فعل واقع ہوتا ہے۔

فعل معطوف ایک اور صورت میں بھی آتا ہے یعنی ماضی شرطی پر ہوتا یا ہوتے، ہوتی لگانے سے۔ مثلاً: ہم پنڈی سے ہوتے ہوئے مری پہنچیں گے۔

فعل معطوف کی تیسری قسم ماضی شرطی کے صیغہ جمع مذکر پر ہی بڑھانے سے بنتی ہے۔ اس قسم کا فعل معطوف وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں ایک کام وقوع میں آتے ہی دوسرا کام واقع ہو۔ مثلاً: وہ پیدا ہوتے ہی مر گیا۔ بجلی کا جھٹکا لگتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔

مشق

۱: زمانے کے لحاظ سے فعل کی اقسام بیان کریں۔
۲: ماضی مطلق کی تعریف کریں نیز ماضی مطلق کے بنانے کا طریقہ تحریر کریں۔
۳: ڈوبنا مصدر سے ماضی قریب کی گردان بنائیں۔
۴: فعل ماضی کی اقسام بیان کریں۔
۵: فعل حال کی تعریف کیجیے اور اس کی اقسام بیان کریں۔
۶: فعل مضارع کے استعمال کی مختلف صورتیں بیان کریں۔
۷: فعل مستقبل کی اقسام بیان کریں اور ہر ایک کی گردان بنائیں۔
۸: بناوٹ کے لحاظ سے فعل کی اقسام بیان کریں۔
۹: معنی کے لحاظ سے فعل کی اقسام بیان کریں اور مثالیں دے کر واضح کریں۔
۱۰: فعل کی اقسام بلحاظ فاعل کون سی ہیں؟

باب ۶

حرف

حرف کی تعریف باب اوّل میں کی جا چکی ہے کہ حرف وہ کلمہ ہے جو اکیلا کچھ معنے نہیں دیتا مگر حقیقت میں وہ بڑے کام اور فائدے کی چیز ہے اور اگر دیکھا جائے تو حرف کے بغیر اسم اور فعل دونوں بیکار ہیں۔ حرف نہ ہو تو کلام بے لطف و بے معنی ہو جائے کیونکہ یہی وہ کلمہ ہے جو الفاظ میں باہمی ربط و تعلق پیدا کر کے کلام کا مطلب واضح کرتا ہے۔

حرف کی اقسام

حروفِ جار یا حروفِ ربط ——— حروفِ عطف
حروفِ تخصیص ——— حروفِ فجائیہ

حروفِ جار یا حروفِ ربط :

وہ حروف جو اسم کو فعل سے یا اسم کو اسم سے ملاتے ہیں حروفِ جار یا حروفِ ربط کہلاتے ہیں۔ رفیق کا بھائی۔ اس فقرے میں "کا" حرف ربط ہے۔ چند مشہور حروفِ جار حسب ذیل ہیں۔

سے، کا، کے، کی، کو، تک، تلک، اوپر، پر، پہ، میں، بیچ، اندر، درمیان، ساتھ، سبب، واسطے، لیے، بغیر، سوا، طرح، مانند، علاوہ، بے اور بن وغیرہ۔

حروفِ جار کا محلِ استعمال

۱: اسم کے بعد: مثلاً۔ شبینہ کو بلاؤ۔ احمد نے بندوق حمید کو دی تھی۔

۲: صفت کے بعد: مضبوط سے مضبوط تر تم سے ٹوٹ جاتا ہے۔
۳: ضمیر کے بعد: وہ تم سے کب ملا؟ اس سے کو مجھ سے ملے۔
۴: فعل کے بعد: اکرم کھانے سے فارغ ہو گیا ہے۔ حمید کے جانے کے بعد تم آنا۔
۵: تمیز کے بعد: وہ چپکے سے رکو کر چلا گیا۔ دروازہ آہستہ سے کھولو۔

چند حروفِ جار کا استعمال

سے: ابتدا کے لیے آتا ہے مثلاً: صبح سے شام تک۔ سر سے پاؤں تک۔
۲: تبعیض یعنی "میں سے" کے معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً: اکبر شریف خاندان سے ہے۔
۳: سببیت یعنی سبب وجہ کے لیے آتا ہے مثلاً: وہ بیماری سے لاغر ہو گیا ہے۔ وہ ہیضے سے مر گیا۔
۴: تفضیل کے لیے مثلاً: اکبر اصغر سے بڑا ہے۔
۵: ساتھ کے معنوں میں مثلاً: صابن سے کپڑے دھوئے۔
۶: انتزاع و استبعاد یعنی علیحدگی اور دوری کے لیے مثلاً: تیر کمان سے نکل گیا۔ وہ اپنے قافلے سے بھٹک گیا۔

کا، کے، کی: یہ حروف اضافت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً: خالد کا گھر۔ حسن کی تلوار۔ زید کے بچے۔

کو: یہ عموماً مفعول کے ساتھ لگاتے ہیں مثلاً: حیدر کو کہو۔ حمید کو پڑھاؤ۔ میں نے والد کو خط لکھا ہے۔

اُوپر، پار، پہ:

یہ حروف بلندی کے معنوں میں آتے ہیں خواہ بلندی حقیقی ہو یا غیر حقیقی۔ مثلاً: الماری کے اُوپر رکھا ہے۔ خدا پہ بھروسہ رکھو۔ کوا دیوار پہ بیٹھا ہے۔

میں، بیچ، اندر، درمیان:

یہ حروف ظرفیت کے لیے آتے ہیں۔ مثلاً: گھر میں کون ہے؟ دونوں

مکانوں کے بیچ ہمارا گھر ہے۔ کھلاڑی میدان کے درمیان میں کھیل رہے تھے۔ اندر سے حمید نے جواب دیا۔ یہ تمام حروف حقیقت میں اسم ظرف ہیں۔

بے ، بن ، بغیر :

۱ : تعلق کے لیے مثلاً :۔ وہ پیسوں کے بغیر بازار گیا۔

۲ : غیر موجودگی کے لیے : مثلاً : بے کار کا آدمی ، بن بادل برسات ، بے پہناوہ ، بے لگام ، بن پیسوں کے گزارہ نہیں۔

علاوہ :

شمول و شرکت کے لیے بھی آتا ہے اور علٰحدگی کے لیے بھی مثلاً :۔

۱ : فرحت کے علاوہ رابعہ بھی موجود تھی۔

۲ : ان آموں کی قیمت علاوہ ٹوکرے کے بیس روپے ہے۔

ہندی کے چند حروف ربط دو دو مل کر آتے ہیں اور ایک حرف کا کام دیتے ہیں مثلاً :۔ وہ گھوڑے پر سے گر پڑا۔ ہم تم میں سے نہیں۔ وہ تالاب میں سے نکل آیا ہے۔

حروفِ عطف

حروف عطف وہ ہیں جو دو کلموں یا جملوں کو باہم ملاتیں مثلاً :۔ آصف اور علی دونوں اسکول گئے ہیں۔ میں تمھارے پاس آؤں گا اور رقم لے کر جاؤں گا۔ اظہر آیا تھا مگر زکا نہیں۔

حروفِ عطف کی اقسام

۱۔ حروفِ وصل :

وصل کے معنی ملانے کے ہیں۔ وصل کے حروفِ عطف دو لفظوں یا جملوں کو ایک جگہ جمع کرنے یا ملانے کے لیے آتے ہیں۔ اور ، و ، پھر ، نیز ، کہ ، کر ، یا ، کے حروف وصل ہیں۔

چند حروفِ وصل کا استعمال

اور :

۱ : اور بہ معنی کچھ اور ۔ مثلاً : چند روپے اور درکار ہیں ۔

۲ : بہ معنی اس کے سوا، اس کے علاوہ ۔ مثلاً :۔ ابھی تو اور کام پڑا ہے ۔

۳ : بہ معنی مزید، زیادہ مثلاً :۔ حمید کو اور روٹی دو ۔

۴ : بہ معنی مختلف ۔ مثلاً :۔ یہ تو کوئی اور کپڑا ہے ۔

۵ : دو جملوں یا دو لفظوں کو ملانے کے لیے ۔ مثلاً :۔ تم جلدی آؤ اور کام کرو ۔

و : 'و' دراصل فارسی کے لفظوں یا جملوں کے درمیان آکر عطفی ترکیبوں کے کام آتا ہے، اردو کی نظموں میں کبھی دو جملوں کے درمیان بھی آجاتا ہے مثلاً :۔ روز و شب ، دوست و احباب ، شاہ و گدا وغیرہ ۔

پھر : 'پھر' کا حرف بھی وصل کے لیے آتا ہے لیکن اس میں ایک ترتیب پائی جاتی ہے ۔ مثلاً : آگ لگی پھر بجھ گئی ، کام کر کے پھر کھانا کھایا ۔

۲ : حروفِ تردید :

دو چیزوں کے اجتماع کو رد کرنے یا دو میں سے ایک کے تعیّن کے لیے آتا ہے یعنی دونوں لفظوں یا جملوں میں سے کوئی ایک مراد ہو ۔ یا ، خواہ ، نہ ، چاہو ، کہ ، یا تو ، چاہے وغیرہ حروفِ تردید ہیں ۔ مثلاً :۔ تم مانو یا نہ مانو ہمیں اس سے کیا ۔ تم آؤ یا وہ آئے ہمارے لیے سب برابر ہیں ۔

چند حروفِ تردید کا استعمال

خواہ ، چاہے ، یا ، یا تو ، نہ ، کہ :۔

خواہ فارسی لفظ خواستن سے مشتق ہے جس کے معنی چاہنا کے ہیں خواہ عام طور پر ان دو فقرات میں استعمال ہوتا ہے جب دو امکانات کا ذکر ہو لیکن نتیجہ ایک ہو مثلاً :۔ خواہ اسکول جاؤ خواہ مسجد علم ہی حاصل کرنا ہے ۔ خواہ مساوات کے لیے بھی آتا ہے ۔ مثلاً :۔ خواہ یہ لو خواہ وہ لو ۔

اردو میں چاہے بھی انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً :۔ چاہو کھاؤ چاہو نہ کھاؤ۔ چاہے بھی حرفِ تردید ہے مثلاً :۔ چاہے جاؤ چاہے رہو۔ یا بھی حروفِ تردید کے لیے آتا ہے' یہ حرف عموماً دو چیزوں کے اجتماع کو رد کرنے اور دو میں سے ایک کے تعین کے لیے آتا ہے مثلاً :۔ یہ جھوٹ ہے یا سچ خدا بہتر جانتا ہے۔ یا تو بھی حرفِ تردید ہے مثلاً :۔ یا تو تم آدابِ محفل سے آشنا ہو یا محفل میں مت بیٹھو۔ اس فقرے میں یا تو اور یا دونوں حروفِ تردید ہیں۔ نہ کا استعمال حرفِ تردید کی حیثیت سے کچھ اس طرح ہے۔ مثلاً :۔ نہ وہ آیا اور نہ تم۔

۳ : حروفِ استدراک :

استدراک کے معنی شبہ کا تدارک کرنا۔ جب پہلے جملے میں کسی طرح کا شک و شبہ پایا جائے تو دوسرے جملے میں جن الفاظ کو لا کر اُس شبے کو دور کیا جاتا ہے وہ حروفِ استدراک ہیں۔ مگر، مگر ہاں، پر، پہ، لیکن، البتہ اور سو حروفِ استدراک ہیں۔

چند حروفِ استدراک کا استعمال

مثالیں :۔

۱ : میں نے اسے بہت سمجھایا مگر اُس نے میری ایک نہ مانی۔

۲ : بات تو ٹھیک ہے پر وہ مانتا نہیں۔

۳ : محنت تو بہت کی ہے لیکن پاس ہونے کی اُمید کم ہے۔

۴ : میں نے یوں نہیں کہا البتہ یوں کہا تھا۔

۵ : ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں سو وہ بھی نہ ہوا۔

۴ ۔ حروفِ استثنا :

وہ حروف ہیں جو ایک لفظ یا جملے کو دوسرے لفظ یا جملے سے علیحدہ کرتے ہیں۔ اِلّا، مگر، سوا، جز، علاوہ، لیکن اور بغیر حروفِ استثنا ہیں۔

چند حروفِ استثنا کا استعمال

مگر : مثلاً :۔ سب لوگ موجود تھے مگر تم نہ تھے۔

سوا : مثلاً :- تمھارے سوا سب لوگ اس خبر سے خوش ہیں۔

بجز : یہ لفظ فارسی ہے اور عام طور پر اس کا استعمال نظم میں ہوتا ہے بجز کی جگہ بجز بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً:-

۱ : بجز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار

۲ : بجز میرے گھر پر کوئی موجود نہیں۔

۵۔ حروفِ شرط و جزا :

جو حروف شرط کے موقع پر بولے جائیں، انھیں حروف شرط کہتے ہیں۔ حروف شرط آنے کے باوجود جملہ کو مکمل کرنے کے لیے ایک اور حرف کی ضرورت پڑتی ہے جو پہلے جملے کو دوسرے جملے سے ملاتے۔ اس طرح ملنے والا دُوسرا جملہ جزا کہلاتا ہے جن حروف سے جزا یا نتیجہ کے معنی پیدا ہوں وہ حروف جزا کہلاتے ہیں۔ مثلاً :- اگر محنت کرو گے تو کامیاب ہوگے۔ اِس جملے میں کامیاب ہونا مشروط ہے محنت کرنے پر، اگر اس جملے میں حرف شرط ہے اور تو حرفِ جزا ہے۔ اگر، جو، اگرچہ، جب تک اور چونکہ حروف شرط ہیں۔ تو، سو، تب، اور، اس لیے حروف جزا ہیں

۶۔ **حروفِ علّت** : وہ حروف جو کسی امر کا سبب ظاہر کریں حروف علت کہلاتے ہیں۔ کیونکہ، اس لیے کہ، اس واسطے کہ، کہ، تاکہ، تا، چونکہ اور بنا بریں حروفِ علّت ہیں۔

چند حروفِ علّت کا استعمال

مثالیں :-

۱ : میں نہیں آسکتی کیونکہ میں مصروف ہوں۔

۲ : محنت کرو اس لیے کہ محنت میں برکت ہے۔

۳ : میں تمھیں مزید رقم نہیں دونگا۔ اس واسطے کہ تم خود محنت کرکے کمانے کی عادت ڈالو۔

۴ : چونکہ خدا کو یہ منظور نہ تھا اس لیے نہیں ہوا۔

۷ ۔ حروفِ بیانیہ : وہ حروف ہیں جو مفہوم واضح کرنے کے لیے دو جملوں کے درمیان استعمال ہوتے ہیں۔ ان حروف کے بغیر کلام پھیکا سا ہوتا ہے، حروف بیانیہ کے طور پر عموماً کہ آتا ہے۔ مثلاً : تمھیں کتنی بار کہا ہے کہ مجھے پڑھنے دو۔ بعض اوقات لفظ یعنی بھی حرفِ بیان کا کام دیتا ہے۔ یعنی کے ملا کر بھی حرف بیان کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً :۔ اس کا مطلب یعنی کہ تم نہیں آؤ گے۔

حروفِ تخصیص

حروفِ تخصیص ایسے حروف کو کہتے ہیں جو کسی اسم یا فعل یا ضمیر کے ساتھ آ کر ان کے معنی میں ایک قسم کی خصوصیت پیدا کر دیتے ہیں وہ حروف یہ ہیں : ہی، تو، بھی، سہی، ہر، ہر ایک، محض، اکیلا، تنہا، بس، تنہا، زرا اور فقط وغیرہ۔

چند حروفِ تخصیص کا استعمال

ہی : نثر میں ہی فاعل اور علامتِ فاعل اور مفعول اور علامت مفعول اور مجرور اور ربار کے بیچ میں آتا ہے مثلاً : تم ہی نے تو بتایا تھا۔ کبھی دو منفی جملوں میں بھی ہی استعمال کیا جاتا ہے مثلاً : نہ علی ہی آیا نہ حیدر۔

تو : مثالیں

۱ : آپ تو شروع کریں اگر کوئی نہیں آیا تو کیا ہُوا۔

۲ : آپ بھی آئیں اور لوگ تو آئیں گے ہی۔

سہی، بھی، محض، اکیلا، بس، زرا

مثالیں :۔

۱ : تم لاؤ سہی پھر دیکھیں گے۔

۲ : تمھیں بھی انصاف سے کام لینا چاہیے۔

۳ : محض آپ کی موجودگی کافی نہیں۔

۴ : میں وہاں اکیلا پاکستانی تھا۔

۵ : بس وہ آنا ہی ہوگا۔

۶ : خالد نرا جاہل آدمی ہے۔

حروفِ فجائیہ

ایسے حروف جو جوش و جذبہ کی شدت، حسرت و تاسف، خوشی و غم، نفرت و تحسین، تاکید و تنبیہہ کے موقع پر بے تحاشا زبان سے نکل جاتے ہیں حروف فجائیہ کہلاتے ہیں۔

حروفِ فجائیہ کی اقسام

حروفِ ندا : وہ حروف جو پکارنے کے لیے بولے جاتے ہیں۔ مثلاً:

یا اللہ، اے خدا، ارے احمق، ارے میاں، اماں سنو تو سہی، اماں یار کہاں تھے؛ چند حروفِ ندا حسبِ ذیل ہیں:

یا، اے، او، ابے، ارے، اجی، اماں۔

اے اور یا کے سوا باقی سب حروف خلافِ تہذیب سمجھے جاتے ہیں اور فصحا خلافِ تہذیب حروف کم بولتے ہیں۔ بعض اوقات اسم کے آگے "الف" کا اضافہ کر کے بھی حروفِ ندا کا کام لیتے ہیں۔ مثلاً: خدایا۔

۲ ۔ حرفِ تاسف :

یہ فجائیہ حروفِ تاسف افسوس، حسرت اور رنج کا اظہار کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ عام طور پر اردو میں استعمال ہونے والے حروفِ تاسف حسبِ ذیل ہیں۔ اُف، ہائے، آہ، افسوس، وائے، صد افسوس، حیف، ہائے رے۔

چند حروفِ تاسف کا استعمال

مثالیں

۱ : ہائے اللہ یہ کیسے گرا؟

۲ : آہ وہ بھی کیا دن تھے۔ آہ وہ جرأت فریاد کہاں۔

۳ : افسوس میں تمہاری مدد نہ کر سکا۔

۴ : ؎ وائے قسمت وہ ہمارے عقدہ مطلب بنے (ذوق)

۵ : ؎ وہ دشمن اپنا ہو گیا سو وائے مال و جاہ حیف (حالی)

۳۔ حروفِ تحسین و آفریں :

وہ حروف جو تعریف کے مقام پر مُنہ سے نکلتے ہیں تحسین و آفریں کے حروف کہلاتے ہیں۔ جیسے آفریں، شاباش، خوب، بہت خوب، مرحبا، واہ وا، واہ، کیا کہنا، چشم بد دور، واہ رے اور جزاک اللہ وغیرہ

۴۔ حروفِ نفرین و مذمت :

یہ حروف فجائیہ نفرت، مذمت اور پھٹکار کے موقع پر بولے جاتے ہیں اردو میں چند مشہور حروف نفریں و مذمت حسب ذیل ہیں: لعنت، تھُو، دُر دُر، چھی، ہشت، اُف، استغفر اللہ، نعوذ باللہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۵۔ حروفِ تعجب :

وہ حروف جو کسی عجیب چیز یا عجیب واقعہ کو دیکھ کر خوشی کی حالت میں بے اختیار زبان سے نکلتے ہیں۔ جیسے: اللہ اللہ رے۔ اللہ اکبر، اوہو، آہا، سبحان اللہ، اُف رے۔

۶: حرف انبساط :

وہ حروف جو خوشی کے موقع میں زبان پر آجاتے ہیں۔ ا ہا ہا۔ واہ، سبحان اللہ۔ اہو ہو۔ اخاہ اور واہ واہ وغیرہ

۷: حروفِ تنبیہ :

وہ حروف جو تنبیہ یا خبردار کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں جیسے: خبردار، ہیں، ہوں، دیکھو، دیکھنا۔

مشق

۱: حروف کی جملہ اقسام تحریر کریں اور حروفِ جار کا محل استعمال بیان کریں۔

۲: حروفِ عطف کی تعریف کریں اور اس کی اقسام بیان کریں۔

۳: کوئی سے پانچ حروفِ نفرین و مذمت تحریر کریں۔

۴: کوئی سے چار حروفِ تاسف کو جملوں میں استعمال کریں۔

باب

مشتق اور مرکب الفاظ

(سابقے لاحقے)

اُردو زبان کی ایک بڑی خصوصیت اشتقاق ہے۔ یعنی ایک لفظ سے کئی دُوسرے لفظ بنائے جا سکتے ہیں۔ اس اشتقاق کے بہت سے طریقے ہیں جن میں سے ایک سابقوں اور لاحقوں کا استعمال ہے۔

سابقوں لاحقوں کی تعریف

سابقے :

وہ علامتیں، حروف یا الفاظ کسی دُوسرے مُفرد لفظ یا کلمے کے پہلے آکر ایک نیا لفظ یا ایک نیا کلمہ بنا لیتے ہیں، سابقے کہلاتے ہیں۔ سابقے کی دو قسمیں ہوتی ہیں بے معنی اور با معنی سابقے۔ بے معنی سابقے اپنے معنی اس وقت دیتے ہیں جب کسی لفظ یا کلمے کے ساتھ بطور سابقہ استعمال ہوں۔ اکیلے یہ اپنے کوئی معنی نہیں رکھتے جیسے 'الف' کے الگ کوئی معنی نہیں لیکن کسی کلمہ کے ساتھ مل کر معنی پیدا کرتا ہے۔ مثلاً :۔ اٹل، اچھوت اور اکارت وغیرہ۔

سابقے کی دوسری قسم با معنی سابقے ہیں۔ یعنی جن کے اپنے مستقل معنی بھی ہوتے ہیں اور بطور سابقوں کے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جب با معنی سابقے کی مدد سے کوئی نئے الفاظ یا کلمے بنتے ہیں تو یہ مشتق الفاظ، مرکب الفاظ یا کلمات

کہلاتے ہیں۔

لاحقے :

وہ علامتیں، حروف یا الفاظ جو کسی لفظ یا کلمہ کے بعد آکر ایک نیا لفظ یا ایک نیا کلمہ بنا دیتے ہیں، لاحقے کہلاتے ہیں، مثلاً:۔ دان سے قلمدان، قدردان، نمک دان سابقے کی طرح لاحقے بھی بے معنی اور بامعنی ہوتے ہیں۔ بے معنی سابقوں یا لاحقوں کو تابع الفاظ کہتے ہیں اور بامعنی کو مرکب الفاظ کہتے ہیں۔

چند سابقوں کا استعمال

سابقہ	استعمال	معنی
اَ	الگ، اٹل، اچھوت، اکارت، امر، اکھنڈ	نفی
از	ازحد، ازغیب	سے
اَن	اَن پڑھ، ان گنت، انجان، اناڑی، ان دیکھا، اَن مول	نفی
با	باخبر، باضابطہ، بااثر، باوفا، باوقار، باتمیز، باوجود،	ساتھ والا
	بامعنی، باعزت	..
بے	بے زبان، بے اختیار، بے سہارا، بے باک۔	بغیر
پس	پس انداز، پس پا، پس ماندہ، پس منظر۔	پیچھے
تہ	تہ بند، تہ تیغ، تہ خانہ، تہ و بالا۔	نیچے
چو	چوکور، چوراہا، چوپایہ۔	چار
خر	خرگوش، خربوزہ، خرمن۔	بڑا
در	درپردہ، درکار، درپے، درپیش، درآمد۔	اندر
ذو	ذوالفقار، ذوالجلال، ذوالنورین، ذومعنی۔	والا
زبر	زبردست۔	اوپر
زیر	زیر بار۔	نیچے

معنی	استعمال	سابقہ
اوپر	سرور، سردار، سرپوش، سرپرست۔	سر
بڑا	شہتیر، شہنشاہ، شہ رگ، شہ باز۔	شہ
مالک بر صوف	صاحب اختیار، صاحب دولت، صاحب کرامت۔	صاحب
پھول	گلفام، گلبدن، گلدان، گل قند۔	گل
نفی	لاوارث، لازوال، لاعلاج، لاچار۔	لا
نفی	نامناسب، نالائق، ناممکن، نادار، ناامید، ناروا۔	نا
ہر ایک	ہردل عزیز، ہرکارہ، ہرکوئی۔	ہر
برابر	ہم آغوش، ہم پلہ، ہم پیالہ، ہم ذات۔	ہم
ایک	یک جان، یک سو، یک طرفہ، یک مشت، یک جا، یکبار	یک

چند لاحقوں کا استعمال

معنی	استعمال	لاحقہ
عربی علامت وصف	روحانی، جسمانی، حمزانی، ظلمانی۔	انی
بند	پابند، دل بند، نظربند، ازاربند، شہربند۔	بند
اٹھانا	علم بردار، فرمانبردار، نازبردار۔	بردار
پہننا	سرپوش، پلنگ پوش، میزپوش۔	پوش
بھتات	زرخیز، نوخیز، مردم خیز۔	خیز
جاننا	قدردان، حساب دان، جغرافیہ دان۔	دان
ظرف مکاں کے معنوں میں	مےکدہ، ماتم کدہ، نعمت کدہ، دولت کدہ۔	کدہ
اسم فاعل کے معنوں میں	مددگار، خدمت گار، پرہیزگار، پروردگار۔	گار
”	ستم گر، کاریگر، سوداگر، بازی گر۔	گر
”	ضرورت مند، دولت مند، آرزومند	مند
والا	شہریار، ہوشیار۔	یار

باب ۹

علم نحو اور ترکیب نحوی

نحو وہ علم ہے جس سے اجزائے کلام کو ترتیب و ترکیب دینے کا طریقہ آتا ہے اور کلمات کے ربط اور باہمی تعلق کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لکھنے والا درست لکھے اور بولنے والا صحیح بولے۔ علم نحو تحریر و تقریر میں غلطیوں کے امکان کو ختم کرتا ہے۔ اس کا موضوع کلام ہے۔

کلام یا مرکب :

کلام کے معنی ہیں بات چیت یا گفتگو۔ منہ سے نکلی ہوئی بات یا قلم سے لکھے ہوئے جملے یا فقرے کو کلام کہتے ہیں۔ کلام وہ مرکب ہے جو دو یا دو سے زیادہ کلموں سے بنا ہو۔ مثلاً: "کھانا" ایک کلمہ ہے جسے کلمہ مفرد کہتے ہیں اگر بات مکمل کرنے کے لیے ایک کلمہ "کھاؤ" ساتھ ملایا، تو دونوں کے ملنے سے بات بن گئی۔ یعنی جب دو یا دو سے زیادہ کلمات ترکیب پائیں تو اس کو کلام یا مرکب کہتے ہیں۔

کلام کی اقسام

اردو قواعد کی رُو سے کلام کی دو اقسام ہیں،

کلام ناقص ——— کلام تام

کلام ناقص :

جب دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا مجموعہ سننے یا پڑھنے والے کو پورا پورا مفہوم ادا نہ کرے تو اسے کلام ناقص کہتے ہیں۔ مثلاً : سفید کپڑا ، دو سو چالیس ،

میری کتاب۔ ان کلمات سے پورا مفہوم واضح نہیں ہو رہا۔ ایسے کلام کو مرکب ناقص کہتے ہیں اور وہ ہمیشہ جزوِ جملہ ہوتا ہے کیونکہ قاری یا سننے والا پورا مطلب جاننے کے لیے منتظر رہتا ہے۔

مرکّب ناقص کی اقسام

(۱) مرکّب اضافی:

جب دو اسم آپس میں ملیں اور ان میں ایک ادھورا سا تعلق یا لگاؤ پیدا ہو جائے تو ایسے تعلق کو اضافت کہتے ہیں۔ جس اسم کا دوسرے کے ساتھ تعلق ظاہر کیا جائے اس کو مضاف کہتے ہیں اور جس اسم کے ساتھ ظاہر کیا جائے اس کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ اور ان دونوں کے مجموعے کو مرکّب اضافی کہتے ہیں۔ مثلاً:۔ حیدر کی سائیکل۔ اس جملے میں سائیکل مضاف ہے اور حیدر مضاف الیہ۔ اردو میں مضاف الیہ پہلے اور مضاف بعد میں آتا ہے۔ جبکہ عربی اور فارسی میں مضاف الیہ بعد میں آتا ہے۔ مثلاً:۔ شاعرِ مشرق، بیت المقدس۔ مضاف اور مضاف الیہ کو پہچاننے کی بڑی علامت یہ ہے کہ سوال میں جس اسم کے ساتھ کس کا، کن کا اور ان الفاظ کے مطلوبہ صیغے آئیں وہ مضاف ہے اور جو اسم اس کے جواب میں واقع ہو وہ مضاف الیہ۔ مثلاً:۔ کس کا مکان؟ تو جواب ہوگا عابد کا مکان۔ اس جملے میں مکان مضاف اور عابد مضاف الیہ ہے۔

(۲) مرکّب توصیفی:

جب دو اسم مل کر ایک موصوف اور دوسرا صفت ہو تو مجموعے کو مرکّب توصیفی کہتے ہیں اردو میں صفت پہلے آتی ہے اور موصوف بعد میں جبکہ فارسی اور عربی میں موصوف پہلے آتا ہے اور صفات بعد میں۔ نیز موصوف کے نیچے زیر لگاتے ہیں۔ مثلاً:۔ مردِ مومن۔

(۳) مرکّب عددی:

مرکب عددی عدد اور معدود سے مل کر بنتا ہے مثلاً:۔ ایک اللہ۔ چھ سال۔

چودہ کتابیں۔ مرکب عددی میں عدد پہلے آتا ہے اور معدود بعد میں۔ عدد وہ کلمہ ہے جو کسی چیز کی تعداد کو ظاہر کرے اور جس چیز کی تعداد ظاہر کی جاتے وہ معدود ہے۔

(۴) مرکّب عطفی :

وہ مرکب جو معطوف الیہ اور معطوف اور حرف عطف (و ؍ اور) سے مل کر بنے مرکب عطفی کہلاتا ہے۔ مثلاً:۔ صبح و شام۔ زمین و آسمان۔ فصاحت و بلاغت۔ حیدر اور علی۔ مذکورہ بالا مثالوں میں صبح، زمین، فصاحت اور حیدر معطوف علیہ ہیں اور شام، آسمان، بلاغت اور علی معطوف ہیں۔ معطوف علیہ اور معطوف کو ملانے والے حرف کو حرف عطف کہتے ہیں۔ مرکب عطف میں حرف عطف سے پہلے آنے والے اسم کو معطوف علیہ اور بعد میں آنے والے اسم کو معطوف کہتے ہیں۔

(۵) مرکّب ظرفی :

وہ مرکب جو ظرف اور مظروف سے مل کر بنے، مرکب ظرفی کہلاتا ہے۔ مثلاً:۔ قلم دان، آتش کدہ، گل دان، باورچی خانہ۔ ان مرکبات میں قلم، آتش، گل، باورچی مظروف ہیں اور دان، کدہ، دان اور خانہ ظرف ہیں۔

(۶) مرکّب امتزاجی :

جب دو یا دو سے زیادہ اسم مل کر ایک اسم ہو جائیں تو ایسے مرکب کو مرکب امتزاجی کہتے ہیں۔ مثلاً:۔ بابا بُلّھے شاہ، علی احمد جعفری، سبزی منڈی، اسلام آباد وغیرہ یہ تمام مرکبات دو یا دو سے زیادہ اسموں کا مجموعہ ہیں۔

(۷) بدل و مبدل منہ یا مرکّب بدلی :

وہ مرکب ہے جو بدل اور مبدل منہ سے مل کر بنے۔ مقصود بالذات کو بدل کہتے ہیں اور دوسرے لفظ جو صرف ابہام ہوتا ہے اور اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی مبدل منہ کہتے ہیں جس کی بدل توضیح کرتا ہے۔ مثلاً:۔ عامر کا بھائی حسین آیا۔ اس جملے میں حسین سے وضاحت نہیں ہوتی کہ کون سا حسین مراد ہے۔ اس لیے عامر کا بھائی کہنے سے بات کھل کر

سامنے آگئی۔ اس لیے عامر کا بھائی جو مقصود بالذات ہے بدل ہے اور حسین مبدل منہ۔

۸) تابع مہمل :

مہمل کے معنی بے معنی کے ہیں۔ اردو میں بہت سے الفاظ کے ساتھ ایک زائد لفظ بولا جاتا ہے جو بے معنی ہوتا ہے۔ ایسے لفظ کو تابع مہمل کہتے ہیں۔ مثلاً ٹال مٹول پانی وانی، کوڑ کھڑ را، لمبا تڑنگا۔ تابع مہمل جس لفظ سے پہلے آتا ہے اُس کو متبوع کہتے ہیں۔

۹) تابع موضوع :

ایسا مرکب جس میں ایک بامعنی لفظ کے ساتھ ایک اور بامعنی لفظ لگا دیا جائے تابع موضوع کہلاتا ہے مثلاً:۔ رونا دھونا، چال ڈھال، کرنا کرانا۔ ان مرکبات میں ساتھ آنے والا دوسرا ہر لفظ اگر جُدا جُدا دیکھا جائے تو اپنے اندر ایک خاص معنی رکھتا ہے لیکن دوسرے لفظ کے ساتھ مل کر اپنے اصل معنی کھو بیٹھا ہے۔

۲۔ کلام تام

وہ مرکب ہے جس سے سُننے والے کو پُورا فائدہ حاصل ہو یعنی اُسے معلوم ہو جائے کہ کہنے والا کیا خبر دیتا ہے یا کیا کہتا ہے۔ مثلاً:۔ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ امجد سے کہو نماز پڑھ لے۔ اُوپر دی گئی ہر مثال چند الفاظ کا ایسا مرکب ہے جس کے پڑھنے یا سُننے سے پورا مطلب سمجھ آ جاتا ہے۔ اس لیے ان مرکبات کو مرکب مُفید، کلام تام یا جملہ کہتے ہیں۔

جملہ کی اقسام (بلحاظ صورت)

۱۔ مفرد جملہ ———— ۲۔ مرکب جملہ

۱) مُفرد جملہ : مفرد جملے میں صرف ایک مبتدا ہوتا ہے اور ایک خبر ایسے جملے میں صرف ایک فعل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ دُوسرا جملہ نہیں آتا۔ مثلاً:۔ عامر آیا ہے، عمران پڑھ رہا ہے۔ پہلے جملے میں عامر مبتدا ہے اور آیا ہے، خبر۔

۲) مرکب جملہ : جب دو یا دو سے زیادہ مفرد جملے مل کر ایک مفہوم یا خیال کو

ادا کریں تو ایسے جملے کو مرکب جملہ کہتے ہیں۔ مثلاً: تم جاؤ میں کھانا کھا کر آتا ہوں۔ اس جملے میں ایک سے زیادہ فعل ہیں اس لیے یہ جملہ مرکب کہلائے گا۔

مرکّب جملے کی اقسام

۱۔ مطلق جملہ ——— ۲۔ ملتف جملہ

(۱) مطلق جملہ :

جب کسی جملے میں ہر مفرد جملہ جُدا گانہ حیثیت کا مالک ہو اور اپنے معنوں کے لیے ایک دوسرے کا محتاج نہ ہو تو ایسا مرکب جملہ مطلق کہلاتا ہے۔ مثلاً: وہ دن کو سوتا ہے اور رات کو جاگتا ہے۔ یہ مرکّب جملہ مطلق ہے کیونکہ اس میں دو مفرد جملے ہیں جن کے درمیان میں حروفِ عطف "اور" آیا ہے جو ان دونوں کو ملاتا ہے یہ دونوں جملے برابر کی حیثیت رکھتے ہیں اور معنوں کے لیے ایک جملہ دوسرے کا محتاج نہیں۔

(۲) ملتف جملہ

ایسا مرکب جملہ جس میں ایک جملہ اصل ہو اور باقی جملے اس کے ماتحت ہوتے ہیں مرکب ملتف جملہ کہلاتا ہے۔ مثلاً: ۔ وہ لڑکا جو کل ملا تھا بہت اچھا کھلاڑی ہے' یہ مرکب ملتف جملہ ہے۔ اس میں اصل جملہ ہے' وہ لڑکا بہت اچھا کھلاڑی ہے۔ اور تابع جملہ ہے' جو کل ملا تھا' پوری بات کو سمجھنے کے لیے دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

ملتف جملہ، مطلق جملے سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ مطلق جملے میں ہر جملہ آزاد ہوتا ہے اور اپنے پورے معنی رکھتا ہے۔ ملتف جملے میں ایک خاص جملہ ہوتا ہے اور باقی جملے اس کے تابع ہوتے ہیں۔ اور جب تک یہ خاص جملے کے ساتھ ملا کر نہ پڑھے جائیں اس وقت تک باقاعدہ مفہوم سمجھ میں نہیں آتا۔

جملے کی اقسام (معنوی لحاظ سے)

۱۔ جملہ خبریہ ——— ۲۔ جملہ انشائیہ

(۱) جملہ خبریہ :

جملہ خبریہ وہ ہے جو کسی واقعہ یا حالت کی خبر دے۔ واقعہ یا حالت کی خبر سچ

بھی ہو سکتی ہے اور جھوٹ بھی مثلاً:۔ تمینہ آئی تھی۔ عذرا محنت نہیں کرتی۔ صادقہ کام پر گئی ہے۔ یہ تمام جملے کسی بات کی خبر دیتے ہیں۔

جملہ خبریہ کی اقسام

جملہ اسمیہ ــــــــــ جملہ فعلیہ

۱۔ **جملہ اسمیہ :** جملہ اسمیہ میں مسند اور مسند الیہ دونوں اسم ہوتے ہیں۔ مثلاً:۔ خدا رحیم ہے، اکرم نیک دل ہے، حامد بیمار ہے، ان جملوں میں خدا، اکرم، حامد مسند الیہ ہیں جبکہ رحیم، نیک دل اور بیمار مسند ہیں۔ مسند اور مسند الیہ کے علاوہ جملہ اسمیہ میں ایک فعل بھی ہوتا ہے لیکن یہ فعل تام نہیں ہوتا بلکہ فعل ناقص ہوتا ہے۔ مسند الیہ کو اسم یا مبتدا کہتے ہیں اور مسند کو خبر کہا جاتا ہے اس طرح جملہ اسمیہ کے تین جزو ہوتے ہیں۔ (۱) اسم (مبتدا) (۲) خبر (۳) فعل ناقص

۲۔ **جملہ فعلیہ :** جملہ فعلیہ وہ ہے جو کم از کم فعل تام اور فاعل سے بنا ہو، یعنی ایسا جملہ جس میں فاعل مسند الیہ ہوتا ہے اور فعل تام مسند ہو، جملہ فعلیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً: شہناز اسکول جاتی ہے، جمیل سو رہا ہے، جاوید پڑھ رہا ہے۔

جملہ فعلیہ میں اگر فعل لازم ہو تو فعل اور فاعل مل کر مکمل جملہ بنا دیتے ہیں لیکن اگر فعل متعدی ہو تو مفعول کا ہونا بھی ضروری ہے جیسے کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہے اس طرح جملہ فعلیہ کے بھی تین جزو ہیں لیکن وہ جملہ اسمیہ سے مختلف ہیں۔

۱۔ فاعل ۲۔ فعل ۳۔ مفعول

(۲) جملہ انشائیہ :

معنوی لحاظ سے جملہ کی دوسری قسم جملہ انشائیہ ہے۔ وہ جملہ ہے جس سے کسی قسم کی خبر نہ ملے بلکہ اس جملے میں استفہام، دعا، تحسین، امر نیز فجائیہ صورتیں پائی جائیں اس جملے میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوتی اور ایسے جملوں کو سچا یا جھوٹا نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً:۔ خدا تمہیں نیک کام کا اجر دے، کاش! تم بھی میرے ساتھ چلتے۔

جملہ انشائیہ کی اقسام

۱: **ندا** : وہ جملہ جس میں حرفِ ندا کا استعمال ہو یعنی کسی کو پکارنے کے لیے کوئی حرفِ ندا موجود ہو، جملہ ندا کہلاتا ہے۔ مثلاً:- یا اللہ تو ہی ہمارا مالک ہے۔ اے بہادر قوم کے نوجوانو ہمّت کرو۔

۲: **قسم** :- مثلاً: خدا کی قسم میں نے اُسے نہیں دیکھا۔

۳: **عرض** : جس جملے میں کسی سے درخواست کی جائے مثلاً:- مہربانی کر کے مجھے بھی تھوڑی سی جگہ دے دیں۔

۴: **تنبیہ** : وہ جملہ جس میں خبردار کرنے یا تنبیہ کرنے کا عنصر موجود ہو جملہ تنبیہ کہلاتا ہے مثلاً:- خبردار آئندہ چوری مت کرنا، ہوں یہ کیا کرتے ہو۔

۵: **تاسف** : وہ جملہ جس میں افسوس کے معنی پائے جائیں۔ اے تجھیں چوٹ تو نہیں لگی۔ آہ بیچارہ جوانی ہی میں مرگیا۔ افسوس تو یہ ہے کہ تم میرے کسی کام نہ آسکے۔

۶: **تحسین** : وہ جملے جو تعریف کے لیے منہ سے نکلتے ہیں مثلاً:- سبحان اللہ کیا خوبصورت بچہ ہے۔ شاباش! آئندہ بھی ہمیشہ محنت کرنا۔ مرحبا! کیا خوب معرکہ مارا ہے آپ نے۔

۷: **تعجب** : کسی عجیب چیز کو دیکھ کر جب کسی جملے کا اظہار کیا جاتا ہے تو اسے جملہ تعجبیہ کہتے ہیں۔ ارے آپ کب آئے؟ ایا آج تو جید بھی موجود ہے۔

۸: **انبساط** : وہ جملہ ہے جو کسی خوشی کے اظہار کے معنی رکھتا ہے مثلاً:- واہ سبحان اللہ کیا خوبصورت منظر ہے۔

۹: **امر** : جس جملے میں حکم دینے کا مفہوم پایا جائے۔ مثلاً:- جلدی کرو۔ میرے ساتھ چلو۔ اپنا کام ختم کرو۔

۱۰: **نہی** : جیسے مت کھاؤ، نہ دیکھو، مت رکھو، مت رکو۔

۱۱: **استفہام** : وہ جملہ جس میں کسی چیز کے پوچھنے یا معلوم کرنے کے معنی پائے

جائیں جملہ استفہام کہلاتے ہیں۔ مثلاً:۔ کہاں سے آ رہے ہو؟ یہاں کون بیٹھا تھا؟

۱۲: **تمنا**: وہ جملہ جس میں آرزو کے معنی پائے جائیں۔ مثلاً:۔ کاش میں امتحان میں پاس ہو جاتا۔

ترکیب نحوی

قواعد کے رُو سے کسی جملے کے اجزا کے تجزیہ کرنے کا نام ترکیب نحوی ہے۔ ترکیب نحوی میں ہمیں بتانا پڑتا ہے کہ جملے کے اجزا کون کون سے ہیں اور کس قسم کے ہیں اور یہ سب اجزا مل کر کس قسم کا جملہ بناتے ہیں۔ اس میں کسی بھی جملے کے تمام الفاظ کو الگ الگ کر کے ان کے باہمی تعلقات کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ پھر اس تجزیہ کا نتیجہ چند اصولوں کی روشنی میں مرتب کر لیا جاتا ہے۔

ترکیب نحوی کے اصول

۱: سب سے پہلے جملے کی حیثیت صورت کے اعتبار سے معلوم کریں کہ یہ جملہ مفرد ہے یا مرکب۔

۲: صورت کے اعتبار سے جملے کی حیثیت معلوم کرنے کے بعد معنوی اعتبار سے جملہ کی اقسام کا تجزیہ کریں کہ آیا جملہ خبریہ ہے یا انشائیہ۔ اگر جملہ خبریہ ہے تو یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ جملہ اسمیہ ہے یا فعلیہ اور اگر انشائیہ ہے تو اس کی کون سی قسم ہے۔

۳: ہر جملے کے دو جزو ہوتے ہیں ایک مسند اور دوسرا مسند الیہ۔ جو کچھ کہا جائے اُسے مسند کہتے ہیں اور جس کے متعلق کہا جائے وہ مسند الیہ کہلاتا ہے۔

۴: ہر جملے کے ہر جزو میں چند کلمے ہوتے ہیں۔ اگر کسی جزو میں ایک سے زیادہ کلمے ہوں تو ان کے باہمی تعلق کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

۵: اگر جملے میں فعل ناقص ہے تو یہ جملہ اسمیہ ہوگا اور فعل ناقص معلوم کرنے کے بعد جملے کے باقی دو حصے مبتدا اور خبر معلوم کریں۔

۶: اگر کسی جملہ میں فعل ناقص کے بجائے فعل تام موجود ہے تو یہ جملہ فعلیہ ہوگا۔

تو پھر اس جملے کے فاعل اور مفعول معلوم کریں۔

۷: سب سے پہلے اس کی نثر کریں اُس کے بعد اس جملے کے اجزا معلوم کریں۔

ترکیب نحوی کا طریقہ :

اسم، فعل اور حرف کے مجموعے کو کلام کہتے ہیں۔ کسی جملہ کی ترکیب نحوی کرتے وقت پہلے اس کا فعل دیکھا جاتا ہے کہ فعل ناقص ہے یا فعل لازم یا فعل متعدی۔ فعل معلوم کرنے کے بعد خانہ پُری کی جاتی ہے۔ مثلاً :۔ اگر کسی جملہ میں "تھا" فعل ناقص استعمال ہُوا ہے تو اسے یُوں لکھیں گے۔

تھا .... فعل ناقص

اگر فعل لازم ہو تو یُوں لکھو۔

آیا .... فعل لازم (فعل تام)

اگر فعل متعدی ہے تو یوں لکھیں۔

پکائی ...... فعل متعدّی

جب خانہ پُری کر لی جاتے تو پھر دیکھا جاتا ہے کہ جملے میں اسم کا کیا مقام ہے اگر جملے میں فعل لازم ہے تو اس میں صرف فاعل ہوتا ہے مثلاً۔ حمید رویا۔ لیکن اگر فعل متعدی ہے تو فاعل اور مفعول دونوں ہوتے ہیں۔ مثلاً :۔ خالدہ نے روٹی پکائی۔

ترکیب کی مثالیں

(۱) رشید کی بہن بیمار ہے۔

ہے	فعل ناقص		جملہ اسمیہ خبریہ
رشید	مضاف الیہ	مبتدا	
کی	حرف اضافت		
بہن	مضاف		
بیمار		خبر	

(۲) یہ تین لڑکیاں بادشاہ کی بیٹیاں ہیں

ہیں			فعل ناقص
یہ		اسم اشارہ	مبتدا
تین	اسم		
لڑکیاں	معدود	مشارٌ الیہ	
بادشاہ	......	مضاف الیہ	خبر
کی	......	حرف اضافت	
بیٹیاں		اضافت	

جملہ اسمیہ خبریہ

(۳) وہ جوان محنتی نہیں تھا

نہیں تھا	..	..	فعل ناقص
وہ	..	اسم اشارہ	مبتدا
جوان	..	مشارٌ الیہ	
محنتی	..	..	خبر

جملہ اسمیہ

(۴) ثمینہ تصویر بناتی ہے

بناتی ہے	..	..	فعل متعدی
ثمینہ	..	..	فاعل
تصویر			مفعول

جملہ فعلیہ خبریہ

(۵) آپ خیریت سے تھے؟

تھے	فعل ناقص
آپ	مبتدا
خیریت سے	خبر

جملہ مفرد انشائیہ

(۶) میرے بھائی نوید نے سستی سی قمیض دکان سے خریدی

خریدی			فعل	جملہ فعلیہ
میرے	مضاف الیہ	بدل	فاعل	
بھائی	مضاف			
نوید	مبدل منہ			
نے	علامتِ فاعل			
سستی سی	صفت		مفعول	
قمیض	موصوف			
سے	جار		متعلق فعل	
دکان	مجرور			

مشق

۱۔ علم نحو کی تعریف بیان کریں اور مقصد بیان کریں۔

۲۔ کلام کی تعریف مثالوں کے ساتھ بیان کریں نیز قواعد کی رُو سے اس کی اقسام تحریر کریں۔

۳۔ مرکب ناقص کی اقسام مثالوں کی مدد سے واضح طور پہ بیان کریں۔

۴۔ کلامِ تام سے کیا مراد ہے۔ بلحاظ صورت اس کی اقسام بیان کریں۔

۵۔ معنوں کے لحاظ سے جملے کی اقسام بیان کریں۔

۶۔ جملہ انشائیہ سے کیا مراد ہے؟ نیز جملہ انشائیہ کی تمام اقسام مثالوں کی مدد سے واضح طور پہ بیان کریں۔

۷۔ ترکیب نحوی کے اصول بیان کریں۔

باب

چند اہم اصطلاحات

حرکات و سکنات (اعراب)

جس آواز کے سہارے حروف ادا کیے جاتے ہیں اور جس کے ذریعے سے ایک دوسرے سے ملائے جاتے ہیں اس کو حرکت کہتے ہیں۔ مثلاً:- زبر، زیر اور پیش وغیرہ۔

۱: زبر: اس کی علامت (َ) ہے اور حرف کے اوپر لکھی جاتی ہے عربی میں زبر کو فتح یا فتحہ اور زبر والے حرف کو مفتوح کہتے ہیں۔ مثلاً:- حَرَم میں حؔ اور رؔ مفتوح ہیں۔ یا دَشک میں دؔ مفتوح ہے۔

۲: زیر: زیر کی علامت (ِ) ہے۔ زیر کے معنی نیچے کے ہیں یہ علامت حرف کے نیچے لگائی جاتی ہے۔ زیر کو عربی زبان میں کسر یا کسرہ کہتے ہیں اور زیر والے حرف کو مکسور کہتے ہیں۔ مثلاً:- اِمکان میں الف مکسور ہے۔

۳: پیش: اس کی علامت (ُ) ہے یہ بھی حرف کے اوپر لکھی جاتی ہے اور خفیف واؤ کی آواز دیتا ہے اس کو ضم یا ضمہ کہتے ہیں اور پیش والے حرف کو مضموم کہتے ہیں۔ مثلاً:- اُصُول میں الف اور صؔ مضموم ہیں۔

۴: تشدید: تشدید کی علامت (ّ) ہے حرف کے اوپر لکھی جاتی ہے۔ جب کوئی حرف دو دفعہ لکھنا مقصود ہو تو اُسے دو دفعہ لکھنے کے بجائے صرف ایکبار لکھتے ہیں اور اس پر تشدید کی علامت ڈال دیتے ہیں۔ مثلاً:- مدّت، تحفّظ، تکلّف، اس طرح جو حرف بھی دو دفعہ پڑھا جائے تو اس حالت کو تشدید کہتے ہیں اور جس حرف کے اوپر تشدید آتی ہے مُشدّد کہا جاتا ہے مثلاً:- اخوّت میں واؤ مشدّد ہے۔

۵ - الف ممدودہ : اس کی علامت (ٓ) ہے جب الف کو کھینچ کر بولتے ہیں تو اس وقت اس پر یہ علامت ' ٓ ' لگا دیتے ہیں۔ مثلاً:۔ آزاد ، آتش ، آم ، آلو وغیرہ ۔

۶ - جزم : اس کی علامت (ْ) ہے اور حرف کے اُوپر لکھی جاتی ہے ۔ عربی کی اصطلاح میں جزم کا نام سکون ہے اور جزم والے حرف کا نام ساکن ہے اردو میں ہر لفظ کا آخری حرف ساکن ہوتا ہے۔ مثلاً:۔ گرم ۔ قصور ۔ نفرت ۔ محبت ۔ جس کسی حرف پر کوئی زیر ، زبر ، پیش نہ ہو تو اُسے بھی ساکن کہتے ہیں ۔

تنوین : اس کی علامت (ً ، ٍ ، ٌ) ہے کبھی عربی لفظ کے آخر میں حرف کی حرکت کے بعد نون ساکن لگایا جاتا ہے ۔ یہ نون کتابت میں نہیں آتا بلکہ تلفظ کے ذریعے ادا کیا جاتا ہے اسے دو زبر (ً) دو زیر (ٍ) یا دو پیش (ٌ) کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے۔ تنوین فتح کی صورت میں لفظ کے آخر میں الف بڑھا دیتے ہیں مثلاً:۔ قطعاً ، فوراً ، دفعتاً ، فوقتاً ، یقیناً۔ جس حرف پر تنوین آتی ہے اسے منون کہتے ہیں ۔

رموزِ اوقاف

رموز رمز کی جمع ہے جس کے معنی اشارہ یا علامت کے ہیں اور اوقاف وقف کی جمع ہے جس کے معنی ٹھہرنے یا رُکنے کے ہیں۔ چنانچہ رموزِ اوقاف ان علامتوں کو کہتے ہیں جو ہم پر یہ ظاہر کریں کہ ہمیں کس مقام پر رُکنا ہے اور کتنا رُکنا ہے' ان اوقاف کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ سننے والا ہماری بات کو اچھی طرح سمجھ سکے اور پڑھنے والے کو ہر جملے یا جملے کے ہر جزو کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آ جاتے ۔ تحریر میں ان علامتوں کے ہونے کی وجہ سے نظر کو سکون پہنچتا ہے اور وہ تھکنے نہیں پاتیں اور اس کے ساتھ ساتھ پڑھنے والے کو ٹھہرنے اور سانس لینے کا وقت بھی مل جاتا ہے ۔

علاماتِ اوقاف کا استعمال

ختمہ :

اس کی علامت (ـــ) ہے۔ یہ علامت کسی بھی مکمل جملے کے خاتمے پر لگائی جاتی ہے یہ علامت عبارت کے ایک جملے کو دوسرے جملے سے علیحدہ کرتی ہے جہاں مکمل ٹھہراؤ ہوتا ہے۔ مثلاً :۔ اسٹیشن پر جوان اور بوڑھے سب تھے۔ گاڑی آئی اور چلی گئی۔ جس نے ہمت کی وہ گاڑی میں سوار ہو گیا باقی پیچھے رہ گئے۔ اوپر دی گئی عبارت سے ختمہ کا استعمال اور اس کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

بعض اوقات ختمہ مخففات کے بعد بھی لگاتے ہیں لیکن جب صرف انگریزی مخففات کو اُردو میں لکھنا مقصود ہو۔ مثلاً: ڈی۔ آئی۔ جی، ایف۔ آئی۔ اے، ایم۔ بی۔ اے، اردو یا عربی مخففات کے بعد ختمہ کی علامت استعمال کرنے کے بجائے زیادہ تر سکتہ (،) کا استعمال کرتے ہیں مثلاً: ص، صلعم، ھ۔

وقفہ کامل :

اس کی علامت (؛) ہے۔ یہ علامت کسی بھی پیراگراف کے ختم ہونے پر لگائی جاتی ہے۔ لیکن یہ علامت اب زیادہ استعمال میں نہیں ہے۔ اس کے بجائے ختمہ ہی استعمال کرتے ہیں۔

وقفہ یا سکتہ :

اس کی علامت (،) ہے یہ سب سے چھوٹا وقفہ ہے جس میں تھوڑا سا ٹھہر کر آگے جانا پڑتا ہے۔ یہ علامت جملے کے ایک جزو کو دوسرے اجزاء سے جدا کرتی ہے۔ یہ علامت عبارت کی وضاحت کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس کے استعمال کی مختلف صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ : یہ تین یا تین سے زیادہ ایک ہی قسم کے کلموں کے درمیان آتا ہے جب کہ آخری دو لفظوں کے درمیان حرفِ عطف اور لاتے ہیں۔ مثلاً :۔

(i) پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان پاکستان کے صوبے ہیں۔

iii۔ قائد اعظم بہت مدبر، وسیع النظر اور مخلص انسان تھے۔

۲: کچھ عبارتوں میں یہ علامت ہم پلہ اور ہم مرتبہ جوڑا جوڑا الفاظ کے درمیان استعمال ہوتی ہے۔

مثلاً:۔

i: آندھی ہو یا طوفان، سردی ہو یا گرمی، بھوک ہو یا پیاس، ہمارے بہادر فوجی ہر حال میں سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

۳: علامت وقفہ کا استعمال مسلسل ندائیہ کلمات کے درمیان بھی ہوتا ہے۔ مثلاً:۔

i: صدر محترم، مومن و مومنات

ii: یا اللہ، تو ہی ہمارا مالک ہے، رحم کر۔

۴: ایسے اجزائے جملہ جو تشریحی ہوں، میں سکتہ آتا ہے۔ مثلاً:۔

i: اس کمرے کی لمبائی دس فٹ، چوڑائی آٹھ فٹ اور اونچائی بارہ فٹ ہے۔

۵: ایسے چھوٹے چھوٹے جملوں کے درمیان جو ایک بڑے جملے کے جز ہوں یہ علامت استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً:۔ خالد صبح سویرے اٹھا، وضو کیا، نماز پڑھی اور سیر کرنے چلا گیا۔ دھوبی کا کتا، گھر کا نہ گھاٹ کا۔

۶: شرط اور جزا یا صلے اور موصول کو بیان کرنے والے جملوں کے درمیان بھی اس علامت کو استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً:۔

i: جیسا کرو گے، ویسا بھرو گے۔

ii: جو شخص مجھ سے آپ سے باتیں کرتا رہا، وہ کون تھا؟

iii: کاش وہ آجاتا، تو کچھ بات بنتی۔

تفصیلیہ:

اس کی علامت (:۔۔۔۔) ہے۔ علامت تفصیلیہ، لفظ تفصیل سے نکلا ہے جس کے معنی علیحدہ کرنا، تشریح کرنا یا فہرست کے ہیں۔ اس کے استعمال کے

مواقع درج ذیل ہیں۔

۱:۔ کسی طویل اقتباس یا فہرست کو پیش کرتے وقت اس علامت کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً:۔ پاکستان کے بڑے بڑے شہر یہ ہیں:۔

i:۔ کراچی ii:۔ لاہور

iii:۔ راولپنڈی iv:۔ پشاور

v:۔ کوئٹہ

۲:۔ کسی عبارت میں جب مثال پیش کی جاتی ہے تو علامت تفصیلیہ کا استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً:۔

i: وہ حروف جو تعریف کے مقام پر منہ سے نکلتے ہیں۔ تحسین و آفرین کے حروف کہلاتے ہیں۔ مثلاً:۔ آفرین، شاباش، خوب، بہت اچھے وغیرہ۔

ii: کلام ناقص وہ مرکب ہے جس سے سننے والے کو پورا فائدہ نہ ہو بلکہ انتظار باقی رہے مثلاً:۔ رات کو، خدا کی، دن کا وغیرہ۔

۳: جب کوئی تفصیل پیش کی جاتی ہے تو بھی تفصیلیہ علامت استعمال کرتے ہیں مثلاً:۔

اُس دن کے میچ کا حال سنو:۔ نو بجے کا وقت تھا۔ تمام تماشائی اور کھلاڑی موجود تھے۔ میچ شروع ہی ہونے کو تھا کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ ہر شخص بارش سے بچنے کے لیے بھاگ کھڑا ہوا۔

سوالیہ :

اس کی علامت (؟) ہے۔ یہ علامت اس جملے کے آخر میں لگائی جاتی ہے جس میں استفہامیہ ظہر نا مقصود ہو۔ اس کے استعمال سے ایک عام جملے اور سوالیہ جملے میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔ وہ جملے جن میں حروف استفہام کا استعمال کیا گیا ہو۔ ان میں یہ علامت ضروری لگانا چاہیے۔ مثلاً:۔

ا: تم کہاں سے آ رہے ہو ؟

۲۔ تمھاری کتاب کہاں ہے ؟

۳۔ کیا تم اکیلے آئے ہو ؟

اگر کسی استفہامیہ جملے میں حرفِ استفہام موجود نہ ہو تو یہ سوالیہ علامت کا استعمال اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ مثلاً :۔ تم ریل سے آئے ہو؟ ارشد بھی تمھارے ساتھ آیا ہے؟ ان جملوں میں استفہامیہ علامت لگانے سے جملے کا مفہوم ہی بدل گیا ہے۔ علامتِ استفہامیہ لگانے کے بعد ختمہ کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ استفہامیہ جملے میں یہ علامت ختمہ کا کام بھی دیتی ہے۔

قوسین : (......)

قوسین جمع ہے قوس کی۔ قوس کمان کو کہتے ہیں۔ کسی بھی عبارت کے ایسے حصے کو جس کا تعلق زیرِ بحث مضمون سے نہیں ہوتا۔ اس کو ہم قوسین میں لکھتے ہیں۔ مثلاً :۔

محمود صاحب (جن کے والد پولیس انسپکٹر ہیں) لاہور سے قصور چلے گئے ہیں۔
قوسین کے استعمال میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ اس کا بے وقت استعمال عبارت کو بے ربط بنا دیتا ہے۔ جس سے پڑھنے میں دقت ہوتی ہے۔

واوین : ("......")

جب کوئی اقتباس دیا جائے یا کسی قول کو اُسی کے الفاظ میں تحریر کرنا مقصود ہو تو اس کے اول اور آخر میں علامتِ واوین کا استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً :۔ اقبال نے جواب دیا "اقبال دیر سے آیا کرتا ہے۔" ہمارے نبیؐ کا فرمان ہے "علم حاصل کرو چاہے تمھیں چین جانا پڑے۔"

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔"

ندائیہ یا فجائیہ :

اس کی علامت (!) ہے۔ یہ علامت عموماً ایسے الفاظ یا جملوں کے آخر میں لگاتے ہیں جن میں کسی جذبے مسرت، غم، غصہ، نفرت، تعجب، خوف،

تنبیہہ یا تحسین کا اظہار کیا جائے۔ مثلاً :-

i :- افسوس! میں وقت پر موجود نہ تھا۔

ii :- خبردار! اُدھر مت جانا۔

iii : سُبحان اللہ! آپ کا صاحبزادہ تو بہت ذہین ہے۔

iv : ماشا اللہ! آج تو بہت لوگ آئے ہیں۔

مشق

۱۔ حرکات و سکنات کی تعریف اقسام و علامات کے ساتھ بیان کریں۔

۲۔ رموزِ اوقاف سے کیا مُراد ہے؟ کوئی سی پانچ علاماتِ اوقاف کا استعمال مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

باب

اصلاحِ زبان وبیان

صحیح تلفّظ

الفاظ	تلفّظ	الفاظ	تلفّظ
ادب	اَدَب	ایوان	اَیْوان
اثر	اَثَر	بابر	بابُر
امن	اَمْن	بہبود	بِہبُود
اجر	اَجْر	باہر	باہَر
اسد	اَسَد	برف	بَرْف
اخوت	اُخُوَّت	برادر	بِرادَر
التجا	اِلْتِجا	بچت	بَچَت
اساتذہ	اَساتِذہ	باطل	باطِل
امکان	اِمْکان	بیان	بَیان
ابر	اَبْر	باطن	باطِن
اسراف	اِسْراف	پلاؤ	پُلاؤ
اسرار	اَسْرار	پروردگار	پَرْوَرْدِگار
اعتدال	اِعْتِدال	پربت	پَرْبَت
امارت	اِمارَت	پہر	پَہَر

الفاظ	تلفظ	الفاظ	تلفظ
تخالف	تَخالُف	حاکم	حاکِم
تہور	تَہَوُّر	خلعت	خِلعَت
تیمور	تَیمُور	خزاں	خِزاں
تردد	تَرَدُّد	خیانت	خِیانَت
تعاقب	تَعاقُب	دخل	دَخل
ترجیح	تَرجِیح	دانش	دانِش
تحفظ	تَحَفُّظ	درست	دُرُست
تلفظ	تَلَفُّظ	ذکر	ذِکر
تصادم	تَصادُم	ذبح	ذَبح
ثقافت	ثَقافَت	ذمہ دار	ذِمّہ دار
جہاد	جِہاد	رسالت	رِسالَت
جوانب	جَوانِب	رسم	رَسم
جبروت	جَبَرُوت	رابطہ	رابِطَہ
جلوت	جَلوَت	رجب	رَجَب
جدوجہد	جِدّوجُہد	رخشندہ	رَخشَندَہ
جشن	جَشن	زمرد	زُمُرُّد
حرص	حِرص	زخم	زَخم
حماقت	حَماقَت	سطوت	سَطوَت
حافظ	حافِظ	سکندر	سِکَندَر
حضور	حُضُور	سکت	سَکَت
حریر	حَرِیر	سرور	سُرُور
حمد	حَمد	شجاعت	شُجاعَت

الفاظ	تلفظ	الفاظ	تلفظ
شعور	شُعُور	غزوہ	غَزْوَہ
شعبہ	شُعْبَہ	فروغ	فُرُوغ
صاحب	صَاحِب	قندیل	قِنْدِیل
صحابہ	صَحَابَہ	قصور	قُصُور
صدق	صِدْق	کفایت	کِفَایَت
صلح	صُلْح	کرم	کَرَم
صفت	صِفَت	لاغر	لَاغَر
ضلع	ضِلَع	مسافر	مُسَافِر
ضرورت	ضَرُورَت	مقدم	مُقَدَّم
ضبط	ضَبْط	ناخن	نَاخُن
طبق	طَبَق	وقت	وَقْت
ظفر	ظَفَر	ہضم	ہَضْم
ظالم	ظَالِم	یثرب	یَثْرِب
عذر	عُذْر		

اعراب لگانے سے معانی میں فرق

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اُمّی	ماں/والدہ	اُمّی	ان پڑھ
بَس	کافی	بِس	زہر
بَعد	پیچھے	بُعد	دُوری
پُل	دریا یا نہر پر گزرگاہ	پَل	لمحہ، گھڑی
تَرک	چھوڑنا	تُرک	تُرکی باشندہ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
چِین	مُلک	چَین	سکون، آرام
پُھوک	چوراہا	پَھوک	بھُول
حُسن	خوبصورتی	حَسَن	نام ہے بمعنی خوب
دُور	پرے	دَور	زمانہ
سَحر	صبح	سِحر	جادو
سَیر	گھومنا	سِیر	وزن کا پیمانہ
شیر	جانور	شِیر	دُودھ
عِلم	جاننا	عَلَم	جھنڈا
مُلک	بادشاہ	مَلَک	فرشتہ
مِینا	صراحی	مَینا	پرندہ

متضاد الفاظ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
آباد	ویران	اسلام	کُفر
امانت	خیانت	اکبر	اصغر
ادنیٰ	اعلیٰ	انکار	اقرار
اوّل	آخر	اونچ	نیچ
آمد	رفت	ازل	ابد
آمدنی	خرچ	آس	یاس
ابتدا	انتہا	آسان	مشکل
اپنا	بیگانہ، پرایا	استاد	شاگرد

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
انسان	حیوان	تقریر	تحریر
امن	جنگ	تازہ	باسی
باادب	بے ادب	تیز	کُند
باطن	ظاہر	توحید	شرک
باریک	موٹا	تانا	بانا
بلندی	پستی	تفریق	جمع
بیمار	تندرست	ثواب	عذاب/گناہ
بنجر	زرخیز	جزا	سزا
باقی	فانی	جواب	سوال
بَد	نیک	جنّت	جہنّم/دوزخ
بحری	برّی	جعلی	اصلی
بہار	خزاں	جھوٹ	سچ
بُوڑھا	جوان	جاہل	عالم
بڑا	چھوٹا	جمہوریت	آمریت
بند	کھُلا	جزو	کُل
بُرائی	بھلائی	چُست	سُست
بدبُو	خوشبو	چھاؤں	دُھوپ
بہشت	دوزخ	حرام	حلال
پاک	پلید/ناپاک	حاکم	محکوم
پیر	مُرید	حرکت	سکون
پابند	آزاد	حق	باطل
پس منظر	پیش منظر	خارج	داخل

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
خاص	عام	عارضی	مستقل
خادم	مخدوم	عالم	جاہل
دیہی	شہری	غلط	صحیح
دوست	دشمن	فانی	باقی
درآمد	برآمد	فتح	شکست
دُور	نزدیک	قوی	ضعیف
دایاں	بایاں	قلت	کثرت
ذلت	عزت	قید	رہائی
رات	دن	کفر	اسلام
روشنی	تاریکی/اندھیرا	کارآمد	نکما/بے کار
زندہ	مُردہ	گل	خار
زوال	عروج	گم نام	مشہور
سنگ دل	رحم دل	متضاد	مترادف
شریف	رذیل	مجازی	حقیقی
شرک	توحید	مخالف	موافق
شاد	ناشاد	نثر	نظم
شیریں	تلخ	نر	مادہ
صاف	گندا	نشیب	فراز
صلح	جنگ	نفع	نقصان
صبح	شام	نرم	سخت
طلوع	غروب	وجود	عدم
ظاہر	باطن	ہار	جیت

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
ہوس	قناعت	یقین	ظن
ہلکا	بھاری		

مترادف الفاظ

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
آسان	سہل	جامد	ٹھوس
آرزو	تمنا	جدید	نیا
اعتراض	نکتہ چینی	جیت	فتح
ایوان	قصر	چاہت	محبت
انسان	بشر	حرارت	گرمی
امر	حکم	حریف	دشمن
بلند	اونچا	حاضر	موجود
بوسیدہ	پرانا	خزینہ	گنج
بہادر	شجاع	خوف	ڈر
پاک	صاف	خادم	ملازم
پاگل	دیوانہ	خارج	باہر
تپش	گرمی	خفیف	معمولی
تربت	لحد	دانا	عقل مند
ترقی	عروج	دشوار	مشکل
تکلف	بناوٹ	دکھ	تکلیف
ثانی	دوسرا	ڈالی	ٹہنی
ثمر	پھل	ڈھارس	تسلی

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
ذلت	خواری	ظالم	جابر
ذوق	شوق	عداوت	بَیر
رُت	موسم / فصل	عاقل	دانش مند
راحت	آرام	غریب	مُفلس
رفعت	بلندی	فقیر	گدا
زوجہ	اہلیہ	فرمانروا	حکمران
سپاہ	لشکر	قریب	نزدیک
سستا	ارزاں	کامران	کامیاب
شکست	ہار	گلزار	گلستان
شعور	عقل	ماہ	ماہتاب
صورت	وضع	نادم	شرمسار
صدق	سچ	ہجر	فراق
ضروری	لازمی	ہوس	طمع
طبیب	معالج		

مشابہ الفاظ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اَبد	ہمیشہ	عَلم	جھنڈا
عبد	بندہ	آم	ایک پھل
اَثر	تاثیر	عام	یعنی ہر جگہ پائی جانے والی
عَصر	نماز کا وقت	اِمارت	امیری
اَلم	رنج	عمارت	مکان

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بیباک	نڈر	صائب	درست
بیباق	حساب صاف کرنا	صاحب	صاحب/معزز
بغض	کینہ	ضاری	شکاری
باز	پرندہ	زاری	رونا
پارہ	ٹکڑا	عاری	خالی
پارا	سفید دھات	آری	چیرنے کا آلہ
تانا	سوت کا دھات	فعل	کام
طعنہ	طنز	فیل	ناکام
چارا	مویشیوں کی خوراک	قلق	غم
چارہ	تدبیر، حل	کلک	قلم
حال	حالت	قصر	محل
ہال	بڑا کمرہ	کسر	ریزہ، حصہ
حلقہ	دائرہ	قاش	ٹکڑا
ہلکا	کم وزنی	کاش	صرف تمنا
روزہ	روزہ	کاری	سخت
روضہ	مقبرہ	قاری	پڑھنے والا
زن	عورت	مُسلح	اسلحہ سے لیس
ظن	وہم، گمان	مُصلح	اصلاح کرنے والا
سینہ	چھاتی	مُربع	چوکور
سینا	پہاڑ	مُرتع	غذا چگنی
شق	شگاف	ممبر	رکن
شک	شبہ	منبر	بیٹھنے کی جگہ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مشق	مشق	نذر	تحفہ
مشک	پانی کی مشک	نظر	نظر (نگاہ)
مامور	مقرر	نالا	ندی
معمور	بھرا ہوا	نالہ	فریاد
مضارع	ایک فعل	واضح	صاف
مزارع	کاشتکار	واضع	وضع کرنے والا
نسب	خاندان	ہجر	جدائی
نصب	گاڑنا	حجر	پتھر
نکتہ	باریک بات	ہرم	بڑھاپا
نقطہ	نشان	حرم	خانہ کعبہ

نامکمل فقرات کی تکمیل

نامکمل فقرات	مکمل فقرات
تیر کی طرح	تیر کی طرح سیدھا۔
برف کی مانند	برف کی مانند سفید (ٹھنڈا)۔
غصے سے ..... ہونا	غصے سے لال پیلا ہونا۔
گاڑی ..... بھرتی ہوئی نظروں سے .... ہو گئی۔	گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔
تم تو بکری کی طرح ..... ہو	تم تو بکری کی طرح ڈرپوک ہو۔
غلے کا ..... لگا ہوا ہے	غلے کا انبار لگا ہوا ہے۔
اچانک ہی مٹی کا ..... گر پڑا۔	اچانک ہی مٹی کا تودہ گر پڑا۔
پاکستان کے .... صوبے ہیں۔	پاکستان کے چار صوبے ہیں۔

مکمل فقرات	نامکمل فقرات
پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علی جناح ہیں۔	پاکستان کے بانی ۔ ۔ ۔ ہیں۔
پاکستان کا یوم آزادی ۱۴ اگست ہے۔	پاکستان کا یوم آزادی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہے۔
پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے۔	پاکستان ایک ۔ ۔ ۔ ۔ مملکت ہے۔
مسلمانوں پر پانچ وقت نماز فرض ہے۔	مسلمانوں پر ۔ ۔ ۔ وقت نماز فرض ہے۔
ہم آزاد قوم کے باشندے ہیں۔	ہم ۔ ۔ ۔ قوم کے باشندے ہیں۔
اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنا۔	اپنے پاؤں پر آپ ۔ ۔ ۔ مارنا۔
اپنا اُلّو سیدھا کرنا۔	اپنا ۔ ۔ ۔ سیدھا کرنا۔
ایڑی چوٹی کا زور لگانا۔	ایڑی ۔ ۔ ۔ کا زور لگانا۔
باوا آدم نرالا ہونا۔	باوا ۔ ۔ ۔ نرالا ہونا۔
اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔	اب پچھتائے کیا ہوت جب ۔ ۔ ۔ چگ گئیں کھیت۔
آم کے آم گٹھلیوں کے دام۔	آم کے ۔ ۔ ۔ گٹھلیوں کے ۔ ۔ ۔
اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔	اپنی گلی میں ۔ ۔ ۔ بھی شیر ہوتا ہے
اندھوں میں کانا راجہ۔	اندھوں میں ۔ ۔ ۔ راجہ
جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔	جس کی لاٹھی اس کی ۔ ۔ ۔
خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔	۔ ۔ ۔ کی لاٹھی بے آواز ہے
کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔	کوا چلا ۔ ۔ ۔ کی چال اپنی بھی بھول گیا
جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے۔	جیسا ۔ ۔ ۔ ویسا کاٹو گے۔
چور چوری سے جائے، ہیرا پھیری سے نہ جائے۔	چور ۔ ۔ ۔ سے جائے، ہیرا پھیری سے ۔ ۔ ۔ ۔
ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔	ڈوبتے کو ۔ ۔ ۔ کا سہارا
خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔	خدا ۔ ۔ ۔ کو ناخن نہ دے

نامکمل فقرات	مکمل فقرات
سر منڈاتے ہی ... پڑنا۔	سر منڈاتے ہی اولے پڑنا۔
آسمان سے گرا ... میں اٹکا۔	آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔
آپ فیصلہ کرنے سے پہلے میری ... سُنیے۔ (ارض، عرض)	آپ فیصلہ کرنے سے پہلے میری عرض سُنیے۔
تمھارا بھائی حساب ... کر گیا ہے۔ (بیباک، بیباق)	تمھارا بھائی حساب بیباق کر گیا ہے۔
نیک کام کرنے میں ... کیسی؟ (آر، عار)	نیک کام کرنے میں عار کیسی؟
میرے پاس اور کوئی ... نہ تھا (چارا، چارہ)	میرے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا۔
میں نے ... رسولؐ کی زیارت کی (روضہ، روزہ)	میں نے روضہ رسولؐ کی زیارت کی۔
تمھارا ... احباب اچھا نہیں ہے۔ (حلقہ، حلقہ)	تمھارا حلقہ احباب اچھا نہیں ہے۔
یہ ... کا مہینہ ہے (صفر، سفر)	یہ صفر کا مہینہ ہے۔
... کے بے شمار فوائد ہیں۔ (کسرت، کثرت)	کسرت کے بے شمار فوائد ہیں۔
تحریر ایسی ہونی چاہیے کہ ... کو پڑھنے میں دقت نہ ہو (کاری، قاری)	تحریر ایسی ہونی چاہیے کہ قاری کو پڑھنے میں دقت نہ ہو۔
یہ رقم تمھارے ... میں نہ تھی۔ (مقدور، مقدر)	یہ رقم تمھارے مقدور میں نہ تھی۔
... ! میں پاس ہو جاتا۔ (قاش، کاش)	کاش! میں پاس ہو جاتا۔
اس کا حسب ... کیا ہے؟ (نصب، نسب)	اس کا حسب نسب کیا ہے؟

جملوں کی تصحیح

املا یا ہجوں کی غلطیاں

جملے میں املا یا ہجوں کی غلطیوں سے مفہوم میں فرق آجاتا ہے یا مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ تحریر کو املا کی اغلاط سے پاک رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ قاری کو پڑھنے میں دقت نہ ہو اور مفہوم صاف سمجھ میں آجائے۔

غلط جملے	صحیح جملے
تم کس کی طاق میں یہاں بیٹھے ہو۔	تم کس کی تاک میں یہاں بیٹھے ہو۔
غریبوں کی مدد کرنا صواب کا کام ہے۔	غریبوں کی مدد کرنا ثواب کا کام ہے۔
مشق پانی سے بھر دو۔	مشک پانی سے بھر دو۔
بوجھ سے میری قمر ٹوٹ رہی ہے۔	بوجھ سے میری کمر ٹوٹ رہی ہے۔
یہاں سے منزل کتنے قوس ہے؟	یہاں سے منزل کتنے کوس ہے؟
یہ سوال ہل کرکے لاؤ۔	یہ سوال حل کرکے لاؤ۔
مجھے یہ کام کرنے میں کوئی احتراز نہیں۔	مجھے یہ کام کرنے میں کوئی اعتراض نہیں۔
اُس کے رنج و علم کی داستان سنی نہ جاتی تھی۔	اس کے رنج و الم کی داستان سُنی نہ جاتی تھی۔
یہ کپڑا سیاح رنگ کا ہے۔	یہ کپڑا سیاہ رنگ کا ہے۔

تذکیر و تانیث اور واحد جمع کی غلطیاں

آج کی اخبار کہاں ہے۔	آج کا اخبار کہاں ہے؟
اس کے ناک پر چوٹ لگی ہے	اس کی ناک پر چوٹ لگی ہے۔
ہر طرف گھاس ہی گھاس نظر آتا ہے۔	ہر طرف گھاس ہی گھاس نظر آتی ہے۔

غلط جملے	صحیح جملے
میری دہی میں چینی ڈال دو۔	میرے دہی میں چینی ڈال دو۔
اپنی املا درست کرو۔	اپنا املا درست کرو۔
میرے سر میں درد ہو رہی ہے۔	میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔
یہ سائیکل بہت مہنگا ہے	یہ سائیکل بہت مہنگی ہے۔
وہ آپ کی انتظار کر رہا ہے۔	وہ آپ کا انتظار کر رہا ہے۔
دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔	دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔
ہر ایک تمھاری راہ دیکھ رہے تھے۔	ہر ایک تمھاری راہ دیکھ رہا تھا۔
سینکڑوں لوگ وہاں موجود تھا	سینکڑوں لوگ وہاں موجود تھے۔
ہمارے فوجی بہادر ہے۔	ہمارے فوجی بہادر ہیں۔
دو لڑکے اور تین لڑکیاں آ گئے۔	دو لڑکے اور تین لڑکیاں آئیں
تمام طالب علم کمرۂ جماعت میں ہے۔	تمام طالب علم کمرۂ جماعت میں ہیں۔
تمھارے دوست آ کر چلا گیا۔	تمھارا دوست آ کر چلا گیا ہے۔

محاورات اور ضرب الامثال کی غلطیاں

آسمان سے گرا کیکر میں اٹکا۔	آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔
میری اور تمھاری لکھائی میں اٹھارہ بیس کا فرق ہے۔	میری اور تمھاری لکھائی میں اُنیس بیس کا فرق ہے۔
سب انگلیاں برابر نہیں ہوتیں	پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں
وہ دن گئے جب خلیل خاں کوے اڑایا کرتے تھے۔	وہ دن گئے جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔
جُوتوں کے بھوت لاتوں سے نہیں مانتے۔	لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔
کوئلوں کی دلالی میں ہاتھ منہ کالا۔	کوئلوں کی دلالی میں منھ کالا۔

غلط جملے	صحیح جملے
جس کی لاٹھی اس کی بکری۔	جس کی لاٹھی اُس کی بھینس۔
مان نہ مان میں تیرا میزبان۔	مان نہ مان میں تیرا مہمان۔
ایک کریلا دوسرا آم چڑھا۔	ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا۔
چیرو تو بدن میں لہو نہیں۔	کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔
ایک انار ہزار بیمار۔	ایک انار سو بیمار۔
اس نے ڈیڑھ اینٹ کا الگ مکان بنا لیا۔	اس نے ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنالی۔
وہ دَر دَر کے دھکے کھا رہا ہے۔	وہ دَر دَر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے۔
وہ میری جان کا پیاسا ہے۔	وہ میرے خون کا پیاسا ہے۔
وہاں تو پاؤں دھرنے کی جگہ نہ تھی۔	وہاں تو تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

متفرق غلطیاں

عبادت کرنا کارِ ثواب کا کام ہے۔	عبادت کرنا کارِ ثواب ہے۔
آپ برائے مہربانی کرکے یہاں سے چلے جائیں	آپ برائے مہربانی یہاں سے چلے جائیں۔
تاج محل سنگِ مرمر کے پتھر کا بنا ہوا ہے۔	تاج محل سنگِ مرمر کا بنا ہوا ہے۔
وہ بڑھیا عورت گر پڑی۔	وہ بڑھیا گر پڑی
ہوش و حواس جاتا رہا۔	ہوش و حواس جاتے رہے۔
وہ آ رہیں تھیں۔	وہ آ رہی تھیں۔
ماہِ رمضان کے مہینے کا احترام کرو۔	ماہِ رمضان کا احترام کرو۔
آج شبِ برات کی رات ہے	آج شبِ برات ہے۔
انشاءاللہ! آپکا بچہ بہت ذہین ہے	ماشاءاللہ! آپکا بچہ بہت ذہین ہے۔
ہم مسلمان تمام انبیاؤں پر ایمان رکھتے ہیں۔	ہم مسلمان تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں۔

غلط جملے	صحیح جملے
آپ میرے دولت کدے پر حاضر ہوئیے گا۔ ماشاءاللہ میں امتحان میں پاس ہو جاؤں گا۔	آپ میرے غریب خانے پر تشریف لائیے گا۔ انشاءاللہ میں امتحان میں پاس ہو جاؤں گا۔

مشق

۱۔ درج ذیل الفاظ کا تلفظ درست کر کے لکھیں :۔

اخوت ۔ برادر ۔ پرہٹ ۔ جدوجہد ۔ خلعت ۔ دانش ۔ ذمہ دار ۔ رابطہ ۔ شعور ۔ صلح ۔ صفت ۔ ظالم ۔ غزوہ ۔ فروغ ۔ کفایت ۔ مقدم ۔

۲۔ ذیل میں دیئے گئے الفاظ کے معانی بیان کریں۔

بُعد ۔ بَعد ۔ پُل ۔ پَل ، چَوک ۔ چُوک ، حُسن ۔ حَسن ، سُبز ۔ سبز ، عِلم ۔ عَلم ، مُلک ۔ مَلک ، مِینا ۔ مَینا ۔

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد الفاظ لکھیئے ۔

آس ۔ امن ۔ باطن ۔ بلندی ۔ بیمار ۔ بنجر ۔ بد ۔ بُرائی ۔ تیز ۔ جزا ۔ جمہوریت ۔ جُزو ۔ درآمد ۔ زوال ۔ قلت ۔ کُل ۔ ہوس ۔ یقین ۔

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے مترادف الفاظ تحریر کریں ۔

آرزو ۔ امر ۔ پاگل ۔ تُربت ۔ جامد ۔ حریف ۔ خفیف ۔ رُت ۔ شعور ۔ ظالم ۔ عداوت ۔ کامران ۔ ہوس ۔

۵۔ مندرجہ ذیل مشابہ الفاظ کے معانی تحریر کریں :۔

اَبد ۔ عبد ، آم ۔ عام ، بعض ۔ باز ، سینہ ۔ سینا ، شق ۔ شک ، قاش ۔ کاش ، نقطہ ۔ نکتہ ۔

باب ۱۲

ضرب الامثال

جب کوئی واقعہ بار بار تجربہ اور مشاہدے میں آتے تو اُن تجربات اور مشاہدات کا نچوڑ پیش کرنے کے لیے چند الفاظ یا جملے استعمال کیے جاتے ہیں جب یہ الفاظ یا جملے عرصہ دراز تک کسی خاص موقع پر استعمال کیے جاتے رہیں اور اپنے لفظی معنوں سے گزر کر کچھ اور معنی دیں تو ان کو ضرب المثل کہتے ہیں۔ ضرب المثل عموماً اپنی بات کو وزنی اور مؤثر بنانے کے لیے دورانِ گفتگو استعمال کرتے ہیں۔

چند مشہورِ زمانہ ضرب الامثال

ضرب المثل	مطلب
اوکھلی میں سر دیا تو دھمکیوں کا کیا ڈر؟	جان بوجھ کر اگر مصیبت میں پڑے تو پھر گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟
آپ کاج مہا کاج۔	جو کام خود کیا جائے وہی بہتر ہوتا ہے۔
اپنے مُنہ میاں مٹھو۔	اپنی تعریف خود کرنا۔
آج مرے کل دوسرا دن۔	زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔
اندھا کیا جانے بسنت کی بہار۔	ناواقف آدمی اچھی چیز کی قدر نہیں جانتا۔
اوروں کو نصیحت خود میاں فصیحت۔	دوسروں کو نصیحت کرنا اور خود عمل نہ کرنا۔
اُلٹے بانس بریلی کو۔	جہاں کسی چیز کی افزائش ہو وہاں اس چیز کو بھیجنا۔
آسمان کا تھوکا منہ پہ	اچھوں کو بُرا کہنے سے خود رسوائی اٹھانی پڑتی ہے۔

ضرب المثل	مطلب
ایک پنتھ دو کاج۔	ایک معاملہ سے دو فائدے اُٹھانا۔
آنتیں قل ھو اللہ پڑھ رہی ہیں۔	بھوک کی وجہ سے بیقرار ہونا۔
اندھیر نگری چوپٹ راج۔	بہت زیادہ بدنظمی ہونا۔
اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ۔	ہر ایک کا شوق دوسرے سے مختلف ہونا۔
آنکھوں سُکھ کلیجے ٹھنڈک۔	ہر قسم کا سُکھ چین نصیب ہونا۔
آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔	سب کے سب خراب ہیں۔
اندھوں میں کانا راجا۔	جاہلوں میں معمولی پڑھا لکھا سردار ہوتا ہے۔
بلی کو چھیچھڑوں کے خواب۔	جس چیز کی خواہش ہو اس کی طرف دھیان رہنا۔
بُوڑھی گھوڑی لال لگام۔	بے موقع زیبائش۔
بھینس کے آگے بین بجانا۔	بیوقوف کے ساتھ عقل کی باتیں کرنا۔
باسی کڑھی میں اُبال آنا۔	وقت گزر جانے کے بعد خیال آنا۔
بغل میں چھری منہ میں رام رام۔	ظاہر اچھا باطن خراب۔
پانچوں انگلیاں گھی میں۔	ہر طرح عیش میں ہیں مزے ہی مزے ہیں۔
پتھر کو جونک نہیں لگتی۔	ناممکن بات نہیں ہو سکتی سنگدل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بڑے آدمی پر نصیحت کا اثر نہیں ہوتا
تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔	سوچ سمجھ کر کام کرو۔
تین میں نہ تیرہ میں۔	کسی کام کے لائق نہ ہونا۔
تم ڈال ڈال میں پات پات۔	جتنے ہوشیار تم ہو اتنا ہی ہوشیار میں ہوں۔
جیسی کرنی ویسی بھرنی۔	جیسا کام کرو گے ویسا نتیجہ پاؤ گے۔
جتنے منہ اتنی باتیں۔	ہر شخص کی رائے الگ الگ ہے۔
جہاں پھول وہاں خار۔	آرام کے ساتھ دُکھ بھی۔

ضرب المثل	مطلب
جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔	طاقت ور ہی غالب آتا ہے۔
جتنی چادر دیکھو اتنے پاؤں پھیلاؤ۔	آمدنی کے مطابق خرچ کرو۔
چھوٹا منہ بڑی بات۔	اپنی حیثیت سے بڑھ کر بات کرنا
چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات۔	چند دن کا آرام پھر وہی تکلیف
بخیل کے گھونسلے میں ماس کہاں۔	فضول خرچ کے پاس دولت نہیں ٹھہرتی
حاتم کی قبر پر لات مارنا۔	بخیل سے اتفاقیہ سخاوت کا کوئی کام ہو جانا۔
حیلے رزق بہانے موت۔	ہر کام میں کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔
خالہ جی کا گھر	آسان بات۔
خس کم جہاں پاک	نالائق آدمی کا مر جانا ہی بہتر ہے۔
خدا کی لاٹھی بے آواز ہے	خدا ناگہاں سزا دیتا ہے۔
دام بنائے کام	روپیہ پیسہ ہو تو ہر کام ممکن ہے۔
دریا میں رہنا، مگرمچھ سے بیر۔	جہاں رہنا وہیں کے لوگوں سے دشمنی رکھنا
دودھ کا دودھ پانی کا پانی۔	پورا پورا انصاف۔
ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔	مصیبت میں معمولی مدد بھی غنیمت ہوتی ہے۔
ڈھاک کے تین پات۔	سدا ایک حال میں رہنا۔
ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانا۔	دوسروں کی رائے سے اتفاق نہ کرنا۔
رام رام جپنا، پرایا مال اپنا	ظاہر میں ایمان داری باطن میں بے ایمانی۔
رسی جل گئی بل نہ گیا	دولت و عزت جاتی رہی مگر غرور نہ گیا۔
زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔	جو بات خلقت میں مشہور ہو جائے وہ سچ ہوتی ہے۔
ساون ہرے نہ بھادوں سوکھے۔	ہمیشہ ایک سی حالت میں رہنا۔
ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے	بڑے آدمی کو سب بڑے ہی نظر آتے ہیں

ضرب المثل	مطلب
سوال گندم جواب چنا۔	سوال کچھ جواب کچھ۔
سو سنار کی ایک لوہار کی۔	کمزور کی سو چوٹیں زبردست کی ایک۔
سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے۔	جو آدمی کسی مصیبت میں گرفتار ہو چکا ہو وہ اس قسم کے ہر کام سے ڈرتا ہے۔
سانپ کا بچہ سنپولیا۔	ظالم کی اولاد بھی ظالم ہوتی ہے۔
شرع میں شرم کیا؟	لین دین میں کیا لحاظ۔
شکر خورے کو خدا شکر دیتا ہے۔	اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کی خواہش کے مطابق دیتا ہے۔
شیر بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے ہیں۔	انصاف کا دور دورہ ہے۔
صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔	صبر کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔
ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔	ضرورت کے وقت انسان کوئی نہ کوئی تدبیر نکال لیتا ہے۔
طویلے کی بلا بندر کے سر۔	قصوروار کوئی اور سزا کسی کو۔
ظاہر رحمٰن کا باطن شیطان کا۔	ظاہر اچھا باطن برا
غرور کا سر نیچا۔	مغرور آدمی کو سزا ملتی ہے۔
قاضی جی کے گھر کے چوہے بھی سیانے۔	عقل مند آدمی کے گھر کے ملازم بھی عقل مند ہوتے ہیں۔
قبل از مرگ واویلا	موت سے پہلے ہی دہائی۔
کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا	بغیر سوچے سمجھے دوسروں کی تقلید کرنے سے نقصان ہوتا ہے۔
کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا	برے کام سے بدنامی حاصل ہوتی ہے۔
کیا پدی کیا پدی کا شوربہ	کسی شمار میں نہ ہونا

گڑ کھانا گلگلوں سے پرہیز۔	بڑا گناہ کرنا اور چھوٹے سے پرہیز۔
گئے تھے نماز بخشوانے روزے گلے پڑ گئے	ایک مشکل کام سے بچنا چاہا اور دوسرا گلے پڑ گیا
مفلسی میں آٹا گیلا۔	مصیبت پر مصیبت
مدعی سست گواہ چست	خود غافل دوسرے ہوشیار
مُلا کی دوڑ مسجد تک	ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق کوشش کرتا ہے۔

...

نیکی کر دریا میں ڈال	نیکی کر کے بھلا دینا چاہیے۔
نیم حکیم خطرۂ جان	ناتجربہ کار آدمی سے ہمیشہ نقصان ہوتا ہے
وہ دن گئے جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔	اچھے دن گزر گئے ہیں

...

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟	ظاہر بات کے لیے ثبوت کی ضرورت نہیں
یک جان دو قالب	گہری محبت
یہاں کا باوا آدم ہی نرالا ہے	انوکھی دنیا، عجیب غریب بات

باب ۱۳

محاورات

اور اُن کا استعمال



جملے	معانی	محاورات
بُرے لوگوں کی صحبت اختیار کر کے حمید جان بوجھ کر آگ میں کودا ہے۔	جان بوجھ کر مصیبت میں پھنسنا	آگ میں کودنا
پاکستان میں غیر مسلم آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔	بہت تھوڑی تعداد	آٹے میں نمک ہونا
اپنے بیٹے کی نااہلی کے باعث زاہد کے والد آب آب ہو گئے۔	شرمندہ ہونا	آب آب ہونا
مینارِ پاکستان آسمان سے باتیں کرتا ہے۔	بہت اُونچا ہونا	آسمان سے باتیں کرنا
اپنے قائد کے آگے ہم آنکھیں بچھاتے ہیں۔	عزت کرنا	آنکھیں بچھانا
اس جھوٹ کی وجہ سے تم سب کی آنکھوں سے گر گئے ہو۔	عزت گنوانا	آنکھوں سے گرنا
پاکستان کا وجود دشمنوں کی آنکھوں میں کھٹکتا رہتا ہے	ناگوار گزرنا	آنکھوں میں کھٹکنا
ہر ایک کی آنکھوں میں خاک ڈالنا تو اس کی عادت ہے۔	فریب دینا	آنکھوں میں خاک ڈالنا

محاورات	معانی	جملے
آن کی آن میں	پل بھر میں	آن کی آن میں بادل آسمان پر نمودار ہوئے اور بارش شروع ہوگئی
آٹھ آٹھ آنسو رونا	بہت رونا	اپنی ناکامی پر راشد آٹھ آٹھ آنسو رو دیا۔
اٹھکیلیاں کرنا	ناز نخرے کرنا	کام کرو اور جاؤ میں نے تمہیں یہاں اٹھکیلیاں کرنے کے لیے نہیں بلایا۔
آنتیں قل ہو اللہ پڑھنا	سخت بھوک لگنا	پہلے کچھ کھانے کو دو میری تو آنتیں قل ہو اللہ پڑھ رہی ہیں۔
اُلٹی گنگا بہنا	دستور کے خلاف کام کرنا	آج کل تو ہر جگہ اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے۔
آگ پر تیل ڈالنا	غصہ کو اور بڑھانا	اکرم میرے سے پہلے ہی ناراض ہے اور اب تم مزید آگ پر تیل ڈالنے آگئے ہو۔
آج کل کرنا	ٹال مٹول کرنا	میری رقم سیدھی طرح واپس کرو آخر کب تک آجکل کرتے رہو گے؟
آڑے آنا	مصیبت میں کام آنا	ایسے دوست کا کیا فائدہ جو آڑے نہ آئے۔

ب

محاورات	معانی	جملے
بازی لے جانا	بڑھ جانا	اسلم کا بھائی چھوٹا ہونے کے باوجود ہر میدان میں اسلم سے بازی لے گیا۔
بات بنانا	بہانہ کرنا	خالد کو تو باتیں بنانے کی عادت ہے تم اس کے چکر میں مت آنا۔
بغلیں جھانکنا	شرمندہ ہونا	چوری کرتے ہوئے پکڑے جانے پر بیچارہ راشد بغلیں جھانکنے لگا۔
بٹہ لگنا	ساکھ بگڑنا	تمہاری معمولی سی غلطی نے میری کمپنی کو بٹہ لگا دیا۔

محاورات	معانی	جملے
بل نکالنا	سیدھا کرنا	تمھارے تو میں ایسے بل نکالوں گا کہ ساری عمر یاد کرو گے۔
باغ باغ ہونا	خوش ہونا	عرصے بعد اپنے والدین کو دیکھ کر زاہد باغ باغ ہو گیا۔
بیڑا پار ہونا	کام پورا ہونا	اب تو خدا ہی تمھارا بیڑا پار لگائے گا۔
بے پر کی اُڑانا	بے بنیاد بات مشہور کرنا	میں تو آج ہی لاہور آیا ہوں۔ اختر کی تو بے پر کی اڑانے کی عادت ہے۔
بال کی کھال کھینچنا	پوری تفتیش کرنا	تم اپنی چوری کی اطلاع پولیس میں دے دو۔ پولیس والے تو چور پکڑ کر بال کی کھال کھینچ لیں گے۔

پ

محاورات	معانی	جملے
پانی بھرنا	تابعداری کرنا	وہ زمانہ گزر گیا جب شاگرد استاد کا پانی بھرتے تھے
پٹی پڑھانا	بہکانا، ورغلانا	محمود خود تو نکما ہے لیکن عامر کو بھی پٹی پڑھاتا رہتا ہے کہ تعلیم چھوڑ دے۔
پانی میں آگ لگانا	ناممکن کام سرانجام دینا	تم جیسے اَن پڑھ کو اتنی اچھی نوکری ملنا گویا پانی میں آگ لگانے کے برابر ہے۔
پارہ چڑھنا	غصہ آ جانا	اپنے شاگردوں کو نازیبا حرکات کرتے دیکھ کر استاد کا پارہ چڑھ گیا۔
پانی پھیر دینا	ضائع کر دینا	اس نے سالانہ امتحان میں فیل ہو کر اپنے اساتذہ اور والدین کی محنت پر پانی پھیر دیا۔
پہاڑ ٹوٹ پڑنا	بہت مصیبت آنا	خاندان کے سربراہ کی اچانک موت سے اہلِ کنبہ پر پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

ت

محاورات	معانی	جملے
تھالی کا بینگن	غیر مستقل مزاج آدمی	اپنی جماعت میں راشد جیسے تھالی کے بینگن کو رکھنا سراسر حماقت ہے۔

محاورات	معانی	جملے
تختہ اُلٹنا	برباد کر دینا	وزیر نے بادشاہ کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا۔
تکیہ کرنا	بھروسہ کرنا	دوسروں پہ تکیہ کرنا چھوڑ دو اور خود ہمت سے کام لو۔

ٹ

محاورات	معانی	جملے
ٹیڑھی کھیر	سخت مشکل کام	یہ مسئلہ تو ایک ٹیڑھی کھیر بن گیا ہے حل ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔
ٹھوکریں کھانا	دربدر ذلیل و خوار ہونا	اپنے والد کی وفات کے بعد بے سہارا بچے ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔
ٹسوے بہانا	جھوٹ موٹ رونا	اگر پہلے ہی محنت کرتے تو آج ٹسوے بہانے کی نوبت نہ آتی
ٹھکانے لگانا	مار ڈالنا	ڈاکوؤں نے غریب چوکیدار کو ٹھکانے لگا دیا۔
ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا	چھپ کر بڑا کام کرنا	رشوت خور ہمیشہ ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلتے ہیں۔

ج

محاورات	معانی	جملے
جُوتیاں چٹخانا	مارے مارے پھرنا	نوکری کی تلاش میں امجد جُوتیاں چٹخاتا پھر رہا ہے۔
جوتیاں سیدھی کرنا	احترام کرنا	آج بھی بہت سے ایسے شاگرد ہیں جو استاد کی جوتیاں سیدھی کرتے ہیں۔
جی اچاٹ ہونا	کہیں دل نہ لگنا	ہر میدان میں ناکامی کے بعد اصغر کا دُنیا سے جی اچاٹ ہو گیا ہے۔
جان میں جان آنا	اطمینان ہونا	طُوفان میں گھری ہوئی کشتی جب ساحلِ سمندر پر پہنچی تو سب کی جان میں جان آئی۔
جُوئے شیر لانا	مشکل کام کرنا	تم جیسے سست آدمی کے لیے تو ٹریک کرنا ہی جُوئے شیر لانا ہے

چ

چکمہ دینا	دھوکہ دینا	فریبی شخص مسافروں کو چکمہ دے کر ان کی قیمتی اشیاء لے کر فرار ہو گیا۔
چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانا	کام میں رکاوٹ ڈالنا	آپ اللہ کا نام لے کر اپنا مشن جاری رکھیں، میں اعظم کو دیکھ لوں گا۔ اس کا کام ہی چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانا ہے۔
چھاتی پر سانپ لوٹنا	دکھ ہونا	ان لمحات کو یاد کرتا ہوں تو آج بھی چھاتی پر سانپ لوٹ جاتا ہے۔
چوکڑی بھولنا	بدحواس ہو جانا ہوشیاری ختم ہونا	پاکستان کی فوج کو دیکھ کر بھارت کی فوج کے سپاہی چوکڑی بھول گئے۔
چرچا ہونا	شہرت ہونا	آجکل اس خبر کا گھر گھر چرچا ہے۔
چاٹ لگنا	عادت پڑنا	جس شخص کو سگریٹ نوشی کی چاٹ پڑ جائے اس کا اللہ ہی مالک ہے۔ بری صحبت کی چاٹ لگ جانے سے اکرم کا خاندان پریشان ہے۔

ح

حرف گیری کرنا	نکتہ چینی کرنا	رحیم کو حرف گیری سے فرصت ملے تو وہ کوئی کام کرے۔
حشر برپا کرنا	کہرام مچ جانا	زلزلے کے نقصانات کے باعث پورے شہر میں حشر برپا ہے۔

خ

خاک میں ملانا	برباد کرنا	حامد نے اپنے والد کی عمر بھر کی کمائی خاک میں ملا کر رکھ دی ہے۔
خدا لگتی کہنا	سچی بات کہنا	میں تو خدا لگتی بات کہوں گی کہ قصور تمہارے بیٹے ہی کا ہے۔

خیالی پلاؤ پکانا ..	فضول منصوبے بنانا ..	زاہد نے کچھ کرنا کرانا ہے نہیں وہ بس ہر وقت خیالی پلاؤ پکاتا رہتا ہے۔
خاک چھاننا ..	بہت تلاش کرنا ..	رشید اپنے بچے کے لیے در در کی خاک چھانتا پھرا مگر اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔
خمیازہ بھگتنا ..	بُرے کاموں کا نتیجہ ملنا	میں نے تو ایسا خمیازہ بھگتا ہے کہ ساری عمر کے لیے لڑائی سے توبہ کر لی۔

د

دام میں آنا ..	فریب میں آنا ..	دیہاتی مسافر سفر کے دوران چالباز کے دام میں آکر اپنی پونجی کھو بیٹھا۔
دق ہونا ..	تنگ پڑ جانا ..	اپنے بیٹے کی ناز یبا حرکتوں سے دق ہو کر باپ نے اسے عاق کر دیا۔
دل بھر آنا ..	آنسو آجانا ..	معصوم بچے کو نوکری کرتے دیکھ کر ماں کا دل بھر آیا۔
داغ بیل ڈالنا ..	بنیاد رکھنا ..	اس کاروبار کی داغ بیل تو ہمارے بزرگوں نے ہی ڈالی تھی۔
دقیقہ اٹھا نہ رکھنا	کوئی کسر نہ چھوڑنا	تمہاری مدد کرنے میں شاہد نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔
دو دن کا مہمان ..	زیادہ دیر زندہ نہ رہنا	زاہد کے والد اس دنیا میں دو دن کے مہمان نظر آتے ہیں۔

ڈ

ڈھلتی چھاؤں	ختم ہونیوالی چیز	دولت تو ڈھلتی چھاؤں ہے اس کا کیا بھروسہ۔
ڈینگ مارنا ..	شیخی مارنا ..	زیادہ ڈینگیں مارنے کی ضرورت نہیں ہمیں تمہاری اصلیت کا علم ہے۔

ڈکار نہ لینا	ہضم کر جانا	رشید نے اپنے بھائی کی تمام جائیداد پر قبضہ کر کے ڈکار تک نہ لی۔
ڈھیر ہو جانا	مر جانا	چار منزلہ عمارت سے گرتے ہی وہ ڈھیر ہو گیا۔
ڈنکے کی چوٹ کہنا	کھلم کھلا کہنا	سچی بات ہمیشہ ڈنکے کی چوٹ پر کہی جا سکتی ہے۔

ر

رائی کا پہاڑ بنانا	بات کو بڑھا کر بیان کرنا	جو لوگ رائی کا پہاڑ بناتے ہیں ان کی باتوں کا کیا اعتبار۔
رام کرنا	مطیع کر لینا	انسان کا حسن سلوک ایسا ہو کہ دشمن بھی رام ہو جائے۔
رنگ میں بھنگ ڈالنا	خوشی میں بے لطفی پیدا کرنا	موسلا دھار بارش نے پارٹی کے رنگ میں بھنگ ڈال دیا۔
رال ٹپکنا	جی للچانا	ہر میٹھی چیز کو دیکھ کر راشد کی رال ٹپکنے لگتی ہے۔
ریل پیل ہونا	کثرت ہونا	دولت کی ریل پیل نے احمد کو سست اور کاہل بنا کر رکھ دیا ہے

ز

زمین میں گڑ جانا	سخت شرمندہ	اپنی اولاد کی بے راہ روی پر والدین شرم سے زمین میں گڑ جاتے ہیں۔
زبان درازی کرنا	گالی دینا	میں تو شرافت سے بات کر رہا ہوں مگر آپ زبان درازی پر اتر آتے ہیں۔
زندہ درگور ہونا	بہت دکھی ہونا، مرنے کے قریب ہونا	جوان بیٹے کی اچانک موت نے حنیف کو زندہ درگور کر دیا ہے۔
زمین پر پاؤں نہ رکھنا	بہت زیادہ اترانا	جب سے تمہارے والد نے باہر سے چار پیسے کما کر کیا بھیجے ہیں تم زمین پر پاؤں نہیں رکھتے۔
زبان کو لگام دینا	چپ ہو جانا	دیکھو راشد اپنی زبان کو لگام دو۔ اپنے بزرگوں کے

		سامنے ایسے بات نہیں کرتے۔

س ش

محاورہ	معنی	جملہ
ساز باز کرنا	سازش کرنا	دونوں بھائیوں نے ساز باز کرکے بہن کو جائیداد سے عاق کر دیا۔
سیدھے منہ بات نہ کرنا	بے رُخی سے پیش آنا	جب سے اکرم کو نوکری کیا ملی ہے وہ سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتا۔
سرخاب کا پر لگنا	انوکھی بات ہونا	رضیہ کو کون سا سُرخاب کا پر لگا ہے جو صفائی کا کام وہ نہیں کر سکتی۔
سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنا	بہت تیز بھاگنا	پولیس کو دیکھتے ہی ڈاکو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔
سُورج کو چراغ دکھانا	قابل آدمی کو دانائی کی بات بتانا	وہ شخص اِس کام میں ماہر ہے اُس کو اِس کام کے بارے میں بتانا سُورج کو چراغ دکھانا ہے۔
شوشہ چھوڑنا	فسادانگیز بات کہنا	حمید کو تو سوائے شوشہ چھوڑنے کے کچھ آتا ہی نہیں۔
شیر بکری کا ایک گھاٹ پر پانی پینا	عدل و انصاف قائم ہونا	ہر عادل حکمران کے دور میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے ہیں۔
شہد کی چھُری	دوست نما دشمن	جو لوگ شہد کی چھُری ہوتے ہیں ان سے خدا ہی بچائے۔
ششدر رہ جانا	حیران رہ جانا	اکرم کا قلعہ نما عظیم الشان مکان دیکھ کر غریب اسلم ششدر رہ گیا۔
شیطان کے کان کاٹنا	فسادی ہونا	سلیم بڑا کیا ہوا ہے شیطان کے کان کاٹنے لگا ہے۔

ص

محاورہ	معنی	جملہ
صلواتیں سنانا	گالیاں دینا	صلواتیں سنانا شریفوں کا شیوہ نہیں آپ یہ بات آرام سے بھی کر سکتے ہیں۔
صبح شام کرنا	ٹال مٹول کرنا	آپ نے کام نہیں کرنا تو بتا دیں صبح شام کرنے سے کیا فائدہ۔

صاحب فراش	بیمار	جب سے شاہد کے والد صاحب فراش ہیں وہ بیچارہ پریشان پھرتا ہے۔
صورت پیدا کرنا	تدبیر کرنا	جب تک آپ اپنے بزرگوں سے مشورہ نہیں کر لیتے اس مسئلہ کے حل کی کوئی صورت پیدا ہوتی نظر نہیں آتی۔
صاحب سلامت ہونا	جان پہچان ہونا	حکیم صاحب سے میرے والد کی صاحب سلامت ہی نہیں تھی بلکہ وہ میرے والد کے عزیز دوست تھے۔

ض

ضرب المثل	مشہور کہاوت	حضرت علیؓ کی بہادری دُنیا میں ضرب المثل ہے۔
ضیق میں جان ہونا	مصیبت میں ہونا	بڑے لوگوں سے دوستی کرکے زاہد کی ضیق میں جان آگئی ہے۔

ط

طوطا چشم	بے مروت	مجھے تو پہلے ہی معلوم تھا کہ خالد طوطا چشم ہے۔
طاقِ نسیاں میں رکھنا	بھول جانا	شاگرد عموماً اپنے اساتذہ کی نصیحت طاقِ نسیاں میں رکھ دیتے ہیں
طرارے بھرنا	تیز بھاگنا	گھوڑا طرارے بھرتا ہوا نظروں سے اوجھل ہو گیا

ظ

ظرف پیدا کرنا	حوصلہ پیدا کرنا	دوسروں کے کام آنے اور بھلائی کرنے کے لیے ظرف پیدا کرنا پڑتا ہے۔

ع

عقدہ وا ہونا	مشکل حل ہونا	افغانستان کا عقدہ وا ہوتا نظر نہیں آتا۔
عقل کے ناخن لینا	ہوش کی بات کرنا	کچھ تو عقل کے ناخن لو اپنے والد کے سامنے کیسے بول رہے ہو۔

عنقا ہونا	نایاب ہونا	نیک لوگوں کا تو اس جہاں میں عنقا ہوگیا ہے۔

غ

غصہ تھوک دینا	غصہ چھوڑ دینا	چلو بھئی غصہ تھوک دو اور صلح کر لو۔
غضب ڈھانا	بہت سختی کرنا	یتیم بچے پر غضب ڈھاتے ہوئے خدا سے ڈرنا چاہیے۔
غم کھانا	دکھ اٹھانا	پہلے ہی رضوان نے کیا کم غم کھائے ہیں جو اسکے
"	"	اب والد بھی اچانک فوت ہوگئے

ف

فق ہونا	دنگ رہ جانا	مداری کے کرتب دیکھ کر تمام تماشائی فق رہ گئے۔
فلک ٹوٹ پڑنا	خدا کا قہر نازل ہونا	کون سا فلک ٹوٹ پڑا ہے جو تم نے چیخ و پکار مچا دی ہے۔
فاختہ اڑانا	عیش کرنا	ماں باپ کی زندگی میں تم فاختہ اڑاتے رہے اور پھر بعد میں رو گئے۔

ق

قلم بند کرنا	تحریر میں لے آنا	اتنے خوبصورت قصے کو آپ قلم بند کرلیں۔
قدموں پہ گرنا	منت سماجت کرنا	نیکی کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو زمانہ خود بخود تمہارے قدموں پہ آگرے گا۔
قیامت ڈھانا	تباہی مچانا	اس سال سیلاب نے بنگلہ دیش میں قیامت ڈھا دی۔

ک

کانوں پر جوں نہ رینگنا	اثر نہ ہونا	عامر کو جتنا مرضی سمجھا لو اس کے تو کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔
کانوں کان خبر نہ ہونا	بالکل خبر نہ ہونا	آپ کی ترقی کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔
کمر سیدھی کرنا	آرام کرنا	تھوڑی دیر کمر سیدھی کرلوں پھر آپ کی مدد کروں گا۔

گ

گھی کے چراغ جلانا	بہت خوشی کرنا	۱۴ اگست کو ہم لوگ جتنے بھی گھی کے چراغ جلائیں کم ہیں۔
گیدڑ بھبکی دینا ۔۔	جھوٹی دھمکی دینا ڈراوے دینا	جی میں گیدڑ بھبکیوں میں آنے والا نہیں اپنی رقم واپس لے کر جاؤں گا۔
گلے پڑنا ۔۔	پیچھے پڑجانا ۔۔	جس شخص نے تمہارا مال چرایا ہے اس کے گلے پڑو، میرا تو کوئی قصور نہیں۔

ل

لگائی بجھائی کرنا کروانا	لڑائی جھگڑا کرنا/کروانا	رشید کی لگائی بجھائی کی عادت سے ہر دوست اس سے خائف رہتا ہے۔
لٹیا ڈبونا ۔۔	بیڑہ غرق کرنا یا عزت خاک میں ملانا	ایک بدکردار فرد نے پورے خاندان کی لٹیا ڈبو کر رکھ دی ہے۔
لب پر مہر لگنا ۔۔	خاموش ہونا ۔۔	ماسٹر صاحب کو غصے میں دیکھ کر زاہد کے لب پر مہر لگ گئی۔

م

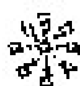
مٹی میں ملنا ۔۔	تباہ و برباد ہونا ۔۔	نااہل اولاد کی غلطی کی وجہ سے ارشد کی ساری عزت مٹی میں مل گئی۔
منہ کالا کرنا	ذلیل کرنا	چور ملازم کو مالک نے منہ کالا کر کے نکال دیا۔
مراد بر آنا	حاجت پوری ہونا	اسلم کو نوکری کیا ملی گویا اس کی مراد بر آئی۔

ن

نبض چھوٹنا	گھبرا جانا	پولیس کو سامنے دیکھ کر چور کی نبضیں چھوٹنے لگیں۔
نیند حرام کرنا ۔۔	متفکر کرنا ۔۔	بیٹے کو کالج میں داخلہ نہ ملتے دیکھ کر ظفر کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں۔

۵

ہن برسنا	دولت کی افراط ہونا	ویسے تو جمیل صاحب کے گھر ہن برستا ہے، لیکن بچوں کو تعلیم نہ دے سکے۔
ہاتھ صاف کرنا	لوٹ لینا	اپنے مالک پر ہاتھ صاف کرتے شرم آنی چاہیے۔
ہُوک اٹھنا	پہلو میں درد ہونا	جب افتخار کو اپنے اچھے دن یاد آتے ہیں اس کے ہوک سی اٹھتی ہے۔
ہاں میں ہاں ملانا	اتفاق کرنا	تمھاری اپنی کوئی رائے نہیں جو ہر ایک کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہو۔



خطوط نویسی

خیالات کا اظہار دو طریقوں سے کیا جاتا ہے تقریر اور تحریر جب مخاطب حاضر ہو تو ہم تقریر یعنی گفت و شنید سے ایک دُوسرے کو پیغام دے سکتے ہیں اور لے سکتے ہیں لیکن اگر مخاطب موجود نہیں ہے تو اس صورت میں ہمیں اپنا پیغام دوسرے تک پہنچانے کے لیے اسے تحریری شکل دینا ہوگی۔ تحریر کی شکل موقع کی مناسبت سے مختلف ہوتی ہے مثلاً:- خط، رُقعہ، چٹھی، دعوت نامہ اور درخواست وغیرہ۔

خطوط نویسی ایک فن کی حیثیت رکھتی ہے اس کی بدولت ہم اپنے سے میلوں دُور عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں سے رابطہ قائم رکھ سکتے ہیں۔ انھیں اپنے خیالات حالات سے آگاہ کر سکتے ہیں اور خود ان کے حالات سے واقف ہو سکتے ہیں۔ ایک دلچسپ خط پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ مکتوب نگار ہمارے سامنے بیٹھا ہمکلام ہے یوں بھی خط پڑھ کر آدمی کو ملاقات کا گمان ہوتا ہے۔

خط کو دلچسپ بنانے کے لیے زبان آسان اور سادہ ہونی چاہیے۔ جو کچھ بھی لکھا جائے اُس کو بے تکلفی، بے ساختگی اور فطری انداز سے ایک تسلسل کے ساتھ بیان کیا جائے۔

خط لکھتے وقت یہ بھی خیال رکھا جائے کہ طویل خط بے کیف اور غیر دلچسپ بن کر رہ جاتا ہے۔ خط خوبصورت کاغذ پر صفائی کے ساتھ لکھا جائے تو پڑھنے والے کو گونہ مسرت محسوس ہوتی ہے۔

خطُوط کی اقسام

خطوط کی مختلف اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) **نجی خطوط:-** عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں اور اساتذہ کو جو خطوط

نجی کاموں، ذاتی ضروریات یا مسائل کے بارے لکھے جاتے ہیں وہ نجی خطوط کہلاتے ہیں۔ ان خطوط میں بے تکلفی کی فضا پائی جاتی ہے۔ نجی خطوط کی ایک اہم قسم دعوتی خطوط یا دعوت نامے بھی ہوتے ہیں۔ جو خطوط کسی تقریب میں شمولیت کی غرض سے دُوسروں کو مدعو کرنے کے لیے لکھے جاتے ہیں، ان کو عام نجی خطوط کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ مضمون کے اختتام پر بائیں طرف مخلص یا نیاز مند لکھ کر اس کے نیچے مدعو کرنے والے کا نام اور پتہ ہوتا ہے اس کے دائیں طرف ج۔ س۔ م۔ ف بھی لکھا جاتا ہے جس کا مطلب "جواب سے مطلع فرمائیں" ہوتا ہے۔

(۲) **کاروباری خطوط:** ایسے تمام خطوط جو کسی کاروبار کے سلسلے میں کسی فرم، دکان دار یا ادارے کے نام لکھے جائیں وہ کاروباری خطوط کہلاتے ہیں۔

(۳) **اخباری خطوط:** وہ خطوط جو اخبارات کے قارئین ایڈیٹر کے نام لکھتے ہیں اور اخبارات میں چھپتے ہیں ان کے لیے موضوع کی کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ ان میں سماجی، سیاسی، تعلیمی ہر قسم کے موضوعات کا اظہارِ خیال کیا جا سکتا ہے۔

(۴) **سرکاری خطوط:** ایک محکمے سے دوسرے محکموں کو یا افسروں اور ماتحتوں کے نام جو خطوط لکھے جاتے ہیں، وہ سرکاری خطوط کہلاتے ہیں ان میں خاص نوعیت کے قواعد و ضوابط کی پابندی لازمی سمجھی جاتی ہے۔ یہ سنجیدہ اور تکلفانہ نوعیت کی خط و کتابت ہوتی ہے۔

خط کے حصے

خط کے مندرجہ ذیل حصے ہوتے ہیں:۔

(۱) **پیشانی:** اس حصے میں مقام روانگی اور خط لکھنے کی تاریخ لکھی جاتی ہے۔ جو کہ خط کے دائیں کونے پر تحریر کرتے ہیں۔ بے تکلف خطوط میں پورا پتہ تحریر کرنے کے بجائے صرف مقام روانگی لکھ دیا جاتا ہے۔ جبکہ عام طور پر پورا پتہ لکھا جاتا

ہے۔ مثلاً :۔

کراچی ۔ یا ۔ گلبرگ لاہور

۱۵ر اپریل ۱۹۸۵ء ۔ ۱۴ر جون ۱۹۸۵ء

(۲) **القاب :** اس حصے میں دو سطروں کی جگہ چھوڑ کر سطر کے عین درمیان میں مکتوب الیہ کو مرتبہ اور عمر کے لحاظ سے مناسب الفاظ سے مخاطب کیا جاتا ہے مثلاً :۔ محترم والد صاحب ، برادرِ محترم وغیرہ

(۳) **آداب :** اس حصے میں نئی سطر سے مکتوب الیہ کے مرتبے اور عمر کے مطابق سلام یا دُعا لکھی جاتی ہے۔ عام طور پر "السلام علیکم" کا رواج ہے۔ اس کے علاوہ آداب ، خوش رہو ، سلام مسنون بھی لکھتے ہیں۔

(۴) **نفسِ مضمون :** اس حصے میں مکتوب نگار اپنا مُدعا اور خط لکھنے کا مقصد واضح کرتا ہے۔ یہ حصہ سلیس اور مختصر ہونا چاہیے۔ فقرے موزوں ، شگفتہ اور برجستہ ہونے چاہئیں جو سادہ اور عام گفتگو کی زبان میں لکھے گئے ہوں تاکہ مکتوب الیہ کو مطلب سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ لکھائی صاف اور واضح ہو۔ املا کی غلطیوں سے گریز کیا جائے خط لکھتے وقت مکتوب الیہ کے مرتبے اور عمر کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ البتہ ہم مرتبہ لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر میں بے تکلفی اور شوخی کا انداز اختیار کرکے تحریر کو دلچسپ بنایا جا سکتا ہے۔

(۵) **دُعائیہ کلمے :** خط کے خاتمے پر جو الفاظ و کلمات لکھے جاتے ہیں انھیں دُعائیہ کلمات کہتے ہیں مثلاً :۔ زیادہ دعا ، والسلام وغیرہ

(۶) **اختتام :** دُعائیہ کلمات کے بعد ایک یا دو سطریں چھوڑ کر بائیں کونے میں خط کے اس حصے میں کوئی موزوں کلمہ لکھا جاتا ہے جو کہ مکتوب الیہ کی حیثیت کے مطابق ہو۔ مثلاً :۔ دعاگو ، مخلص ، نیازمند ، خیر اندیش وغیرہ۔

(۷) **پتا :** جب خط مکمل ہو جائے تو خط یا لفافے پر مکتوب الیہ کا نام اور پورا پتا لکھا جائے۔ اگر مکتوب الیہ شہر میں رہتا ہے تو مکان کا نمبر، گلی اور محلّے کا نام بھی

لکھنا چاہیے۔ اگر گاؤں میں رہتا ہے تو ڈاک خانہ، تحصیل اور ضلع لکھنا ضروری ہے۔

اچھے خط کی خصوصیات

۱: خط لکھنے کے لیے کاغذ صاف، قلم عمدہ اور سیاہی ایک ہی رنگ کی ہونی چاہیے۔

۲: خط لکھنے سے پہلے مضمون کی ترتیب اور ڈھانچہ سوچ لیں۔

۳: خط کے مختلف حصّے مناسب طور پر لکھیں۔

۴: ہمیشہ حفظِ مراتب کا خیال رکھیں۔

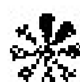
۵: مکتوب الیہ کی لیاقت کا خیال رکھ کر زبان استعمال کی جائے۔

۶: مضمون اس طرح سے لکھیں گویا آپ مکتوب الیہ سے باتیں کر رہے ہیں۔

۷: فقرے نہایت آسان اور چھوٹے چھوٹے ہوں۔

۸: فضول خوشامد اور مبالغے سے پرہیز کریں۔

۹: جہاں تک ہو سکے خط خوشخط اور صاف لکھیں۔



نمونے کے خطوط

والد کے نام خط

(مزاج پرسی)

لاہور کینٹ

۳ر جنوری ۱۹۸۵ء

جناب ابّا جان

آداب :

ابھی ابھی بھائی جان کا خط موصول ہوا جس میں انھوں نے تحریر کیا ہے کہ آپ تقریباً ایک ہفتہ سے بیمار ہیں اور مرض میں کوئی افاقہ نہیں ہو رہا۔ یہ خط پڑھ کر میں شدید پریشان ہوں۔ خدا کرے جب میرا خط آپ کو ملے تو اس وقت تک آپ کی طبیعت سنبھل گئی ہو۔ آپ اپنی صحت کا خیال رکھیں اور مجھے خط ملتے ہی اپنی صحت کے بارے میں تحریر کریں تاکہ میری پریشانی دور ہو۔ خداوند کریم سے میری دُعا ہے کہ وہ جلد ہی آپ کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور آپ کا پُرشفیق سایہ ہمارے اُوپر قائم رہے۔ آمین۔

میری تعلیم اور صحت کے بارے میں بالکل فکر نہ کریں۔ میں نے تعلیمی میدان میں کبھی کوتاہی نہ کی ہے اور نہ انشاء اللہ کروں گا۔ باقی سب خیریت ہے۔ اسکول میں جب بھی چھٹیاں ہوئیں ضرور آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔

والدہ صاحبہ کی خدمت میں میرا سلام۔ باقی اہلِ خانہ کو درجہ بدرجہ سلام و پیار۔

آپ کا فرمانبردار بیٹا

خلیل احمد

بڑے بھائی کے نام خط

(پاس ہونے پر انعام کی یاددہانی)

۱۴ ممتاز محل سٹریٹ، ینرنگ کالونی، ملتان

۳ر اپریل ۱۹۸۵ء

پیارے بھائی جان

آداب،

آپ کو یہ پڑھ کر بیحد خوشی ہوگی کہ آپ کی نصیحت کے بعد میں نے خوب دل لگا کر محنت کی اور سکول کے سالانہ امتحان میں اپنی جماعت اوّل رہا ہوں تمام اساتذہ اور دوست میری اس کامیابی پر بہت خوش ہیں اور یہ خبر تمام گھر والوں کے لیے بھی باعث مسرّت ہے۔ یہ سب گھر والوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

بھائی جان اب وقت آگیا ہے کہ آپ اپنا کیا ہُوا وعدہ پورا کریں۔ جیساکہ آپ نے کہا تھا کہ اگر میں سالانہ امتحان میں اچھی پوزیشن لے کر پاس ہوا تو آپ میری پسند کی کتابوں کا تحفہ ارسال کریں گے۔ اُمید ہے آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔

آپ مجھے پہلی فرصت میں مہربانی کر کے کتابیں روانہ کردیں گے تو زیادہ لطف رہے گا کیونکہ ابھی اگلی جماعت کی پڑھائی شروع نہیں ہوئی ہے اور میں اپنے فارغ وقت میں کتابوں سے لُطف اندوز ہونا چاہتا ہوں۔ گھر پر ہر طرح کی خیریت ہے۔

امّی اور ابّا جی کی طرف سے آپ کو سلام و دعا۔

آپ کا پیارا بھائی

افتخار احمد

چھوٹے بھائی کے نام خط
(بُری صحبت سے بچنے کے لیے)

۱۵ ہمایوں روڈ لاہور

۲۳ راگست ۱۹۸۵ء

پیارے بھائی وقار علی

خوش رہو !

بعد دُعا کے واضح ہو کہ کل ہی تمھارے ہیڈ ماسٹر صاحب کا خط ملا جس میں انھوں نے تمھاری حالت کا ذکر کیا ہے اور یہ شکایت کی ہے کہ تعلیم میں کمزوری کی وجہ تمھاری بُرے لوگوں سے صحبت ہے۔ یہاں تک کہ تم نے سگریٹ نوشی بھی شروع کر دی ہے اور عموماً اسکول سے غیر حاضر رہتے ہو۔

عزیزم یہ خط پڑھ کر گھر کے ہر فرد کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ ایسا ہونے کی وجہ سمجھ نہیں آتی۔ ہمارے آباؤ اجداد نے ہمیشہ بُرے لوگوں کی صحبت سے یہ سوچ کر پرہیز کیا کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا ہے۔ یہ مت بھولو کہ انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے، سونے کے ٹکڑے کو پیتل کے ڈھیر میں رکھ دو تو وہ پیتل نظر آنے لگتا ہے لہذا ابھی وقت ہے اور تمھاری عمر بھی کم ہے۔ تم کوشش کر کے جلد از جلد پہلے تو اپنے آپ کو بُری صحبت سے نجات دلاؤ۔ تمھارے پُرانے دوست اور ہم جماعت تو بہت اچھے ہیں ان سے دوستی کر کے تمھیں فائدہ ہو سکتا ہے۔ اچھے بچوں کی صحبت میں رہو، اچھے لوگوں کی صحبت سے جلد کامیابی پالوگے اور بہت سی اچھی باتیں محنت اور کوشش کے بغیر سیکھ جاؤ گے۔ ہر شخص تمھیں قدر کی نگاہ سے دیکھے گا اور تمھیں پیار کریگا۔

مجھے امید ہے کہ ان سب باتوں کو مدِنظر رکھتے ہُوئے اور خاندان کی خوشیوں کو مقدم جانتے ہُوئے تم جلد ہی بُری صحبت سے نجات پالوگے۔ گھر میں موجود ہر شخص تمھیں سلام و پیار کہہ رہا ہے۔ امی جان کی دُعائیں تمھارے ساتھ ہیں۔

تمھارا بھائی

محمد اور علی

دوست کے نام خط

(امتحان میں کامیابی پر مبارکباد)

۱۰ شہزاد کالونی

۲۳ر اپریل ۱۹۸۵ء

عزیز دوست ممتاز خان

السلام علیکم!

یہ جان کر مجھے دلی مسرت ہوئی ہے کہ ساتویں جماعت میں اسکول کے سالانہ امتحان میں تم نے پہلی پوزیشن حاصل کی ہے مجھے یقین تھا کہ تمھاری محنت کا پھل ایک نہ ایک دن ضرور تمھیں ملے گا۔ اور آخر وہ دن آ گیا کہ تمھاری دن رات کی محنت کام آئی۔ تمھاری کامیابی پر میں تمھیں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

میری دعا ہے کہ یہ کامیابی تمھاری آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو اور محنت جاری رکھو تاکہ مڈل کے امتحان میں وظیفہ حاصل کر سکو۔ اپنے والد اور والدہ کی خدمت میں میری طرف سے مبارکبادی کا پیغام پہنچا دینا۔

والسلام

آپ کا مخلص دوست

خالد اعوان

دوست کے نام والد کے وفات پر
تعزیتی خط

۲۵ بی مصطفی ٹاؤن لاہور
۱۰ نومبر ۱۹۸۵ء

پیارے دوست رضوان

سلام مسنون۔

آج ہی اسلم سے ملاقات ہوئی جس نے مجھے یہ المناک خبر سنائی کہ تمہارے والد ماجد اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں، یہ خبر مجھ پر بجلی بن کر گری۔ اور مرحوم کا پُرشفیق چہرہ میری نظروں میں گھوم گیا جو نہ صرف تمہیں بلکہ تمہارے دوستوں کی بھی بوقت ضرورت رہنمائی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں جگہ دے اور تمہیں تمہارے گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حالات کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور طاقت دے۔ آمین۔

خدا کے سامنے ہم سب بے بس اور مجبور ہیں۔ دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ لہذا صبر کرو اور اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی دلجوئی کرو، والدہ کو سہارا دو تاکہ وہ والدِ محترم کی محرومی سے شکستہ دل نہ ہو جائیں۔ آپ اب گھر کے بڑے فرد ہونے کی حیثیت سے دل کو مضبوط رکھو اور خدا کی رضا پر راضی ہو جاؤ۔ جب بھی اداس ہو تو مرحوم کے لیے دُعا کرو دل کو سکون ملے گا۔

آپ کا شریکِ غم
ناصر پرویز

مالک مکان کے نام خط

(مکان کی مرمّت کے بارے میں)

ٹمپل روڈ

۱۰ راگست ۱۹۸۵ء

مکرّمی عنایت اللہ صاحب!

تسلیم!

اس سے پہلے میرے والد صاحب نے آپ کو مکان کی مرمّت کے بارے میں لکھا تھا لیکن آپ نے کوئی توجہ نہیں دی۔ بڑے دُکھ کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ آپ کرایہ وصول کرنے میں ایک دن کی بھی تاخیر نہیں ہونے دیتے جب کہ مکان تقریباً تین سال سے مرمّت طلب ہے۔ تمام دیواریں برسات کی وجہ سے بوسیدہ ہو چکی ہیں۔ چھتوں میں سے مٹی جھڑتی رہتی ہے، برسات کے دنوں میں تو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ جب بارش کے بعد چھت مسلسل کئی گھنٹے تک ٹپکتی رہتی ہے۔ غرضیکہ پورا مکان بوسیدہ ہو چکا ہے اور قابلِ مرمّت ہے۔ اس کے علاوہ پورے مکان میں سفیدی کرانے کی بھی اشد ضرورت ہے۔

اگر آپ اِس وقت مرمت کرانے سے قاصر ہیں تو ہمیں اس بات کی اجازت دیجیے کہ ہم خود مرمّت اور سفیدی کروالیں اور اس پر خرچ ہونے والی رقم اگلے مہینے کے کرائے سے کاٹ لیں۔

اُمید ہے میرے خط کا جواب جلد از جلد دے کر ہمیں مشکلات سے نجات دلائیں گے۔

نیاز مند

توقیر احمد

کتب فروش کے نام خط

گورنمنٹ ہائی سکول شیخوپورہ

۲۳ر اپریل ۱۹۸۵ء

مکرمی جناب منیجر صاحب

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

السلام علیکم

آپ کی فہرست کتب موصول ہوئی۔ براہ کرم مندرجہ ذیل کتب میرے نام بذریعہ وی پی پی ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

۱: اردو قواعد و انشا پردازی۔ حصہ دوم

۲: سائنٹیفک انگلش گرامر حصہ دوم

۳: اسکول اٹلس

۴: فیروز سنز انگلش ڈکشنری

۵: فیروز اللغات جیبی

تمام کتابیں ایک ہفتہ کے اندر مل جائیں تو نوازش ہو گی اور ایک طالب علم کا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچ جائے گا۔

نیاز مند

محمد علی ہاشم بی رول نمبر ۴۰

گورنمنٹ ہائی اسکول شیخوپورہ

شادی کی تقریب پر دعوت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی و محترمی جناب . . . . السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بتقریب سعید شادی خانہ آبادی

عزیزم سعید احمد سلمہ

آپ کی شرکت حسب پروگرام میرے لیے باعث مسرت ہوگی

ج۔ س۔ م۔ ف	منتظر شرکت
نور محمد	بیگم و خواجہ نثار حسین
ڈیوس روڈ۔ لاہور	ڈیوس روڈ لاہور

پروگرام

۲۰ دسمبر ۱۹۸۵ء ______ بروز جمعۃ المبارک

سہرا بندی ______ ۱۰ بجے صبح

روانگی برات ______ ۱۱ بجے صبح

دعوت ولیمہ

۲۱ دسمبر ۱۹۸۵ء

تناول ماحضر ______ ۱۲ تا ۲ بجے

درخواستیں

ایسی تحریر جس کے ذریعے کسی خاص مقصد یا ضرورت کے پیشِ نظر ماتحت یا عام آدمی کسی افسر کو اپنی التجا پیش کرتا ہے، درخواست کہتے ہیں۔

درخواست لکھنے کے طریقے

(۱) افسر یا حاکم کا نام ہرگز نہ لکھا جائے صرف اس کا عہدہ لکھا جائے، جو کاغذ کے اوپر کے حصے میں درج کرنا چاہیے۔

(۲) دوسری سطر کے درمیان میں "جناب عالی" کے الفاظ لکھنے چاہییں۔

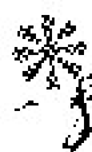
(۳) تیسری سطر میں درخواست کا مضمون ادب سے شروع کرنا چاہیے۔

(۴) جو کچھ کہنا ہو اُسے مختصر لفظوں میں اس طرح لکھیں کہ حقیقت حال پوری طرح واضح ہو جائے۔

(۵) آخر میں چند مؤدبانہ اور دُعائیہ الفاظ لکھ کر درخواست کو ختم کر دینا چاہیے۔

(۶) سب سے آخر میں ایک سطر چھوڑ کر "العارض یا نیازمند یا درخواست گزار" لکھ کر اس کے نیچے اپنا نام اور پتہ درج کرنا چاہیے۔ طالب علم اپنا نام، جماعت، فریق، رول نمبر اور اسکول کا نام تحریر کریں۔

(۷) نام اور پتے کے نیچے تاریخ ضرور تحریر کرنی چاہیے۔



درخواست برائے رخصت

بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب سنٹرل ماڈل ہائی اسکول لاہور

جناب عالی

گزارش ہے کہ کل رات سے مجھے شدید بخار ہے جس کی وجہ سے میں اسکول حاضر نہیں ہو سکتا۔ مہربانی فرما کر دو دن کی رخصت عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

العارض

آپ کا تابعدار شاگرد

نعیم احمد ہشتم سی رول نمبر ۲۱

سنٹرل ماڈل ہائی اسکول۔ لاہور

۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

کریکٹر سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لیے اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے نام درخواست لکھیں

بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب گورنمنٹ مڈل اسکول، لاہور

جناب عالی

مؤدبانہ گزارش ہے کہ فدوی آپ کے سکول میں ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۵ء تک زیر تعلیم رہا ہے۔ اس سال رول نمبر .... کے تحت مڈل کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے، اب چونکہ فدوی کو جماعت نہم میں کسی دوسرے اسکول میں داخلہ لینا ہے جس کے لیے کریکٹر سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے۔

جناب والا! آج تک میرا چال چلن کسی شک و شبہ سے پاک رہا ہے، اور اس بات کی تصدیق میرے اساتذہ گرامی فرمائیں گے جو کہ میری کارکردگی سے ہمیشہ خوش رہے ہے۔ تعلیم کے علاوہ میں اسکول کا اچھا کھلاڑی، ایک اہم مقرر اور کلاس کا مانیٹر رہا ہوں۔ آپ سے درخواست ہے کہ ان امور کا ذکر میرے کیریکٹر

سرٹیفکیٹ میں کر دیجیے اور سرٹیفکیٹ عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

عرضے

آپ کا تابعدار
محمد رمضان
۳۰ راگست ۱۹۸۵ء

اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے نام معافیٔ فیس کے لیے درخواست لکھیں

بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب گورنمنٹ مسلم ہائی اسکول
ایمپرس روڈ، لاہور

جنابِ عالی!

گذارش ہے کہ میرے والد ایک ریٹائرڈ سرکاری ملازم ہیں۔ آمدنی کے ذرائع بہت قلیل ہیں اس لیے وہ میرے تعلیمی اخراجات برداشت کرنے سے قاصر ہیں۔ مجھے تعلیم حاصل کرنے کا بے حد شوق ہے۔ تعلیمی اور غیر تعلیمی سرگرمیوں میں میری کارکردگی قابلِ تعریف رہی ہے۔ اگر میری فیس معاف کر دی جائے تو میں اپنی تعلیم کو جاری رکھ سکوں گا۔ بصورتِ دیگر مجھے اسکول چھوڑنا پڑے گا۔

از راہِ نوازش میری پوری فیس معاف کر کے ممنون فرمائیں۔
عین نوازش ہو گی۔

العارض
سلیم اختر جماعت ہشتم سی
گورنمنٹ مسلم ہائی سکول ایمپرس روڈ لاہور
۱۰ مئی ۱۹۸۵ء

آپ کی سائیکل چوری ہو گئی ہے، اپنے علاقے کے پولیس آفیسر کو اس کی اطلاع بذریعہ درخواست دیں

بخدمت جناب آفیسر انچارج صاحب تھانہ نولکھا ۔ لاہور

جناب عالی

گزارش ہے کہ کل دوپہر میں اردو بازار سے چند کتب خرید کر سائیکل پر واپس آیا اور گھر کے باہر گلی میں سائیکل کھڑی کر کے اندر چلا گیا۔ جب شام کو سودا سلف لانے کے لیے گھر سے باہر نکلا تو سائیکل موجود نہ تھی جبکہ اس میں تالا بھی لگا ہوا تھا۔ سائیکل سہراب کمپنی کی بنی ہوئی اس کا نمبر ۱۱۶۴۹۳ ع سا تھا سائیکل کا رنگ سرخ ہے ۔ یہ سائیکل دو سال پہلے خریدی گئی تھی جس کی رسید میرے پاس موجود ہے ۔

مہربانی فرما کر رپورٹ درج کی جائے اور مسروقہ سائیکل کی بازیابی کے لیے مناسب بندوبست فرمائیں ۔

العارض

نذیر حسین

دولت رام سٹریٹ

نکلسن روڈ لاہور

پوسٹ ماسٹر کے نام گمشدہ منی آرڈر کی برآمدگی کے لیے درخواست لکھیں

بخدمت جناب پوسٹ ماسٹر صاحب لاہور

جناب عالی

گزارش ہے کہ بندہ نے ۱۴ ستمبر ۱۹۸۵ء کو ایک منی آرڈر مبلغ ۵۰۰ روپے بنام مختار احمد ۲۸/۱۳۸۵ قدیر آباد ملتان سب آفس سے بھیجا تھا جس کی وصولی کی رسید مجھے آج تک نہیں ملی۔ آج مختار احمد مذکور کا خط آیا ہے کہ انھیں مبلغ ۵۰۰ روپے کا منی آرڈر نہیں ملا۔ اس لیے التماس ہے کہ جلد از جلد مناسب کارروائی کر کے بندہ کو اطلاع دی جائے۔ شکریہ

مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۵ء

فدوی نور احمد خان

رحمان پورہ لاہور

اسٹیشن ماسٹر کو پارسل کی گمشدگی کی شکایت کے لیے درخواست لکھیں

بخدمت جناب اسٹیشن ماسٹر صاحب ریلوے اسٹیشن ملتان

جناب عالی

گزارش ہے کہ میرے دوست خلیل احمد نے ۲۲ اگست ۱۹۸۵ کو لاہور سے چند کتابوں اور ضروری دستاویزات کا ایک پارسل بذریعہ ریلوے میرے نام سے روانہ کیا تھا جس کی بلٹی مجھے ۲۴ اگست کو بذریعہ ڈاک مل گئی تھی۔ بلٹی نمبر ۳۴۹۷ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۸۵ء ہے۔ اسٹیشن پر متعلقہ عملہ سے برابر

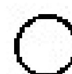
دریافت کرنے کے باوجود مذکورہ پارسل مجھے موصول نہیں ہُوا۔ آخرکار آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ براہِ کرم معاملہ کی تحقیقات کروا کر پارسل دلوانے میں میری مدد کی جائے۔

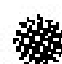
نیازمند
محمد اکرام
۲۸ اے گلگشت کالونی ملتان

رسید وصولی کرایہ مکان

مبلغ ایک ہزار روپے نصف جن کے پانچ سو روپے ہوتے ہیں بابت کرایہ مکان ماہ دسمبر ۱۹۸۵ء ازاں جناب چودھری نذیر احمد صاحب وصول پاکر رسید لکھ دی ہے تاکہ سند رہے۔ تاریخ تحریر یکم جنوری ۱۹۸۶ء
فقط

مرزا رحمت علی لاہور





رسید فروخت

مبلغ چھ سو روپے نصف جن کے مبلغ تین سو روپے ہوتے ہیں۔ بابت ایک عدد سہراب سائیکل فریم ۶۸ ایل اے ازاں حیدر علی ولد امیر علی ساکن باغبانپورہ لاہور وصول پاکر رسید لکھ دی ہے کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

تاریخ تحریر ۲۱ دسمبر ۱۹۸۵ء

العبد
حاکم خان ولد رحمت خان

نمونے کی کہانیاں

آج کا کام نہ رکھو کل پر

ایک دفعہ کسی گاؤں کا ایک چودھری سودا لینے شہر میں آیا تو دیکھا کسی جگہ لوگ ایک وکیل کی بڑی تعریف کر رہے ہیں کہ وہ تو سو سو روپے کی ایک ایک بات بتاتا اور ہزار ہزار روپے کا ایک نکتہ سمجھاتا ہے۔

"چودھری نے دل میں کہا" ہم بھی چل کر اُس کی کوئی بات سُن آئیں تو بہت اچھا ہو۔ یہ سوچ کر وہ وکیل کے مکان پر پہنچا اور کہا: "وکیل صاحب! میں نے آپ کی باتوں کی بہت تعریف سُنی ہے۔ کوئی بات مجھے بھی سُنا دیجیے۔"

وکیل صاحب نے چند روپوں کے عوض ایک کاغذ پر یہ مصرع لکھ دیا۔

"آج کا کام نہ رکھو کل پر"

چودھری واپس آیا تو مزدوروں نے کھیت کاٹ کر بہت سا غلّہ نکال رکھا تھا۔ شام کو وہ چودھری سے مزدوری لینے آئے تو اُس نے کہا: "اسی اناج کو گودام میں پہنچاؤ گے تو مزدوری ملے گی۔"

مزدوروں نے کہا "اب وقت گزر چکا ہے۔ کل دن نکلتے ہی رکھوا لیا۔ دوسروں کے اناج بھی تو سب باہر پڑے ہیں۔"

"چودھری بولا" بھائیو! میں نے آج ہی روپوں کے عوض یہ بات سیکھی ہے بس میں تو اسی وقت رکھواؤں گا۔"

آخر مزدوروں کو اناج گودام میں رکھنا ہی پڑا۔ اتفاق سے اسی رات اس زور کی بارش ہوئی کہ سارے گاؤں والوں کا غلّہ پانی میں بہہ گیا یا خراب ہو کر رہ گیا مگر چودھری کا غلّہ بالکل بچ گیا۔ اور اس کو بے انتہا منافع ہوا۔ اس کہانی سے یہ سبق ملتا ہے کہ آج کا کام کل پر نہیں چھوڑنا چاہیے۔

سچائی کا انعام

ایک کسان کے کھیت میں کسی امیر آدمی کے گھوڑے گھس گئے جنہوں نے کھیت کا ستیاناس کر دیا۔ کسان امیر آدمی کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کے گھوڑوں نے میرا کھیت تباہ کر دیا ہے۔ امیر نے پوچھا کہ کتنا نقصان ہوا ہوگا؟ کسان نے کہا پچاس روپے کا ہوگا۔ امیر نے اسی وقت کسان کو پچاس روپے دے کر کہا "اگر نقصان کچھ زیادہ ہوا ہو تو میں دینے کو تیار ہوں"۔

کسان پچاس روپے لے کر گھر آ گیا۔ لیکن وقت آنے پر جب کھیت تیار ہوا تو پہلے سے بھی زیادہ قیمت پر بک گیا۔ جس پر ایماندار کسان نے امیر کے پچاس روپے جا کر کہا جناب عالی! فصل کٹ گئی اور نقصان کے بجائے کچھ فائدہ ہی ہو گیا ہے۔ پس اب آپ اپنے روپے واپس لے لیں۔

یہ سن کر امیر نے ان پچاس روپوں کے ساتھ پچاس روپے اور ملا کر کسان کو پورے سو روپے دے کر کہا۔ یہ نقصان کا بدلہ نہیں تمہاری سچائی کا انعام ہے اسی طرح ہمیشہ سچائی پر قائم رہنا۔ اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ سچ بول کر انسان کو ہمیشہ فائدہ پہنچتا ہے۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

ایک کسان کا بیٹا کھیل کود میں وقت کو بے فائدہ گنوا دیا کرتا تھا۔ باپ نے بہت سمجھایا مگر اس نے اپنی عادت نہ بدلی۔ آخر باپ نے سوچ کر ایک ترکیب نکالی۔ ایک دن صبح کے وقت بیٹے کو اپنے ساتھ کھیت پر لے گیا اور کہا "بیٹا آج کے دن جو سب سے اچھی بالوں کے دانے ہم کھیت میں سے توڑ کر رکھ لیں گے تو اس ایک دانے سے کئی کئی پودے ہو جائیں گے مگر شرط یہ ہے کہ کھیت میں سے سیدھے نکلتے اور توڑتے چلے جاؤ۔ پیچھے مڑ کر توڑنے کا حکم نہیں اب تم کھیت میں

جا کر سات آٹھ سب سے اچھی بالیں توڑ لاؤ۔"

لڑکا شوق سے کھیت میں چلا گیا۔ جہاں بہت سی پکی ہوئی بالیں آمنے سامنے دائیں بائیں موجود تھیں۔ مگر اس نے یہ سمجھ کر کہ "آگے اس سے بھی اچھی ملیں گی کوئی بال نہ توڑی یہاں تک کہ دوسرے کنارے تک جا پہنچا۔ جہاں ابھی کچی بالیں تھیں جن میں آیا کہ پھر کھیت میں جا کر اچھی بالیں توڑ لاتے۔ مگر پیچھے مڑ کر نہ دیکھنے کی شرط ہو چکی تھی۔ اس لیے پشیمانی کے ساتھ خالی ہاتھ پلٹنا پڑا۔ باپ نے کہا۔ بیٹا! کیا کوئی بھی اچھی بال تمھیں نظر نہیں آئی"۔ اس نے جواب دیا "کھیت کے اس کنارے کے بالوں میں تو ایک سے ایک اچھی تھی۔ مگر میں نے یہ سمجھ کر کہ آگے اس سے بھی اچھی مل جائیں گی، انھیں نہیں توڑا اور اس طرف کی بالیں ابھی کچی تھیں۔

باپ نے کہا: "نادان لڑکے! تو نے نادانی سے ناحق وقت کھو دیا۔ اب تو دوبارہ جا کر بالیں توڑ نہیں سکتا۔"

بیٹے نے اپنی نادانی پر شرم اور افسوس کے ساتھ سر جھکا لیا تو باپ نے کہا۔ "بس یہی وقت کی مثال ہے جو ایک دفعہ جا کر پھر کبھی ہاتھ نہیں آتا۔ دانا وہی ہے جو ہر وقت خوش خوشی کے لیے تیار رہے اور بے فائدہ اُمیدوں میں کبھی وقت نہ کھوئے۔ اس کہانی سے نتیجہ نکلتا ہے کہ

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

دیانت داری

کہتے ہیں نوشیرواں عادل اکثر راتوں کو بھیس بدل کر رعایا کا حال دیکھا کرتا تھا۔

ایک رات وہ کسی زمیندار کے گھر پہنچا جو مہمان نوازی میں بہت مشہور تھا۔

نوشیرواں نے سوداگروں کے لباس میں اس کے گھر جا کر دستک دی، تو شریف زمیندار خوشی کے ساتھ دروازہ کھول کر اُسے اندر لے گیا اور پورے شوق کے ساتھ مہمان کی خدمت کرنے لگا۔ کھانا کھلایا، بستر دے کر چارپائی پر سلایا۔

صبح بادشاہ نے چلنے کی تیاری کی تو اس نے چائے کے ساتھ ناشتہ لا کر مہمان سے پُوچھا کسی اور چیز کی خواہش ہو تو فرما دیجیے تاکہ وہ بھی حاضر کی جائے۔

بادشاہ دیکھ چکا تھا کہ اس شخص کے مکان کے ساتھ پختہ انگوروں کا ایک عمدہ باغ موجود ہے مگر نہ رات کو اور نہ اب اس نے انگور کھلائے۔ اس لیے فرمایا: "مجھے انگور بہت پسند ہیں ہو سکے تو وہ بھی منگوا لیجیے۔"

یہ سن کر زمیندار نے اپنے لڑکے سے کہا: "تم فلاں زمیندار کے پاس جاؤ اور میرا سلام دے کر کہو کہ ایک دو سیر پختہ انگور اُدھار کے طور پر دے دیجیے۔"

بادشاہ نے پوچھا: "آپ نے اپنے باغ میں سے انگور کیوں نہیں منگوا لیے۔"

زمیندار نے کہا: کہ ابھی سرکاری آدمی انھیں دیکھ کر سرکاری حصہ نہیں لے گیا اور جب تک وہ اپنا حق نہ لے جائے مجھے ایک دانہ بھی کھانا اور کھلانا حرام ہے۔

بادشاہ اوّل تو اس کے برتاؤ ہی سے خوش تھا اب یہ ایمان داری اور دیانت داری جو دیکھی تو اور بھی خوش ہو گیا اور ہمیشہ کے لیے باغ کا مالیہ معاف کر دیا۔

اس کہانی سے یہ سبق ملتا ہے کہ ایمان داری کا پھل ضرور ملتا ہے۔

لالچ بُری بلا ہے

ایک فقیر نے کسی جنگل میں اتنا بڑا خزانہ دیکھا جس کے اُٹھائے جانے کی اس میں طاقت نہ تھی۔ تھوڑے دنوں میں ایک سوداگر کا بھی اس جنگل سے گزر ہُوا جو کہیں اپنا مال بیچ کر آٹھ خالی اُونٹ گھر کو واپس لیے جا رہا تھا۔ فقیر نے دیکھا تو سوداگر سے کہا: "میں تمھیں اس شرط پر ایک بہت بڑے خزانے کا پتا دے سکتا ہوں کہ جتنے اُونٹ اس خزانے سے بھرو اُن میں سے آدھے یا چوتھائی مجھے بھی دے دو۔

سوداگر سنتے ہی آدھے اونٹ دینے پر راضی ہو گیا۔ جس پر فقیر نے خزانے کا پتا دے کر اس کے آٹھوں اونٹ تو دولت سے بھروا دیئے اور ایک چھوٹی ڈبیا جس میں ایک بہت قیمتی لعل تھا خود اٹھا لی۔

سوداگر نے روپے اور اشرفیوں سے بھرے ہوئے چار اونٹ پہلے تو خوشی سے فقیر کے حوالے کر دیئے مگر دل میں خیال آیا کہ فقیر تو چوتھائی پر بھی راضی تھا میں نے خواہ مخواہ نصف کہہ دیا۔ اب بھی پوچھوں تو شاید دے ہی ڈالے۔

یہ سوچ کر فقیر سے کہا "سائیں صاحب! بے شک میں نے آدھے اونٹ دینے کو کہا تھا مگر آپ نے تو چوتھائی ہی مانگی تھی۔ بس آپ اپنی بات پر قائم رہیں تو دو اونٹ مجھے اور ملنے چاہئیں"۔

فقیر نے کہا: "بابا! تم چاہو تو اب بھی دو اونٹ اور لے لو مجھے دو ہی بہت ہیں"۔

سوداگر نے اپنے چار اونٹوں میں یہ دو بھی ملا لیے۔ مگر لالچ نے اس کو پھر آن گھیرا اور فقیر کو کہا کہ یہ دولت آپ کے کس کام کی، میرے بال بچے ہیں مجھے دے دیں وہ آپ کو دعائیں دیں گے۔

فقیر نے وہ دو اونٹ بھی سوداگر کو دے دیے۔ سوداگر آٹھوں اونٹ لیکر خوشی خوشی گھر کو چل دیا۔ مگر راستے میں خیال آیا کہ فقیر کے پاس جو ایک لعل رہ گیا ہے اگر وہ بھی مل جاتا تو بڑا لطف ہوتا۔

اس خیال کے آتے ہی اس نے اونٹوں کو نوکروں سمیت آگے روانہ کر دیا اور خود فقیر کی تلاش میں چل پڑا۔ سارا دن فقیر کو ڈھونڈتا رہا لیکن فقیر نظر نہ آیا۔ سورج ڈوبنے لگا تو بہت گھبرایا کہ جنگل میں کہاں رہوں اور کیا کھاؤں؟ اتنے میں پاس کی جھاڑی سے ایک شیر نکلا اور جب تک کہ یہ کہیں بھاگے وہ چھلانگ لگا کر سر پر آ پہنچا اور دم بھر میں سوداگر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ لالچ بری بلا ہے۔

اللہ کی راہ میں جہاد

مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ایک جنگ میں حضرت علیؓ کا مقابلہ ایک کافر پہلوان سے ہُوا۔ یہ پہلوان اپنی طاقت کی وجہ سے بہت مشہور تھا مگر حضرت علیؓ نے اُسے زمین پر گرا لیا اور اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے۔ ابھی آپ اس کو قتل کرنے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ اس نے آپ کے چہرے پر تھوک دیا۔ چہرے پر تھوک پڑنے سے کسی بھی کمزور سے کمزور شخص کو غصہ آجاتا ہے۔ مگر حضرت علیؓ نے غصے میں آکر اسے قتل نہیں کیا۔ آپ فوراً اس کی چھاتی سے اُتر آئے۔ یہ دیکھ کر کافر بہت حیران ہُوا اور کہنے لگا: "اے علیؓ یہ تم نے کیا کیا؟ میں نے تو تمھارے مُنہ پر تھوکا اور تم نے مجھے چھوڑ دیا۔"
حضرت علیؓ نے جواب دیا: "پہلے تو تجھے اس لیے قتل کرنا چاہتا تھا کہ تُو اللہ کا دشمن تھا لیکن جب تُو نے میرے چہرے پر تھوک دیا تو مجھے غصہ آگیا ایسی حالت میں اگر میں تجھے قتل کرتا تو میرا یہ کام اللہ کے لیے نہیں اپنی ذات کے لیے ہوتا۔ اور اپنی ذات کے لیے میں بدلہ لینے کو تیار نہیں۔ میں اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا ہوں اور اس ثواب سے محروم ہونا نہیں چاہتا۔ کافر پہلوان حضرت علیؓ کا یہ جواب سُن کر فوراً مسلمان ہو گیا۔ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ اسلام ایک سچّا دین ہے اور اس کے ماننے والے جو بھی کر رہے ہیں فقط اللہ کی رضا کے لیے کر رہے ہیں۔

اس کہانی سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ جہاد کرتے وقت ذاتی مقصد کو سامنے نہیں رکھنا چاہیے۔

بڑوں کا ادب

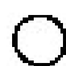
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسولِ خداؐ کے نواسے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ

——— مسجدِ نبوی میں بیٹھے تھے کہ ایک بزرگ شخص مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے کے لیے داخل ہُوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہر آدمی کو دین کی ہر بات معلوم نہ تھی۔ لوگ نئے نئے مسلمان ہُوئے تھے۔

اس بزرگ کا بھی یہی حال تھا جب وہ وضو کرنے لگا تو حضرت حسنؓ اور حسینؓ نے دیکھا کہ وہ شخص وضو صحیح طریقے سے نہیں کر رہا تھا۔ دونوں بھائیوں نے ضروری سمجھا کہ اس شخص کو وضو کا درست طریقہ سکھانا چاہیے مگر یہ بھی سوچ رہے تھے کہ وہ بزرگ ہیں اور ہم بچے ہیں ہماری اس بات کا وہ بُرا نہ مان جائے اور اس کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ یہ بات بزرگوں کے آداب کے خلاف ہے۔ آخر انھیں ایک ترکیب سُوجھی۔ دونوں اُس بزرگ کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور حضرت حسنؓ نے کہا "بابا آپ ہمارا فیصلہ کر دیں" بزرگ آدمی نے حیران ہو کر پوچھا "کس بات کا فیصلہ" حضرت حسنؓ نے کہا "میں حسن ہوں اور یہ میرا بھائی حسینؓ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میرا وضو کا طریقہ درست ہے اور میں کہتا ہوں کہ میرا طریقہ صحیح ہے۔ اب ہم دونوں آپ کے سامنے وضو کرتے ہیں، آپ دیکھ کر فیصلہ کر دیجیے کہ کس کا وضو صحیح ہے"؟

یہ کہہ کر حضرت حسن اور حضرت حسینؓ اس شخص کے سامنے وضو کرنے بیٹھ گئے بزرگ ان دونوں کو غور سے دیکھتے رہے۔ اور جب وضو ختم ہُوا تو شفقت سے ان دونوں کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ "بیٹو! تم دونوں کے وضو کا طریقہ درست ہے میرا ہی طریقہ غلط تھا۔ اس طریقے سے دونوں بچوں نے بڑے ادب سے بزرگ آدمی کو درست وضو کا طریقہ سکھا دیا۔

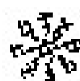
اس کہانی سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہم سب کو ہر حال میں بزرگوں کی عزت کرنی چاہیے۔



دشمن پر رحم

ایک دفعہ کسی کافر قبیلے نے مدینے پر چڑھائی کی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو آپ مسلمانوں کی فوج لے کر مقابلے کے لیے روانہ ہوئے۔ دشمن ڈر کر پہاڑ کے پیچھے چھپ گئے۔ مسلمان میدان میں ٹھہر کر دشمن کا انتظار کرنے لگے۔ رسول اللہ اپنے لشکر سے ہٹ کر ایک درخت کے نیچے جا کر آرام فرمانے لگے۔ کفار قبیلے کے سردار نے جب آپ کو درخت کے نیچے اکیلے سوتے دیکھا تو تلوار لے کر آ کھڑا ہوا اور آپ کو جگا کر کہنے لگا: "اے محمدؐ! اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔" آپ نے بڑے اطمینان سے جواب دیا "اللہ۔" یہ سنتے ہی سردار کا بدن کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ رسول اللہ نے تلوار جھٹ اٹھا لی اور اس سے پوچھا "اب بتا، تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔" سردار شرمندہ ہو گیا اور بولا: "کوئی نہیں۔" رسول اللہ نے تلوار پھینک دی اور فرمایا: "رحم کرنا مجھ سے سیکھو۔" رسول اللہ کا یہ اخلاق دیکھ کر سردار مسلمان ہو گیا۔

نتیجہ: بلند اخلاق سے دشمنوں کا دل بھی نرم کیا جا سکتا ہے۔



خاکے کی مدد سے کہانی مکمل کرنا

عنوان ۔۔۔۔۔

پیاسا کوا ۔۔۔۔۔۔ مٹی کا لوٹا دیکھتا ہے ۔۔۔۔۔۔ پانی کم ہے ۔۔۔۔۔ ترکیب نکالتا ہے ۔۔۔۔۔ کنکریاں اُٹھا اُٹھا کر لوٹے میں ڈالتا ہے ۔۔۔۔۔۔ پانی اُونچا ہوتا ہے ۔۔۔۔۔ پیتا ہے ۔۔۔۔۔ نتیجہ ۔۔۔۔۔۔۔



مکمل کہانی

سوچ بچار کا فائدہ

ایک کوّے کو پیاس لگی۔ وہ پانی ڈھونڈنے لگا۔ اِدھر اُدھر اُڑتے اُڑتے جب وہ مایوس ہو گیا تو اس کی نظر ایک مٹی کے لوٹے پر پڑی۔ کوّا بہت خوش ہُوا اور پانی پینے کے لیے چونچ اس میں ڈالی تو لوٹے میں پانی تھوڑا تھا۔ یہاں تک کہ کوّے کی چونچ پانی تک نہ پہنچ سکی۔ یہ حال دیکھ کر کوا سوچنے لگا "اب کیا کرنا چاہیے۔ پانی ملا بھی مگر نہ ملنے کے برابر۔ کسی طرح پانی اوپر اُٹھ آئے تو بات بنے۔"

کوّا بہت سیانا تھا۔ اُس نے سوچنا شروع کیا اور آخر ایک ترکیب نکال ہی لی۔ لوٹے کے پاس ہی کنکروں کا ایک ڈھیر پڑا تھا۔ کوّے نے چونچ سے ایک کنکری اُٹھائی اور پانی میں ڈال دی۔ اب پانی اونچا ہونا شروع ہو گیا۔ کوّا کنکریاں ڈالتا جاتا اور پانی اُوپر اُٹھنے لگا۔ آخرکار پانی لوٹے کے منہ کے پاس آ گیا۔ کوّے نے مزے سے پانی پیا اور اُڑ گیا۔

نتیجہ: اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ سوچ بچار سے کام لینے میں ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے۔

مضمون نگاری

کسی بھی واقعہ، چیز یا شخصیت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار تحریری طور پر کرنا مضمون نگاری کہلاتا ہے۔ مضمون نگاری ایک فن ہے اور کوئی بھی فن مسلسل مشق اور محنت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اس لیے مضمون نگاری کے لیے مندرجہ ذیل چند اصولوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) خیالات

عموماً یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مضمون کے عنوان پر ایک سرسری سی نگاہ ڈال کر فوراً لکھنا شروع کر دیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو چار فقرے لکھ لینے کے بعد اگلا فقرہ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس مشکل کا سیدھا سادہ حل یہ ہے کہ جو بھی عنوان مضمون نویسی کے لیے دیا جائے اس پر ممکنہ حد تک غور کیا جائے اور جب خیالات پیدا ہو جائیں تو انھیں ترتیب دے کر ایک خاکہ بنا لیا جائے۔ مضمون نویسی کے لیے خیالات بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ جتنے خیالات ارفع اور اعلیٰ ہوں گے اتنا ہی مضمون اعلیٰ درجے کا مانا جائے گا۔ خیالات میں وسعت اور بلندی صرف وسیع واقفیت، غور و خوض، مطالعہ اور مشاہدہ سے پیدا ہوتی ہے۔

(۲) صحتِ زبان

کسی قسم کے خیالات و نظریات خواہ وہ تقریری ہو یا تحریری کے اظہار کا سب سے بڑا ذریعہ زبان ہوتی ہے۔ مضمون نویسی کے لیے زبان پر عبور حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ خیالات کے اظہار کا تصور الفاظ کے بغیر ممکن نہیں اگر الفاظ کا استعمال درست ہوگا اور مناسب موزوں اور شیریں الفاظ استعمال کیے گئے ہوں گے تو تحریر قاری کو متاثر کرتی چلی جائے گی اور پڑھنے والا مضمون کو دلچسپی سے پڑھے گا۔ صحتِ زبان پر عبور حاصل کرنے کے لیے لغت اور زبان کی صرف و نحو

کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ اہلِ زبان کے مشہور و معروف لوگوں کے مضامین و کتب کا مطالعہ کرنے سے بھی زبان اور اس کی صحت پر عبور حاصل کیا جا سکتا ہے۔ عبارت میں رنگینی اور جدت پیدا کرنے کے لیے اختصار، سریع الفہمی اور الفاظ کے انتخاب میں احتیاط برتنے کی اشد ضرورت ہے، املاء کی غلطیوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۳) ترتیبِ مضمون

مضمون کی عمدگی کا انحصار حسنِ ترتیب پر ہے۔ مضمون میں موجود خیالات خواہ کتنے ہی ارفع اور اعلیٰ ہوں لیکن اگر ان خیالات کو منطقی ترتیب میں پیش نہیں کیا گیا تو قاری کے دماغ میں ان بے سروپا خیالات کے لیے جگہ نہیں بنتی تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے والا مضمون کو ادھورا ہی چھوڑ دیتا ہے۔ مضمون کی ترتیب میں مندرجِ ذیل باتوں کا خیال ضروری ہے۔

۱۔ خیالات میں باہمی تعلق ہونا چاہیے۔
۲۔ تمثیلات و توضیحات موقع محل کے مطابق ہوں۔
۳۔ بے جا طوالت سے پرہیز کیا جائے۔
۴۔ اختتامِ مضمون مختصر اور پُر زور ہونا چاہیے۔

(۴) حُسنِ بیان

مضمون نگار کو مضمون اس انداز میں تحریر کرنا چاہیے کہ قارئین کی دلچسپی قائم رہے۔ اس لیے مضمون کو پُر لطف نرالا اور اچھوتا ہونا چاہیے۔ موضوع اور موقع محل کے مطابق مضمون میں شائستہ مزاح بھی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ الفاظ کا استعمال قارئین کی عمر اور علمی قابلیت کو مدِنظر رکھ کر کیا جائے تاکہ پڑھنے والے کی دلچسپی قائم رہے۔ ورنہ قاری الفاظ کے معانی اور محلِ استعمال کے گرداب میں پھنس کر اپنی دلچسپی قائم نہ رکھ سکے گا۔

قائداعظمؒ

قائداعظم محمد علی جناح ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو کراچی کے ایک متمول گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد پونجا جناح چمڑے کی تجارت کرتے تھے۔ قائداعظم کا اصل نام محمد علی جناح تھا۔ مسلمان قوم کی خاطر انتھک محنت اور کوششوں کی وجہ سے قوم نے آپ کو عظیم قائد تسلیم کرتے ہوئے قائداعظم کے لقب سے پکارا۔

قائداعظم نے ابتدائی تعلیم سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی سے حاصل کی، اور ۱۸۹۲ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد قانون کی تعلیم کے لیے انگلستان روانہ ہو گئے۔ وہاں سے قانون کی ڈگری لے کر وطن واپس لوٹے تو آپ کے والد کا کاروبار تباہ ہو گیا تھا اور وہ کئی مقدمات میں پھنسے ہوئے تھے۔ محمد علی نے سب سے پہلے اپنے والد کے مشکل وقت میں ان کا ساتھ دیا اور ان کو مشکلات سے آزاد کرایا۔ پھر وکالت کرنے کے لیے بمبئی چلے گئے۔ کچھ ہی عرصہ بعد آپ کا تقرر بمبئی میں بحیثیت مجسٹریٹ ہوا۔ لیکن ملازمت آپ کی آزاد طبیعت کے خلاف تھی۔ آخر چھ مہینے بعد ہی ملازمت ترک کر کے پھر سے وکالت شروع کر دی۔ آغاز میں چند ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن قائداعظم کے استقلال مسلسل نے ان ناکامیوں کو کامیابیوں میں بدل دیا اور جلد ہی آپ کا شمار چوٹی کے وکیلوں میں ہونے لگا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب برصغیر پاک و ہند پر انگریزوں کی حکومت تھی اور انگریز اور ہندو دونوں قومیں مل کر مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینا چاہتی تھیں۔ قائداعظم کو شروع ہی سے سیاست سے دلچسپی تھی اور قوم کی خدمت کرنے کا بے حد شوق تھا۔ اس وقت ہندوستان میں کانگریس واحد سیاسی جماعت تھی، یہ اس زمانے کی بہت بڑی سیاسی جماعت تھی جو ہندوستان کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے کی جدوجہد کر رہی تھی۔ آپ ۱۹۰۰ء میں کانگریس میں شامل ہو گئے۔ آپ ہندو مسلم اتحاد کے

زبردست حامی تھے مگر جلد ہی آپ کو احساس ہو گیا کہ کانگرس کے پیش نظر صرف ہندوؤں کا مفاد ہے۔ اس تلخ حقیقت کے احساس کے بعد آپ نے کانگرس سے علیحدگی اختیار کر لی اور انگلستان چلے گئے۔

۱۹۱۳ء میں مولانا محمد علی جوہر اور سید وزیر حسین پر مشتمل ایک وفد مسلم لیگ کی طرف سے مسلمانوں پر کی جانے والی زیادتیوں کی وضاحت کے لیے انگلستان بھیجا گیا۔ وہاں پر مولانا محمد علی جوہر نے قائداعظم سے ملاقات کی اور مسلم لیگ میں شمولیت کے لیے دعوت دی جسے قائداعظم نے قبول کر لیا۔ مسلمانوں نے اتفاق رائے سے آپ کو مسلم لیگ کا صدر منتخب کر لیا۔ آپ نے مسلم لیگ کو منظم کیا اور مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کیا۔ سوئی ہوئی قوم کو جھنجھوڑ کر جگایا اور آزادی کے لیے کوششیں زور شور سے شروع کر دیں۔ آخر کار ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو اقبال پارک لاہور میں قائداعظم کی صدارت میں مسلم لیگ کا سب سے اہم اور تاریخی اجلاس منعقد ہوا جس میں مسلمانوں کے عظیم رہنماؤں اور لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی اور متفقہ طور پر پاکستان کی قرارداد منظور کی۔ اس قرارداد کا مقصد یہ تھا کہ مسلم اکثریت کے صوبے ہندوستان سے علیحدہ کر دیے جائیں جہاں مسلمان خالص اسلامی طرز زندگی گزار سکیں۔ ہندوؤں نے اس مطالبہ کی شدید مخالفت کی۔ انگریزوں نے مضحکہ اڑایا، اپنوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ لیکن ناممکن کا لفظ قائداعظم کی لغت میں نہ تھا۔ آپ مخالفت کے سامنے چٹان کی طرح ڈٹ گئے اور پاکستان کے قیام کے لیے انتہائی جدوجہد کی۔ آپ کی کوششوں میں آزادی کی اُمنگ بھی خلوص تھا۔ اس لیے خدا نے بھی آپ کی مدد کی اور دشمن کو نیچا دکھایا اور آخر کار پاکستان نے قائداعظم کی کوششوں سے اپنا وجود تسلیم کرا لیا۔ اور سرزمین ہند "قائداعظم زندہ باد، پاکستان پائندہ باد" کے نعروں سے گونج اٹھی اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو مسلمانوں کو آزادی نصیب ہوئی۔

قائداعظم صحیح معنوں میں عظیم قائد تھے۔ آپ کے سینے میں ایسا دل تھا جو

عزم و استقلال سے لبریز تھا۔ پاکستان بننے کے بعد پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے دن رات کی محنت سے آپ کی صحت خراب ہوئی، ڈاکٹروں کے مشورے پر تبدیلیِ آب و ہوا کے لیے کوئٹہ تشریف لے گئے لیکن وہاں بھی بیماری نے آپ کو چین نہ لینے دیا۔ چنانچہ آپ کو واپس کراچی لایا گیا اور ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو ہمارا عظیم قائد اور بانیِ پاکستان اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ آپ کا مقبرہ کراچی میں ہے جب تک پاکستان قائم ہے اور پاکستانی زندہ ہیں قائداعظم زندہ ہیں ان کا نام اور یاد ہمیشہ ہر پاکستانی کے دل میں رہے گی۔

حُبّ الوطنی

انسان جس ماحول میں آنکھ کھولتا ہے اور نشوونما پاتا ہے وہ ماحول اور فضا بچپن ہی سے اس کے خیالات اور جذبات میں رچ بس جاتی ہے جس کی وجہ سے اسے اپنے جائے پیدائش سے محبت و وابستگی ہو جاتی ہے اور انھیں فضاؤں میں بسنے والے لوگوں سے اُسے ایک گہرا جذباتی لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر وسعتِ فکر و نظر کے ساتھ یہی محبت اور انسیت وسیع ہو کر حُبّ الوطنی کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ جذبۂ حب الوطنی ایک محلّہ اور اس میں رہنے والے افراد سے محبت کا نام نہیں ہے بلکہ وطن کے ہر خطّے اور ہر فرد سے محبت کرنا ہر محبِّ وطن کا فرض ہے۔ محبِّ وطن پورے ملک کے مفاد کو اپنے ذاتی مفاد پر ترجیح دیتا ہے۔ وطن کی محبت اُس میں لگن اور محنت سے کام کرنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ محبِّ وطن اپنے ملک کی ترقی کے لیے کوشاں رہے گا۔ اس کے دل میں یہ خواہش رہے گی کہ اس کا وطن ترقی کی دوڑ میں سب سے آگے نظر آئے تاکہ اس کے ملک کو اور اس ملک کے باشندوں کو سب عزت و احترام اور قابلِ رشک نظروں سے دیکھیں جب تمام اہلِ وطن متحد ہو کر ملک کی ترقی کے لیے کوشاں ہوں گے تو وطن محفوظ رہے گا۔

وطن کو ماں سے تشبیہہ دی جاتی ہے ماں سے محبت کی طرح وطن سے محبت کا جذبہ بھی نہایت قابلِ احترام اور قابلِ قدر ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ اس جذبہ کو زیادہ سے زیادہ اُبھارے۔ حب الوطنی کے جذبے کو اُبھارنے کے لیے ہمارے درس و تدریس کے ادارے نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ اہلِ وطن کی گفتار و کردار میں حب الوطنی کی جھلک نظر آنی چاہیے

ملک میں پُرامن رہنے کے لیے حبّ الوطنی نہایت ضروری ہے حبّ الوطنی کی وجہ سے ملکی استحکام اور معاشرتی توازن برقرار رہے گا۔ لاقانونیت، معاشرتی ناانصافی، طبقاتی کشمکش اور تمام اخلاقی و سماجی مسائل کا خاتمہ ہوگا۔ اندرونی انتشار ختم ہونے کی وجہ سے بیرونی ریشہ دوانیوں کو مواقع میسر آئیں گے۔ جب دُنیا کو معلوم ہوگا کہ اس ملک کے باشندے اپنے وطن عزیز سے بے انداز محبت کرتے ہیں تو وہ نہ صرف اپنے ہر ارادے ترک کر دیں گے۔ بلکہ ہماری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گے۔

حبّ الوطنی کے ساتھ ساتھ اسلام قوم پرستی کی بھی تلقین کرتا ہے۔ قومیت اور وطنیت ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ مختلف ممالک میں رہنے والے مسلمان ایک قوم ہیں اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بھائی تصور کرتے ہوئے اس کی بھلائی و فلاح کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ پھر یہی قوم پرستی تمام حدود کا خاتمہ کر کے انسانیت کے حقوق کو اہم سمجھتی ہے۔ اور انسانی حقوق کو نظرانداز کرنے سے گریز کرتی ہے۔ اس طرح حبّ الوطنی کا جذبہ وسیع سے وسیع تر ہو کر جزوِ ایمان بن جاتا ہے جہاں حقوق العباد پر زور دیا جاتا ہے۔

سینما

سینما موجودہ دور کی سب سے زیادہ دلچسپ اور حیرت انگیز ایجاد ہے جو تھیٹر کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ سینما انیسویں صدی میں ایجاد ہوا اور دوسری جنگِ عظیم کے

بعد برصغیر پاک و ہند میں بھی متعارف ہو گیا۔ شروع میں صرف خاموش تصاویر دکھائی جاتی تھیں پھر انہیں زبان دی گئی اور آج کے دور میں رنگین اور سینما اسکوپ فلمیں بھی بنتی ہیں۔ سینما نے ہماری معاشرتی، مجلسی، سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی زندگی پر بے بہا مثبت و منفی اثرات چھوڑے ہیں۔

سینما بذاتِ خود تو ایک سائنسی ایجاد ہے لیکن اس کو استعمال کرنے کا طریقہ اس کو تعمیری یا تخریبی قوت بنا دیتا ہے۔ سینما ایک بہترین تفریح بھی ہے اور اعلیٰ ذریعہ تعلیم بھی ہے۔ سماجی، ثقافتی اور تمدنی امور کو اجاگر کرنے کا آلہ بھی ہے اور اخلاقی تباہی و بربادی اور تہذیبی قدروں کو بگاڑنے کا سبب بھی۔

تفریحی نقطہ نظر سے سینما کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بے پناہ مصروفیت کے بعد تھکے ہوئے ذہن کے لیے سینما مسرت اور سکون مہیا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

انسانی زندگی میں تفریح بہت اہمیت رکھتی ہے لیکن سینما کی ایجاد سے پہلے اس قسم کی تفریحات کے مواقع صرف رئیسوں اور جاگیرداروں کو ہی میسر تھے۔ اُمراء اپنے محلات میں فن کاروں کو بلا لیتے اور معاوضہ دے کر اُن کے فن سے لُطف اندوز ہوتے۔ غریب اور متوسط طبقے کا آدمی اِس قسم کی تفریح کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ سینما کی ایجاد نے انسانیت کی خدمت کچھ اس انداز میں کی ہے کہ اب غریب یا متوسط طبقے کا آدمی بھی معمولی رقم خرچ کر کے ان فن کاروں کے فن سے لُطف اندوز ہو سکتا ہے۔

تعلیمی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو سینما کی اہمیت کچھ کم نہیں ہے۔ کوئی بھی شخص بغیر پاسپورٹ ویزے کے دُنیا کی سیر کر سکتا ہے۔ وہ صحرا اور ریگستان جن سے ہمارے بزرگ صرف نام سے ہی واقف تھے ہماری نظروں کے سامنے ہوتے ہیں اور چند گھنٹوں میں تمام کے تمام صحرا کا تفصیلی جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ سینما کبھی سمندروں میں بسنے والے جان داروں سے ہمارا تعارف کراتا ہے تو کبھی امریکہ

اور روس کے خلا بازوں کے ہمراہ خلا کی سیر کراتی ہے۔ کبھی قربانی اور ایثار کی لازوال داستانوں کو دہرا کر ہمیں ہمت اور جرأت کا عملی درس دیتی ہے۔ غرضیکہ فلم تاریخ، جغرافیہ، سیاست، سائنس اور اخلاقیات وغیرہ تمام مضامین کے طلبا کے لیے بہترین ذریعہ تعلیم بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

سینما کو تخریبی قوت بنانے کا بڑا سبب ہماری فلموں کا ناقص معیار ہے۔ ہمارے ملک میں بننے والی سوائے چند فلموں کے تمام کی تمام اخلاقی اور فنی اعتبار سے بالکل مایوس کن ثابت ہوتی ہیں۔ بے ہنگم رقص اور عشقیہ گانوں پر مبنی ان فلموں کی کہانیاں عموماً اخلاق سے گری ہوئی ہوتی ہیں جو ہمارے اسلامی معاشرے کی اقدار سے ٹکراتی ہیں اور دیکھنے والوں کے ذہن میں اچھی پاکیزہ اقدار کی وقعت ختم ہونے لگتی ہے۔ کیونکہ برائی میں زبردست کشش ہوتی ہے اس طرح فلم بینی کے شوقین گمراہی کے راستے پر نکل جاتے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ فلم ساز اخلاقی اور تاریخی فلمیں دکھا کر عام لوگوں کو اچھا شہری اور ذمہ دار انسان بننے کی ترغیب دیں۔ بچوں اور طلبا کے لیے مختلف نوعیت کی علمی اور تفریحی فلمیں تیار کی جائیں جس سے ہمارے ملک کے بچوں اور نوجوانوں کی اصلاح ہو معیاری تفریحات پیش کر کے قوم کو بلند کرداری کی طرف راغب کیا جا سکتا ہے۔

سینما ایک سائنسی قوت ہے اس کی اہمیت اور افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اس کا غلط استعمال اس کو تخریبی قوت بنا دیتا ہے۔

گداگری

گداگری ایک اہم سماجی مسئلہ ہے جو کسی بھی مہذب معاشرے کے ماتھے پر بدنما داغ ہے۔ کیونکہ کوئی قوم بھی ترقی یافتہ، مہذب یا باشعور کہلانے کا حق نہیں رکھتی جب تک اُس کے افراد عزتِ نفس کی دولت سے مالا مال نہ ہوں۔ آزاد

قدموں کے افراد مرجانا قبول کر لیتے ہیں لیکن کسی کے سامنے دستِ سوال پھیلانا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ اُن کی قومی غیرت انہیں مانگنے سے باز رکھتی ہے۔ ان میں معذور افراد کی کفالت حکومت کرتی ہے۔ جہاں اُن کو پیشہ وارانہ تربیت دے کر انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا کرتے ہیں۔ تاکہ ایسے افراد معاشرے پر بوجھ نہ بن سکیں۔

پس ماندہ اقوام خودداری اور قومی غیرت کے جذبے سے عاری ہوتی ہیں۔ اُن کے لیے بھیک مانگنا ایک عیب کے بجائے ایک پیشہ ہے۔ جس کے ذریعے بغیر کسی محنت کے پیسہ بنایا جا سکتا ہے۔

اس مسئلے کی نوعیت جاننے کے لیے گداگری کے اسباب جاننا ضروری ہے۔ گداگری کی سب سے بڑی وجہ مالی بدحالی ہے۔

ہمارے ملک میں بہت سے کنبے ایسے ہیں جن کے دس یا اس سے بھی زیادہ افراد کی کفالت ایک فرد کے ذمہ ہوتی ہے۔ اگر وہ شخص بدقسمتی سے بیمار ہو جائے یا کسی اتفاقیہ حادثے کا شکار ہو جائے تو تمام افرادِ خانہ پر مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے اور ان کے پاس بھیک مانگنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہوتا کیونکہ ایسے کنبوں میں یا تو بچے ہوتے ہیں جو کسی کام کرنے کے قابل نہیں ہوتے یا پھر عورتیں جن کا کام کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے جب کہ اُن کو بھیک مانگنے میں کوئی عار نہیں۔

بعض لوگ بُری عادتوں کا شکار ہو کر اپنا اثاثہ کھو بیٹھتے ہیں یا منشیات کے عادی ہو کر کام کرنے کے قابل نہیں رہتے اور بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ پیدائشی اپاہج ہوتے ہیں۔ وہ گداگری کو اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ فقیر خاندان میں پیدا ہونے والا بچہ فقیر بننا ہی پسند کرتا ہے۔ کیونکہ اُن کو بچپن ہی سے بھیک مانگنے کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا جاتا ہے۔ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اس کو ایک منظم پیشہ کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ ان تنظیموں کے سرغنہ گلی محلے سے بچوں کو اغوا کر کے اُن کے اعضاء کو توڑ مروڑ کر مفلوج بنا دیتے ہیں اُن کی باقاعدہ تربیت کرتے ہیں۔ اُن کو خوفزدہ کر کے چند جملے رٹا دیے جاتے ہیں۔

یہ جملے انسانی نفسیات کے عین مطابق ہوتے ہیں۔ جن کو سن کر راہگیروں کا دل پسیج جاتا ہے اور وہ بھیک دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یوں گداگری کی وبا پھیلتے پھیلتے ایک اہم مسئلہ بن گئی ہے۔

اس مسئلے کو ختم کرنے کے لیے ہر حکومت نے کچھ نہ کچھ اقدامات ضرور کیے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس لعنت سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جا سکا اس مسئلہ کا ایک بڑا حل یہ ہو سکتا ہے کہ عوام اور حکومت دونوں مل کر گداگری کو ختم کرنے کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کریں۔ عوام گداگروں کو بھیک دینے سے گریز کریں۔ حکومت گداگری کو قانوناً ممنوع قرار دے۔ اپاہج اور معذور افراد کے لیے ادارے کھولے جائیں۔ جہاں اُن کے علاج اور تربیت کی سہولتیں موجود ہوں۔ ان اداروں کے اخراجات مخیر لوگوں سے جمع شدہ زکوٰۃ، خیرات اور صدقات سے پورے کیے جائیں۔

اصلاحی، مذہبی اور اخلاقی تعلیم کے ذریعے مثبت معاشرتی قدروں کو مضبوط بنایا جائے تاکہ لوگوں میں عزتِ نفس بیدار ہو اور گداگر بھیک مانگنے سے گریز کریں اور معاشرے میں معزز شہری کی حیثیت سے زندگی گزاریں۔ بزرگوں کو گھر میں باعزت مقام دیا جائے اور اُن کی ضروریاتِ زندگی پوری کرنا اولاد اپنا فرض سمجھیں تاکہ بوڑھے والدین بھیک مانگنے پر مجبور نہ ہو جائیں۔ جو لوگ بے روزگاری کی وجہ سے بھیک مانگتے ہیں انہیں حکومت روزگار مہیا کرے۔ جب تک وہ بیکار رہیں انہیں مناسب وظیفہ دیا جائے۔ یتیم اور بے سہارا بچوں کی سرپرستی مکمل طور پر حکومت کرے تاکہ وہ بھی معاشرے کے معزز شہری بن سکیں اور گداگری کا خاتمہ ہو جائے۔

تعلیمِ نسواں

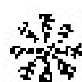
"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔" ہمارے پیارے رسولِ اکرمؐ کے اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ دنیا کی کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب

ملک اس کے تمام افراد تعلیم یافتہ نہ ہوں۔ ہمارے ملک میں مرد کی تعلیم کو تو بہت اہمیت حاصل ہے لیکن تعلیم نسواں کے لیے لوگوں کی مخالفت ابھی تک ختم نہیں ہوئی۔ جبکہ کسی بھی معاشرے کی اقدار کو محفوظ رکھنے، نسلِ انسانی کو ترقی دینے اور مہذب قوم بنانے کے لیے عورت کی تعلیم و تربیت لازمی امر ہے۔

تعلیم نسواں کے مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب حصولِ معاش مردوں کے ذمہ ہے تو عورتوں کو تعلیم دلوانے کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس کے جواب میں صرف یہ کہنا ہی کافی ہوگا کہ بے شک حصولِ معاش زندگی کا بنیادی مسئلہ ہے مگر وہ مرد بھی موجود ہیں جو اپنے دستخط کرنا بھی نہیں جانتے اور تعلیم یافتہ لوگوں سے کہیں زیادہ دولت مند ہیں۔ دراصل تعلیم کا مقصد حصولِ معاش نہیں علم کا مقام اس سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ علم تو انسان کے ذہن اور دماغ کو وسعت بخشتا ہے۔ علم ایک مشعل ہے جس کی روشنی میں زندگی کے نشیب و فراز طے کیے جاتے ہیں۔ علم انسان میں خود آگاہی پیدا کرتا ہے۔ علم کے ان فوائد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکالنا دشوار نہیں ہے کہ اس کی ضرورت ہر انسان کو یکساں ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ بلکہ مردوں کے بجائے عورتوں کے لیے تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ عورتوں کے ذمہ ایک اہم فریضہ نسلِ انسانی کی تربیت ہوتی ہے۔ یہ مثل مشہور ہے کہ پہلا سبق ماں کی گود۔ کیونکہ پیدائش سے لے کر زندگی کے ہر مرحلے پر باپ کی نسبت ماں کے ساتھ بچے کا تعلق زیادہ قریبی اور گہرا ہوتا ہے، وہ اپنے بچے کی تربیت اسی صورت میں احسن طریقہ سے کر سکتی ہے جبکہ وہ خود بود و باش کے طریقوں سے واقف ہوگی۔ صفائی اور پاکیزگی کے متعلق علم رکھتی ہوگی۔ مذہبی تعلیم سے بہرہ ور ہوگی اور جدید دور کے تقاضوں سے واقف ہوگی۔ ایک جاہل عورت کے پاس اس قسم کی تربیت دینے کا سلیقہ نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس ایک تعلیم یافتہ اور روشن خیال ماں اپنے بچے کی پرورش و تربیت کسی اصول کے تحت کرے گی، وہ اپنے بچوں کو نہ صرف اسلام کے زریں اصولوں سے روشناس کرائے گی بلکہ اپنے بچوں کی تربیت اس طریقہ سے کرے گی

کہ وہ جدید تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پچھلے زمانوں میں بھی تو بچے جاہل ماؤں کی گود میں تربیت پا کر عظیم کارنامے سرانجام دیتے رہے ہیں تو یہاں یہ کہنا بجا ہوگا کہ یہ تو تصویر کا ایک رُخ ہے۔ اگر غور کیا جائے تو پہلے کی دُنیا موجودہ دَور کے تقاضوں سے نا آشنا تھی اور اُن کی زندگی جدید ایجادات نہ ہونے کی وجہ سے سادہ تھی۔ اُس زمانے کی ضروریات زندگی موجودہ دَور کی ضرورتوں سے مختلف تھیں۔ مگر موجودہ دور جدید تقاضے اور نت نئی ضرورتیں لے کر آیا ہے جن کو پورا کرنے کے لیے بچوں کی تربیت نئے اصُولوں پر کرنا ضروری ہے اور اس فرض کو ایک تعلیم یافتہ ماں سے زیادہ بہتر طریقے سے کوئی اور ادا نہیں کر سکتا۔

نہ صرف بچوں کی نگہداشت و تربیت کے لیے تعلیم ضروری ہے بلکہ زندگی کے ہر مرحلے پر عورت کے لیے تعلیم کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ عورت و مرد زندگی کی گاڑی کے پہیئے ہیں۔ صرف ایک طاقت ور پہیئے سے گاڑی نہیں چل سکتی جب تک کہ دوسرا پہیہ بھی مضبوط نہ ہو۔ ایک جاہل عورت کی ذہنی سطح کسی صورت بھی ایک تعلیم یافتہ مرد کی ذہنی سطح کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اس وجہ سے وہ کبھی بھی اپنے مرد کے لیے مددومعاون ثابت نہیں ہوگی اور نہ ہی مرد کسی بھی مسئلے کے حل کے لیے اس سے مشورہ طلب کر سکتا ہے کیونکہ ایک جاہل عورت سُود مند مشورہ دینے کی اہل نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ ایک تعلیم یافتہ عورت ہر قسم کے معاملات کو خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکتی ہے اور زندگی میں کسی کی محتاج نہیں رہتی۔



مشق

درج ذیل خاکوں کی مدد سے مضمون تحریر کیجیے۔

① اپنی مدد آپ

اپنی مدد آپ کا مفہوم ــــــ حضور اکرمؐ کے افعال و ارشادات، اپنی مدد آپ کے مفہوم کی وضاحت کیلیے ــــ علامہ اقبالؒ کا خودی کا فلسفہ ــــــ خود اعتماد لوگوں کی کامیاب زندگی ــــ دوسروں کے سہارے زندہ رہنے والوں کی زندگی کی کمزوریاں، مجبوریاں اور نقائص ــــ طفیلی زندگی گزارنے میں مدد کرنے والے عناصر ــــ آباؤ اجداد کی دولت ــــ والدین کا بے جا لاڈ پیار ــــ عیش اور سستی کی زیادتی ــــ اپنے کام خود کرنے کے فوائد ــــ صحت ــــ عمر ــــ دولت ــــ عزت و شہرت ــــ سست قوموں کا کردار اور حشر ــــ پاکستانی قوم کا موجودہ کردار ــــ پاکستانی قوم کے کردار میں ممکنہ حد تک تبدیلی کی ضرورت ایک اسلامی معاشرے کے افراد کی حیثیت سے ــــــ

② موسم سرما

سردی کا موسم ستمبر کے آخر اور فروری کے مہینے تک رہتا ہے ــــــ بارش ہونے کے بعد سردی اپنے عروج پہ ہوتی ہے ــــ راتیں عموماً اندھیری اور طویل اور دن مختصر ہوتے ہیں ــــ سردی کی وجہ سے ہر جاندار اور بے جان متاثر ہوتا ہے ــــ درخت ٹھنڈ سے متاثر ہوتے ہیں پتے جھڑ جاتے ہیں جس سے درختوں کا حسن زائل ہو جاتا ہے ــــ پہاڑی مقامات پر برف باری ہوتی ہے ــــ برف پوش پہاڑوں کے مناظر سے لطف اندوز

ہوا جارہا ہے ------ شدید سردی کی لہر سے غریب لوگ مشکل میں ہیں' ان کا ذریعہ آمدنی معطل ہو جاتا ہے ------ ان کے جسم سُن ہو رہے ہیں ------ کُہر اور دُھند کی وجہ سے دن میں بھی ان کے گھروں میں اندھیرا ہے ------ ساری رات سردی کی وجہ سے نیند نہیں آتی ------ صاحب حیثیت لوگ اپنے گرم گھروں میں آگ کے پاس بیٹھے موسم سے لطف اندوز ہو رہے ہیں ------ میوہ جات کا استعمال اور کھانے پینے کا لطف آرہا ہے ------ سردی کی وجہ سے پہاڑوں پر موجود برف نہیں پگھل رہی جس کی وجہ سے دریاؤں میں پانی نہ ہونے کے برابر ہے ------ پانی کی کمی کے باعث بجلی کم مقدار میں بن رہی ہے۔ جس کا اثر ملکی معیشت پر پڑ رہا ہے ------ ہر موسم کی طرح سردی کے فوائد بھی ہیں اور نقصانات بھی ------

(۴) میرا بہترین دوست

دوستی کا مفہوم ------ دوست کا نام اور حلیہ ------ دوست کا حسب نسب ------ دوست کی عادات و اطوار ------ اسکول میں اُس کی تعلیمی کیفیت اور اساتذہ کے ساتھ رویّہ ------ دوست کے مشاغل دوست کے والدین کی عادات و رویّہ ------ میرے ساتھ دوست کے اور اس کے والدین کے تعلقات ------ چند اہم واقعات جس کی وجہ سے اس کی دوستی پر مجھے ناز ہے ------ اختتام ------

میرا دوست ان تمام خوبیوں اور عادات کا مالک ہے جس وجہ سے مجھے اُس سے دوستی پر فخر ہے ------

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور - باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر